

1372

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम : अष्टाक्षरी इल्हाज़ी आल्

अष्टाक्षरी

लेखक : महाराष्ट्र मुन्शी राजाजी

प्रकाशन वर्ष : 1872

आगत संख्या : 372

1372

1372



1372.U

1372

1373

1374

1375

1376

1377

6
—
42000



1377.U



اوم

اتھ تیس اکشری کاویہ آرنبہ

کالورام کرت $\frac{1}{223}$

آج کل بیت بازی کا بہت رواج ہے اسلویہ سی حرفی
بنائی جاتی ہے کہ بہت سے لوگ سناتن ریسڈھانتوں
پر ہی حملہ کر کے کہنڈن کیا کرتے ہیں۔ اُن کے بارہ
میں کچھ قدری جواب لگای

آرنبہ ۵۳۰۰۲



1372,U

بکرمی سمت ۱۹۵۸ - دیانندی سمت

مطبع ستیہ، ویرم پر چارک جلد پر سہر میں سہانشی رام
چکاسو کے اہتمام میں چپا اور شائع ہوا

کتاب
دیوی
توں
کالور

क्रो ३ म ।

पंजिका संख्या

सा० संख्या

पुस्तकों पर सर्वप्रकार की निशानियां लगाना

अनुचित है ।

कोई विद्यापीं पन्द्रह दिन से अधिक पुस्तक नहीं

रख सकता ।

रात
रात
रात
रात

तार
तार
तार
तार

استاذ و يادگار جو اکاش و انگو چيو گه کر به ميں يسيون گذار هوندا

کا لورام کہاں جتہوں وہ آ یا سی خالی کون جا جہاں سد ہر ہوندا

ت

تس پر مشور دے با جھہ جیکر دہرم راج چتر گپت بنا کر دی
اُس لوک دی لوک جو مرن او تھے وہ نیاکانہ جن جتیا جا کر دی
او نہاں واسطے جی دہرم راج دو جا پر اُس لوک کی ہاں سد کر دی
کا لورام پر مشور ہی دہرم راجا اینویں پورا نک گپ اوڑا کر دی

ش

سچہ اندھے بیکھ لکھدا آوے فرق اوسدی سروگت میں
لکھنا وا چنا کم منش سندا جنہوں بھل جاندا الپگتا میں
تینوں کال میں سب کچہ گیات اوسدی ایک پکٹ بھلدا اگت میں
کا لورام پر مشور سرب گیا تا سب کچہ جاندا اپنی پرگتا میں

ج

جیو پریشور دا جید اتنا مورت مان دیوین ذرہ آسمان اندر
 جد اپنے سے ہیں نہ کی ہو گونا سے ایک ہیں ہوگ انو مان اندر
 حویا پیہ ویاپک او پاسٹہ او پاسک جیسے جیو برہم تپا تیشان اندر
 کالورام بہن سروپ تے سکھ دہم ہی ویا پیہ ویا پکتا دہم ایک بان اندر

چ

چاہے سو کرے پریشور بے دو جا ایشور کیا پیدا وار کر سی
 آپے ہوئے مور کھ پاپ کرم کر کے دکھ نک نوں ہی سوی کار کر سی
 سرب شکتی مان جو کم اوسدا کوئی اوس میں نامہ دنگار کر سی
 کالورام جیسے سرشتی ادیتی کر آپے پالتا اور سنگھار کر سی

د

مین جگت وے تن کارن جیو برہم پر کرتی انادی تینیں
 جیوں گھیا رشی ہتیار پہلو گہڑا بن میں اتیاوی تینیں
 انہاں وچ بے اک ہنوب کوئی بوجت کارن جہنیاوی تینیں

کالورام او تپتی ہستی پر لئے ہیں پروار و پل تودادی نہیں

(خ)

خود پر میشور جی وید چارے ہیں چے تاں ہے دس ہیں کس نے
آدی سرشٹی میں جندی و دو ان نہ سے سچا بند باجیو کیتا دین کس نے
کیونکہ گیشیہ باجیوں نہیں گیان ہوندا کیتا باجھ پر میشور تریں کس نے
کالورام اگنی و ایو ادیت انکرا و کے وچ اتھا کیا چنیں کس نے

(و)

دس پر میشور جے نہیں کوئی تاں اگلے نوں کون بنان والا
جڑ پر کرتی آپ سے آپ بندے جیو کتھوں سم تہلیان والا
ہو چو تالی مدی سے بنی روری پر کوئی تیرا چاچو ملان والا
کالورام او پاوان تو سدا رن ہے نمت کارن ہکوان والا

(ف)

ذکر جو پوجناں پھراں و اچلیا جنیاں الی و روصہ ہواں

چکرورتی داراج چھوڑا کے جیسو سوامی جہونپڑدا پر بوہ ہویاں
ایسے سرب ویاپک نوں اک مورتی میٹاں برکبان بہاگوگی کروڈا ہویاں
کالورام نیاکار پر ماتادی کوئی مورتی نہیں دل شدہ ہویاں

(۷)

ردی گنیش شیوانبکاتی وشنو مورت پنچائیتن ایوگ ہے جی
پہلے ماتامورت پتارت کرتب تے اچار یہ اتھتی جیوگ ہے جی
پنجواں استری واسطے پتی بو جیہ پتی واسطے استری لوگ ہے جی
کالورام ایہو پنچ دیو پوجاست کار پنچائیتن پر یوگ ہے جی

(۸)

زبردستی کہن پر نگہ شدیوی جوا لاکھی وچ ہوئی پہاڑ آ کے
اُس پر متوں آگ ہی نکدی ہے کہیا ہو یا اچھج او جاڑ آ کے
جیڑا آدم پر شادوا ہوئے بانٹا ایہ پوجا ریاں دی پئی ڈاڑ آ کے
کالورام غریباں نوں لٹ کر کے کہان بکری دانگ گیہاڑ آ کے

(ش)

ایہ پتے پوپ تیر تھاں تے جھیرا یا تریاں دامنہ حال کو
 جو کوئی دے ناہیں یا کچھ کم دیوی لوٹا کھڑا کہو ہن خیال کو
 ہر لے پن دے اوٹا ہی پاپ ہوند ایا تری کا پنا جو دل ٹال کر دے
 کالورام بھلا کہوہ تیر تھاں سو جتے نہا کے دل خوشحال کر دے

(س)

ست برت یک تیاگ سہی وان دکشنا لین نوں ڈھیر ہوئے
 زندے ماں تاں باپ نوں دین گاہیں مویا کرن شراب دیر سوئے
 جیکر مویاں نوں مے شرابہ ترپن زندہ خرچ پر دیش کیس پھیر سوئے
 کالورام پھیلے جہاں دے جو پتہ پوتری دیند ہوگے نہ لو اک دیر سوئے

(ش)

شہروں میں بھیڑوی چکرا اندر پکی ہدیو جن گہڑے شراب کو نوں
 استری پڑش نوں تے پرش استری نوں پوجن ننگی کر گھبیشاں دکانوں

کہا تو مانس بد ہوش کو کرم کر دے نہیں شرم دہی سین مائی تباریخیں
کالورام اسدا نام بام مارگ بکٹی اندی رسی شتاب دی نوں

(ص)

صفت کیا پشوں مار کر کے ڈالیں ہوم میں سُرگ جے جاو ندائی
ہاں پہر پوپ پسا پے پتا ماتا کیوں نامار کے سُرگ پو چاوندائی
جیکر ماریا پشو پیر ہو گز نہ کیوں ناپوپ ہی اُسی جواوندائی
کالورام کچہ آپ توں بنے ناہیں چوٹھی دوش گل یگ نوں لاوندائی

(ض)

ضد نہ کریں کر سوچ دل میں جس پر اڑیں راتوں کہا مئی مانس گیا
اُس نے کیا حلال تے اوس جھسکا ترس دو مانس تے اُداس گیا
پرہن اوس ہی کاٹنا گلا تیرا توں ہی جدوں نیام کار پائی گیا
کالورام جو عیب صواب تیرے وہ سب جا ندائیں نہ تاس گیا

(ط)
 طوفان ہنسا جو کریں ہر دم کوئی کسے دا نہیں چوڑا لٹا والا
 او تہے اپنے عمل ہی کم آون عیسے بنی نہ کوئی بھپان والا
 نہڑے پیچ دا پیچ نہ فرق ماسا نہ سفارشی کوئی رشتو کہان والا
 کالورام پریشور نیانہ کھاری سرب سا کشتی سرب گیان والا

(ظ)

ظاہر کر کے و چار دیکھو کوئی نہیں شیطان بہکاؤندا وی
 اپنے سکھ و کے لالچ و س ہو کے آپے جیوڑا پیا بہر وندا وی
 جے شیطان سیکھا وندا جیو تائیں پر شیطان نوں کون سیکھاؤندا وی
 کالورام سکھائی پریشور جی اوہی دوش پر پریشور پیا وندا وی

(ع)

اکا رتھ کریں تعویذ جستر پورب کرم دا بہاگ کیا ناش ہو سی
 بھئی شاکین ڈاکنی بہرم دل و کے جنوں شکتا کو سنگ بر و سی

منگل چن چن گرہ نا کچھ کہو ندے چند اپور دلا کرم جی راس ہوسی
 کالورام ان ٹھکاں سوتدوں بچن جیکر دیا دا ابھیا س ہوسی

(غ)

غور کر مند نہ کریں ہرگز کلتے ہوت پریت شمشان میں ادری
 جدوں دیہہ نہیں پران میں جدا مندی آگہن اوسنوں پتر جان میں دی
 جدوں دیہہ دا آہ پہر سو چکا اونوں آکھدی شہ گیان میں ادری
 کالورام کپنڈ یاں لٹ پائی پلی شراب پنچن گادن تہان میں ادری

(ف)

فیر بے ارتھ اور بُری کلدی چیرری رسم دی اوسنوں چھوڑ کر کے
 باپ نزدہن دھنا ڈجے ہو کے پتر کوئی دہن نہ پینکدا بوڑ کر کے
 نزدہن دیا وستھہ گواکارن بند و بست کر ڈر دہن جوڑ کر کے
 کالورام آنتو جو کرم چھوڑ و کرونتو سدا این لوڑ کر کے

(ق)

قرش بینل پچیس^{۲۵} پیڑھی کی جو بات سنا تن مانڈی ہو
 کیوں نہ سرشتی دی آدی ہی آج تیک جو دیکھو ہمارے قدیم دجا ندی ہو
 ایتری شت پتھہ سام گو پتھہ آدک کیوں اتنا عین تہا ندی ہو
 کا لورام سری مد بہا گوت آدک کیوں نوین پراناں نوں راندی ہو

(ک)

کرم سو درن دوستھہ تیج کا ہی جنم دوستھہ لئے مال اندر
 برہمن گردے کرم شودراں کے ڈر دے درانہ خواہ خیال اندر
 کتھہ ویش تائیں ناہیں خوشی آوی و دیا پر اپنی یک شال اندر
 کا لورام جس لوگ ہیں کرم جس دے سوی درن دوستھہ خیال اندر

(ل)

لوگوں میں شودرتی استری نوں و دیا پڑھنی کا سنوں سے و تو

ہتھ پیر آدک جیسے ابگ تھاری او نہاں نوں تاتیب ک و تو
ست و دیا مین ہیں کئی شعور و دوان پورن برہن ہوک و تو
کمالورام و دیا کمال و میکا رسکو وید شاستروں میں رشی لوک و تو

(م)

ماہ و دوان سنیاں داری کیوں نارہے زیادہ اک رات کولوں
کیوں غفاری پکھڑا پول اکٹھے تھی کرو ترچہ اس بات کولوں
کیوں نہ سونا دین دیویں پہراں تائیں بھلا رہے در وائیں کولوں
کمالورام سنیاں و دوان تائیں دنیا بہت اتم پوپ ذات کولوں

(ن)

نال دل دی کریں سوچ پیار کے جھوٹی عمر دیوچ و وادہ کیتو
اک و و ہوا نکالی و اکنت مویا دو جا بند نیوگ و وادہ کیتو
مہ دیچ نارین سے کو سنگ کر و و و اکنت چٹا ال سنگ چاہ کیتو

کالورام اچھا ہے نیوگ اس سے پوپ اس دا کا ہی بد خواہ کیتو

(۹)

واستو میں جیو سوتنتر ہی کرتو کرم کرنے میں اختیار اُس دا
کیتے ہٹے یا بُرے دا پہل جھڑا دیندا نیا کے کاری کرتا اُس دا
میوین چور چوری اپنے آپ کو دا ڈنڈا راجہ سوکے سوکھا اُس دا
کالورام سوتنتر کرم کرنے تے پر تنتر پہل دیجا اُس دا

(۱۰)

ہو دے غافل ایسی نیند سٹوں آریہ نام بہا کا ہوں کہو بیٹھو
بہند وچڑھ تیرے پائی مسلماناں ارتھ چور کا لا کا فر ہوئی بیٹھوں
سات دیپ نو کہنا بہین بہاگ آسٹا آریہ وڑ پئی نام جن کی بیٹھوں
کا لورام سوامی دیا نند کہے گئے جو اس لٹوں دس آریہ سوئی بیٹھوں

(۱۱)

یہ سٹی اتنے وید آریہ سنبت ہوسرہیں پرکاراوتے
 ایک ارب کروڑ چپانویں تے اٹھ لکھ ترونجا ہزاراوتے
 ایہ دوسرا سنبت جاویدا ہے جو دسا کہ و دی دن چاروتے
 کالورام سنبت بکرم .. ۱۹ تے ایہ سال اٹھاون گزاراوتے

تہ

گیان پرکاش

یہ

سچے ویدانت کا پرکاش اور نوین اودویا کا نام

ابھی اردو میں ۲۴ پاورٹ کاغذ پر چھپ کر تیار ہوا ہے۔ نوین
ویدانت مت کے کہنڈن پر آج تک کوئی ایسا مدلل اور
عالمانہ گرنٹھ اردو میں نہیں چھپا۔ اس گرنٹھ میں نہایت ہی
معقولیت سے عالمانہ طور پر بحث کی گئی ہے
قیمت فی جلد ۸ رتھوک کے خریداروں کیلئے شریٰ صاحبیل ہیں
۹ جلد کے خریدار کو ۱۵ فیصد ہی کیشن دیا جاوے گا
۵۰ کے خریدار کو ۲۵
۲۵ کے خریدار کو ۵۰

۱۰۰ جلد کے خریدار کو عے روپیہ فی صدی کمیشن دیا جاوے گا
 سو جلد سے کم کے خریدار کو عے
 ۱۰ جلد سے کم کے خریدار کو کمیشن نہیں ملے گا۔

المش
 بستی رام اسٹینٹینجر مطبع ستیہ
 دہرم پرچارک جلد ہر شہر

اخبار ستیہ دہرم پرچارک
 جلد ہر شہر

دومی کاغذ ۱۲ پونڈ تقطیع ۱۱ x ۹ کا حجم ۲۰ صفحہ ہر مہینہ شائع ہوتا ہے یہ اخبار دیکھ کر
 دہرم کا ارٹھن ہے۔ اس میں عمدہ عمدہ آپٹیشن۔ سفایین وغیرہ متعلقہ دیکھ کر
 دہرم شائع ہوتے ہیں۔ چندہ مع محصول ڈاک نام خریدار کو ملے گا
 طالب علموں سے ہر بچہ شیکھی لیا جاتا ہے۔ مالدار کا کوئی قاعدہ نہیں

المش
 منیجر

پانتھل اراج پوکش

مُصَنَّف

مہاشی پانتھل جی کا اردو ترجمہ

مُؤَلَّف

سوامی اکشانند جی مہاراج پٹیلانویسی

پرماتما کے سچے بھگتوں اور یوگ کے

مثلاً شیوں کے ہت آرہے

انانتہ رام ناتھ مالک مطبع انند پرکاش و اخیا

صنعت کل نے اپنے مطبع آئند پرکاش میں با تمام خود طبع کیا

ہو
اثر

جس
کے
دیں
تک
وہ
یوں
مہا
کے
نیت

اونگ نمبر
३३
پانتھیل یوگ درشن
पान्थल योगदर्शन

یعنی پنتھی جہتی کا کیا ہوا یوگ شاستر اور مہاراجہ بھوج
دیو کا کیا ہوا سنسکرت ترجمہ یعنی بھوج دیو نرست
برقی مہا جی کے اردو میں خلاصہ مطلب جو پندت
اشیا نند صاحب نے اردو میں کیا ہے اگرچہ سندھ
زبان میں رشیوں کی کی ہوئیں کتابوں کا ترجمہ
چار طرح پر ہوتا ہے یعنی اصل پد اصل الفاظ
دوم و اکیرا رتھ یعنی فقرہ - سوم بدارتھ پد
یعنی لفظی معنی چہارم بہا وار تھ یعنی مذکور
بالا تینوں کا خلاصہ کیونکہ اردو میں اتنے الفاظ نہیں

ہوتے جتنے سنسکرت میں ہیں اس لئے صرف بھادرا
 مہینے یعنی نتیجہ کو ہی مد نظر رکھ کر یہ ترجمہ کیا گیا ہے

دیباچہ

جب کہ ہم مہارشیوں کے پہلے طریق پر غور کر کے
 دیکھتے ہیں۔ تو اس ناچیز جسم میں ایک عجیب چیز جو آتما
 مہا ^{یا} یعنی پاک روح کا کچھ خیال ہوتا ہے چونکہ وہ
 نہایت باریک اور لطیف شے ہے اس کو لوگ
 و ^{یا} دیا ^{یا} سے ہی رشیوں نے حاصل کیا ہے۔ کہ وہ
 یوگ کو ویسا ب و دیاؤں کی جڑ ہے پس رحم دل
 مہارشی پتہنجلی نے اس یوگ شاستر میں وہ علم لکھا
 ہے جس سے روح اور پریشہ کو ذکیہ لیں اور ٹھیک
 ٹھیک جان بیوین جس سے انسانی جسم کے چار عمدہ
 نتیجہ اول و ہرم ^{یا} دوم ارتھ ^{یا} سوم کام ^{یا} چہاسم

سوکش یعنی ہمیشہ کے لئے خوشی کا حاصل کرنا۔
 اس کلمہ یوگ کے چار حصہ ہیں اول یوگ پاد ^{पाद} _{योग}
 جس میں یوگ کے پچھن یعنی یوگ کی پہچان اور طریقہ بیان
 کیا گیا ہے۔ اور نیز اس علم کے حاصل کر نیوالے کو ہم
 طرح کی سے خبردار کرنا۔ دوم سادھن پاد ^{पाद} _{साधन}
 جس میں یوگ کے آٹھ ذریعہ بیان کئے ہیں۔ سوم وبھوتی
 پاد میں اس علم کے یوگ کے دنیاوی نتیجہ یعنی آٹھ سدھ
^{साध} _{विभूति} اور نونہی ^{विभूति} _{साध} کا حاصل ہونا لکھا ہے اس
 لئے اس کا نام وبھوتی پاد رکھا گیا ہے ^{विभूति} _{पाद} یعنی
 دنیاوی دولت۔ چہارم بادھن عمدہ نتیجہ نجات کے
 روح پاک کا پرمانند ^{प्रमानन्द} یعنی ربانی خوشی کا حاصل
 کرنا اس کا مان ہو نیسے اس کا نام کیول پاد ^{पाद} _{केवल}
 یعنی پاک روح کا ہمیشہ کے لئے نہایت خوشی
 مشغول رہنا اول حصہ میں پچاس سوتر ^{सूत्र} _{पञ्च} دوم میں
 چھاندر سوم میں ناؤن چوتھے میں چونتیس ^{चत्वारिंश} _{सूत्र} مل میز ان

ایک سو نو سے سو تر بجوئز کیے گئے ہیں۔ اس لئے جس
نجات خواہان کو واجب اور لازم ہے کہ ان کے استعمال
سے فائدہ اٹھاوین۔

پہلا حصہ سہادی یاد

समाधि पाद

نمبر ابد خیالات کے روکنے کو یوگ کہتے ہیں اور روح کا
پیرمیشر میں ملنا ہی یوگ ہے نمبر ۱ لغایت ۵ چت کی پانچ
حالتیں ہیں۔ اول کشیت **निद्रा** دوسرے موہرہ **मूढ**
یعنے جہالت تیسرے ویکشیت **विज्ञान** چوتھے **विराग** اگلی **समाधि**
پانچویں نرودھ **नरोद्ध** کشیت وہ ہے جب چت ہر ایک
دنیاوی عیبوں کی طرف متوجہ ہووے موہرہ وہ ہے جب
انسان کی یادداشت اور نیک و بد سوچنے کی طاقت رُک
جاوے ویکشیت کل دنیاوی تعلقات کے سوچنے سے پہر
اکر عمدہ حالت کو قبول کرے۔ نرودھ **नरोद्ध** انسان کا

دل ہر ایک معاملات دنیاوی سے بیزار ہو کر پریشوار ^{परेश्वर} اور روح میں مشغول ہو جائے اس لئے ایک گرو ^{गुरु} اور ہرودھ ^{हरिद्व} دونوں حالتیں انکی یوگ کی ^{योग} معاون اور مددگار ہیں۔ اگرچہ مفصل بیان آگے ہوگا۔ لیکن مختصر بیان کیا جاتا ہے۔

لفظ اصلی۔ دیہاتما دیہان دیہا دیہی ترکٹی
 کرکٹ کو سم پرگیات یوگ ^{प्रज्ञा} کہتے ہیں یعنی دیہان
 کہنوالی روح ذریعہ دھیان ہوتا ہے اور جس کا دیہان
 کیا جاتا ہے تینوں کا ایک جگہ پر جمع ہونا۔

دوسرا اسم پرگیات ^{प्रज्ञा} اس میں کل دنیا کو فنا جاتا ہے کل
 دنیاوی خواہشیں دور ہو جاتی ہیں۔ اور بلا کسی ارادہ
 اور خواہش کے ہوشیار ہو کر پریشوار کی طرف یقین لانا ہے
موقف: دیکھنے والا انسان سوائے کسی ذریعہ کے
 اپنے روح کو آپ ہی نہیں دیکھ سکتا جس طرح پر اپنی
 نگاہ کو آپ ہی نہیں دیکھ سکتا جس طرح سوائے

یوگ کے پرہیشتر کو نہیں دیکھ سکتا ہے۔ اور یہ دونو
 یعنی سم پرگیات سے پرجات اور اعم پرگیات سے پرجات
 پرہیشتر کے دکھلانے کے ذریعہ ہیں اس کا نام دیو شتی
 سماधि یعنی باریک نظر کہتے ہیں۔ سادھی
 سے علیحدہ ہونے کے وقت انسان کا دل جن چیزوں
 کی طرف متوجہ ہوگا انہیں چیزوں کی طرف راغب ہوکر
 معاملات دنیاوی میں لگجاوے گا۔ اس لئے ایسی حرکت سے
 بچنا چاہیے۔

ضروری امر ہے کہ دنیاوی معاملات سے اس وقت روح
 پاک اور صاف رہے کوئی خیال متعلقہ دنیاوی روح میں اور
 دل میں اور خیال میں اس وقت پیدا ہونا نہ پائے اگر
 ایسا ہی رہے گا۔ تو بیشک آدمی کی روح پرہیشتر کے روپ
 کو دیکھ سکتی ہے اور بخوبی جان سکتی ہے کہ یہی پرہیشتر
 رب العالمین ہے۔ اگر اس وقت دنیاوی تعلقات سے
 تعلق ہوگا جس طرح کہ روای اس کی رائیگان ہوگی +

انسان میں پانچ حالتیں آرام اور تکلیف کے دینے والی
 ہیں۔ وہ دو طرح پر ہیں پہلے کلشٹ **वृक्ष** اور دوسرے نکلیشٹ
नक्लिष کلشٹ تو روحانی یا جسمانی تکلیفوں کے دینے
 والی حالت ہے جس میں انسان کی جمع کی ہوئی یا
 جو آئندہ کیجاوگی اور سیرا ر بدھ **प्राग्भद** یعنی قسمت جن
 فعلوں کے باعث انسان کے جسم کی پیدائش ہے
 ان فعلوں سے انسان کا پیدا ہونا۔ مرنا۔ بہوک۔ پیاس
 سردی۔ گرمی۔ غمی۔ خوشی وغیرہ وغیرہ تکلیفوں کو
 پہنچاتی ہے نکلیشٹ **नक्लिष** حالت ہر ایک معاملات دنیاوی
 سے علیحدہ ہو کر توحید کی طرف متوجہ ہونا۔ اس لئے
 انسان پر واجب ہے کہ کلشٹ **वृक्ष** کو چھوڑ کر نکلیشٹ
नक्लिष حالت میں راغب ہوں۔ کہ جس کے ذریعہ
 سیروگ حاصل ہو جائے۔

सर्वप्रमाणपरिपक्व
वि कल्प निर्द्वारि **निष्क** **स्मृति** **वृत्ति** **वृत्ति** **वृत्ति**

یعنی پانچ حالتیں انسان کی ہیں *
 نمبر ۱۔ پرمان برقی **प्रमाण** کی تین قسمیں ہیں نکلتی
प्रत्यक्ष انمان **अनुमान** آگم پرمان **अगम** یقیناً گمان کو کہتے
 ہیں اور اسکی تین قسمیں یہ ہیں یہ نکلتی **प्रत्यक्ष** وہ چیز ہے جو
 جو اس ظاہری و باطنی کی طاقت سے جیسے کہ ہو ویسا
 ہی جانا چاہئے۔ انمان **अनुमान** وہ چیز ہے کہ باریک
 اور موٹی چیز کے کسی حصہ کے ساتھ تعلق ہونے سے کل
 شے کا کامل یقین حاصل ہونا آگم **अगम** کلام ربانی اور
 بزرگوں کی پہچی نصیحتوں کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ
 اگر ان ہر سہ کو دنیاوی معاملات کی طرف سے طو
 لگایا جائے تو یہ بھی باعث تفرقہ ہیں یعنی نکلتی **प्रत्यक्ष**
 ہیں۔ ورنہ برعکس اسکے ضرور نکلتی **प्रत्यक्ष** ہے یعنی
 نہایت آرام کے دینے والی ہے۔
 نمبر ۲۔ جس میں کسی شے کی حالت اصلی معلوم نہو
 اس کو پر یہ برقی **विपरीत** کہتے ہیں *

نمبر ۹ جنہیں محض لفظ کا استعمال ہو۔ لیکن اس کے
 نہون۔ جیسے وانج کا لڑکا گھومتا ہے۔ یہ بکلم **विकल्प** حالت
نمبر ۱۰ بغیر کسی گمان کے۔ یہ ہوشی کی حالت کو نندرا **नद्रा**
 کہا جاتا ہے۔

مؤلف۔ محض آدمی کے سوتے کو نندرا نہیں کہا جا
 رہا ہے۔ مثلاً میں آرام میں سویا تھا میرا دل آرام میں ہے عقل
 درست ہے۔ یا تکلیف میں سویا تھا۔ جسے دل کو رنج او
 جسم میں آس **आस** یعنی خمار اور دیوانہ کے موافق ہو
 ہوں ایسے خیالات سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ سو جانے
 کی حالت میں بھی رنج و راحت کا انسان کو خیال بننا رہتا
 ہے اگر خیال نہ ہو تو بیداری کے بعد یہ الفاظ جو اوپر بیان
 کئے گئے ہیں نہ کر سکے اس لئے یوگ شاستر میں لفظ
 نندرا **नद्रा** ایک چیز کو بھولنا کہا گیا ہے۔

نمبر ۱۱۔ معلوم کی ہوئی چیزوں کا نام سمرتی **स्मृति**
 سنی جو چیز اصلی حالت میں دیکھ سنی ہو نہ خیال کسی نہ

میں آنا۔

مؤلف۔ مصنف کی یہ غرض ہے کہ تین چیزوں کو ویسے
 فراموش کرنا از بس ضروری ہے تاکہ انکا کیس وقت میں ہی
 خیال نہ آوے۔ اول محبت دوم دشمنی و نفرت تیسرے
 موہ **मोह** یعنی حرص۔ کیونکہ انکا زیادہ تر دنیا سے تعلق ہے
نمبر ۱۲ اگر دنیا کی خواہشوں کو دور کر کے عبادت الہی
 میں دل کو مشغول کیا جاوے۔ تو ان چیزوں سے بچنے
 کی طاقت ربانی جو اوپر بیان ہوئی ہیں۔ حاصل ہو جاتی
 ہے یعنی وہ طاقت مل جاتی ہے۔ کہ جس سے وہ دخل نہ باسکیں

نمبر ۱۳ پریشک **प्रमेश** میں پوری طاقت سے محبت
 کرنا اور اسکی طرف خیال کو لگانا ابھی اس **अध्यास** کہلاتا ہے
نمبر ۱۴۔ کیس قدر عرصہ تک قاعدہ کے موافق ہر روز
 استعمال کرنے سے ابھی اس **अध्यास** تکمیل ہو جاتا ہے۔

نمبر ۱۵۔ دنیاوی اور بہشتی خواہشوں کو اپنے اختیار میں
 کر لینا یعنی **वेसाय** کر لینا یعنی

کہلاتا ہے

ممبر ۱۶ پر میشر کو جان لینا کہ وہ ہمہ صفت موصوف ہے اور مادہ دنیا کا جان لینا کہ یہ حیج اور پوج ہے اس کی طرف اور اس دنیا کے کاروبار کی طرف سے دل کو ہٹانا میراگ مکمل **वैराग्य** یعنی آزادی مطلق کہلاتا ہے۔

ممبر ۱۷۔ سم پر گیات **संप्रज्ञा** یوگ چار طرح پر ہے اول و ترکانوگت **विनकीनु गत** یعنی دنیاوی چیزوں کے ترک کرنے سے جو چیز حاصل ہووے دوسری بچارانوگت **विचारनु गत** جو بچار یعنی سمجھنے سے حاصل ہووے تیسری۔ آندگت **ज्ञाननु गत** جو نہایت خوشی سے حاصل ہو۔ چوتھا آسمتانوگت **आसमाननु गत** جو روح سے حاصل ہو۔

ممبر ۱۸۔ جس حالت میں انسان جسم خواہشیں دور کر کے محض ایک ہی حالت میں یعنی جیو آتما **जीव आत्मा** اور پرما آتما **परमात्मा** کا ایک ہی خیال ہونا وہ اسم پر گیات **संप्रज्ञा** کی دوسری حالت ہے **ممبر ۱۹ و ۲۰**۔ اپنے جسم اور مادہ دنیا کا دھیان کرنے

کرنے والوں کو انکی خواہشوں کے موافق جنم مرن ہوتا ہے
نجات کے خواہشمندوں کو جو خوشی اور یادداشت یعنی دلی
محبت اور اصلیت کو جان لینے سے عمدہ نتیجہ ملتا ہے۔

مولف۔ اویپائی برلی ^{वृषा} **उपाय** یعنی صاف گیان یوگیوں
کو ہی ملتا ہے۔ لیکن ان یوگیوں کو جو نجات کے خواہان ہر
اولی تو ان کی پہلے جنم کی **पुनः** کے پہل کی یوگ کی طرف
متوجہ کی جاتی ہے۔ کہ جس کے باعث انکی طبیعت شادان
و فرحان رہتی ہے۔ اور اسکے ذریعہ معاملات دنیاوی کے
تعلقات سے پوتر **परित्याग** ہو کر ان کے روح کا تعلق پریشمر
کے ساتھ مجاتا ہے۔

نمبر ۲۱ ایسے یوگیوں کے ہی تین قسم ہیں اول مردو
मृद یعنی آسان راستہ دوسرا **मध्य** یعنی درمیانی
راستہ۔ تیسرا وہی ماتر **मात्र** یعنی نہایت باریک راستہ مفصل
بیان آگے ہوگا۔
جس کی اویپائی کا باریک باقاعدہ دل یعنی زور ہے۔ اس کو یہ

یوگ آسانی سے حاصل ہوتا ہے۔

مؤلف :- کوشش کا طریقہ جنہوں نے باقاعدہ کیا ہے اور صف
نجات کے طالب ہیں انکی روح بنا پردہ کے پر میشر سے ملتی ہے
درمیان میں پردہ نہیں رہتا دوسروں کو رہتا ہے۔ عقل تین
طرح کی ہے تین ہی طرح کے یوگ ہیں اول درجہ دوم
درجہ سوم اول درجہ کی عقل کے دیگ **योग** کا سادہن اول
درجہ ہی کا یوگ ہے علیٰ ہذا القیاس۔ دوم۔ سوم۔

نمبر ۲۲۔ سوم درجہ سے دوسرا درجہ بہتر اور دوسرے سے پہلا
درجہ بہتر ہے۔ اول درجہ تب ہوگا۔ جب اول درجہ کی عقل
باریک ہوگی اس کے ذریعہ سے تکمیل یوگ **योग** کا ہونا جلد
تر ممکن اور کوشش بیخ سے سادہ ہی ملتی ہے۔

نمبر ۲۳۔ اگر تینوں درجوں کا یوگ **योग** نہ بن پڑے تو
پر میشر کی بہکتی **योग** یعنی اطاعت سے ہی اہم پر کیا **योग**
یوگ کا نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے۔

مؤلف :- پر میشر کی طرف ہمیشہ نفس کو متوجہ کرنا لذا ید دنیا

اور خواہشوں سے دست بردار ہونا یہ طریقہ ایک عرصہ میں
نتیجہ یوگ کا دیتا ہے۔

کمپ ۲۲۔ دنیاوی معاملات اور ہر طرح قول و معقول
و خواہشیں و جملہ مخلوق سے علیحدہ اور جملہ طاقتوں والا وہ
پریشر ہے اور سب سے پاک صاف ہے۔

مؤلف :- پریشر ایک بڑی باریک شے ہے جس کے مقابلہ
میں کوئی دوسری شے نہیں ہے۔ جس طرح آفتاب میں اندھیرا
نہیں ہے۔ اسی طرح ذات حق میں دنیا نہیں وہ جملہ معاملات
دنیاوی سے مبرا ہے اور پاک صاف ہے اور ہر طرح
کے فعل اور خود غرضی کے سوا اپنی عادات کے موافق ہر ایک
ارواح میں اور سب شے میں اپنی طاقت سے ظہور دکھاتا
ہے اور فعلوں کا بدلا انصاف سے دیتا ہے اور بذات خود
ہمیشہ پاک اور پاک روحوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے
اس لئے یوگ کر نیوالی روح کی قدر عرصہ کے استعمال سے
خود بخود اسکی صفات میں متوجہ ہو جاتی ہیں جیسے قوت مغناطیسی

جذب کرتی ہے۔

نمبر ۲۵۔ اس پریشرس گیان ज्ञान کا انتہا ہے :-

مؤلف :- یوگیوں योगیوں کی روح پریشرس کی صفات میں متوجہ

ہونے کے باعث دنیا ہوفا کی حالت سے واقف ہو جاتی ہیں۔

اس لئے انہی روح متبرہ پرچھالت کا اثر نہیں ہو سکتا ہے۔

نمبر ۲۶ وہ پریشرس سب مہارشیوں महर्षियों یعنی

دریشیوں کا مرشد ہے اور اپنے سریدون دریشیوں کو بذریعہ

ابھام نصیحت کرتا ہے۔ آئندہ ہی کریگا۔ اُسکی برابر حالت قدیمہ

ہے اور قائم رہیگی۔

مؤلف۔ رشد نام راہ راست دیکھنا نیوالے گاہے اور سوائے

حق تلے اس راستہ کو صحیح طور پر کوئی نہیں بتا سکتا اس لئے

پریشرس ہی مرشد کامل ہے۔ اور وہ جانتا ہے جو پہلے گزر چکا

اور اس وقت نمایان ہیں اور جو کچھ آئندہ ہوگا

نمبر ۲۷ پریشرس کی طرف اس کی صفت اور اوصاف کی طرف

متوجہ ہو کر متوجہ ہونا اور اس کی صفات میں دل کو غرق کر دینا

۱۴
یہ امر یوگیوں نے **योग** پر مقدم تر ہے۔ ورنہ برعکس اس کے حاجات دنیاوی میں پابند ہو جاتا ہے۔

نمبر ۲۹۔ جب یوگی لوگ کی طرف ہدل متوجہ ہوتا ہے۔ سب مشکلات گمیاں بنی حل و آسان ہو جاتی ہیں مگر روح کو پر میشر کی طرف خاص طور پر متوجہ کرنے سے کیونکہ اس میں پر میشر کی پوری مدد ملتی ہے

نمبر ۳۰ و ۳۱۔ یوگ کرنے کے کیونکہ یہ دو تین پیش آتی ہیں سستی۔ بھڑاری دل کی۔ فکر۔ دوسوٹہ۔ اور جسم اور روح اور دل ان تینوں کا موافق مرد خواہندہ کے ہونا۔ اور دل کا پر میشر کی طرف متوجہ اور مشغول اوصاف کا ہونا بلکہ برعکس اسکے عیش و عشرت و لذایذ دنیا نا پائدار کی کی طرف متوجہ ہونا۔ اُلٹ سمجھ میں آنا۔ کی ہوئی عبادت کے نتیجہ کا نہ ملنا بسبب خرابی طبیعت کے برعکس قواعد مروجہ یوگ شاستر برعکس اس کے خیالات کا دوڑنا روح اور نفس کو قواعد مروجہ لوگ سے نفرت کا ہونا اور پر میشر کی طرف راغب نہ ہونا

نمبر ۱۳۔ یوگ کرنے والوں کو یہ بھی دقتیں ہیں دیکھ
 لینے تکلیف جس کے باعث اصلی حالت نہیں رہتی دوسری
 خواہش دل کی نہ پوری ہونے کے سبب غمگین ہونا تیسری
 بیماری لرزہ اندام کے سبب ترقی و تنزل یا دھرم
 پیدا ہوتی ہے۔ و حرکت اعضاء بدنی مثلاً دل کا دھڑکنا
 ماتہ پاؤں و سر کا ہلنا رہنا اندر کی ہوا باہر کو اور باہر سے
 ہوا اندر کو لانا۔ ابھی صحیح صحیح یعنی ہو کی آمد و رفت میں تھمل
 ہو جانا کھانسی وغیرہ کا ہو جانا ان حرکات کے روکنے کیلئے
 تدابیر ذیل ہیں۔ کھانا غلیظ نہ ہو۔ مکان رہائشی صاف ہو صحت
 بد نہ ہو۔ پریشانی کی طرف ہر وقت دل کی توجہ کی ہو۔

نمبر ۱۴۔ یوگ کرنے والے کو ضروری ہے کہ اولاً
 روح کی طاقت سے دل کو روکے اور لذات دنیا کی طرف
 سے ہٹا کر اپنے نفس کے خیال کو ادس چیز میں متوجہ کر
 دیوے کہ جو چیز اس کے دل کو مرغوب ہوئے

نمبر ۱۵۔ دل کو صاف رکھے اور اپنے مسمرون سے

محبت اور غریبوں پر رحم اور بزرگوں اشتقادی اور ناپاک
آدمی سے چہ ہنر ہے ؟

نمبر ۳۵۔ اپنے دم کی ہوا کو اندر سے باہر نکال کر کچھ
 دیر تک روکے اور باہر سے صاف ہوا کو ناک کے بائیں
 سو راج سے بھر کر ناک سے شکم میں لیجا کر کچھ عرصہ موافق
 طاقت بدنی اور جسمی کے ٹھیرا دیوے اور اپنے روح میں
 پریشکری کا خیال ایسا جما دیوے کہ حرکت کرنے نہ پاوے اور
 آہستہ آہستہ دم ہوا آمیز کو ناف میں ٹھیرانے کے عادی بنا کر
 پھر دل کے پاس جو ایک جگہ خالی ہے اور پھر چھاتی سے
 اوپر گردن کے نیچے ایک جگہ خالی ہے اس کھنڈ و کاک
 استخوان کا مکان بھی کہتے ہیں اس جگہ پر
 تینوں سو راج ایک جگہ ملتے ہیں۔ یعنی دہان و بینی و گوش
 تینوں کا ایک راستہ ہے اس سے آگے بھر کئے मकरि یعنی
 دونوں آنکھوں کے درمیان اور دونوں ابرو کے درمیان
 ایک جگہ خالی ہے اس کے آگے मस्तक श्रीवात्मा

روح اور دم دونوں کو ایک جگہ پر جمع کر کے ان سب
 جگہ پر جو اوپر بیان کی گئی ہیں اور انہیں جگہ پر جاے
 خالی اور ٹھہرنے کے مقامات قدرتی موجود ہیں یا اطمینان
 دہی دم اور روح کو جسمی و روحانی طاقتوں سے ٹھہرانے
 کی عادت ڈال لیوے اور اسکا وقت ہر ایک درجہ جسکی
 میں مساوی نہیں بلکہ متغیر ہے یعنی اسطرح کہ اگر پہلی
 جگہ پر ایک منٹ تک ہو اور کے تو دوسری جگہ پر
 دوسنٹ تیسری جگہ پر تین منٹ اسطرح آخر تک
 کمی و بیشی کرنی ہوگی مگر اس وقت کا یہ کام استعمال
 کرنے کے لائق ہے کہ جب استعمال ذیل سے فارغ ہو چکے
 اول آسن आसन دوسری यम تیسری नियम نیکی
 استعمال کا ترکیب و بیان اگلے حصہ میں ہوگا۔

نمبر ۶۔ دل کی پانچ طرح خواہشیں ہیں اول شیریں
 کلامی دوسری گرمی سردی ملائمت کو جانتا۔ سوم خوبصورتی
 کا دیکھنا۔ زبان کی لذت۔ ناک کی خوشبو۔ یہ پانچوں دامن

یوگ کے ہیں۔ ان سے پہلے پرہیز کرنا چاہیے :-

نمبر ۳۔ اندرونی روشنی جو اپنے جسم سے تعلق رکھتی ہے اُسکو ترقی دیوے یعنی صاف کہانا تندرستی کا نتیجہ اور قایمی دل کی ہے اسکی ترکیب سے لطفہ کو پنہنتہ کرے

جسکی وجہ سے اندرونی روشنی یعنی جسم کی بجلی ترقی پر ہوتی ہے اور انسان کے جسم کو مثال رنگ نارنگی کے بنا دیوے اور وہ ہی بجلی انسان کی طاقت بجلی کو اپنی طرف کو کشش کر نیوالی ہے۔

نمبر ۸۔ یوگ کر نیوالا شخص دنیا کو ایسے جانکر اپنے نفس امارہ کو اسی طاقت میں متوجہ کرے نہ کہ طرف بد چلنی و مباشرت دنیاوی کے ۔

نمبر ۹۔ خیالات دلی جو از خود دل سے پیدا ہوتے ہیں۔ انکو پیدا ہونے نہ دیوے بالکل انکاراہ تو لیدر بند کر دیوے
نمبر ۱۰۔ جس جگہ بوگی کی مرضی ہو او ر جو جگہ اوسکے پسند آئے خواہ ناف دل چھاتی گل کے لپے وغیرہ

سورج جسمیں یا ناڑی جسکو سکھنا سوامی کہتے ہیں
اپنے روح کو معدوم دھوا کے ٹھیرا دیو سے ۛ

نمبر ۷۱۔ باریک ذرہ سے لیکر کل موجودات تک سب
ناپائیدار تصور کر کے انکو خیالات دنیاوی سے معدوم کر
دینا چاہئے ایسا نہو۔ کہ کوئی شے اُسوقت خیال میں آجائے
پہی دشمن خیال ہے ۛ

نمبر ۷۲۔ دلی دنیاوی طاقتوں کو سلب کر کے یوگ کر
طرف دلی طاقتوں کو ترقی دیو سے کر اسکی وجہ سے صاف
دل ہو جائے ۛ

نمبر ۷۳ و ۷۴۔ باریک عمدہ خیالات کی طاقت کے
صاف ہو جانے پر لیاقت فہمید مطالب اصلی کے حاصل
ہوتی ہے معاملات دنیاوی سے صاف ہونا چاہئے ۛ
نمبر ۷۵۔ دو نو چیزوں کا حاصل ہونا اسوقت پر منحصر ہے
جب روح اور اندری اور دل ایک جگہ پر جمع ہو جائیں
اور صفائی کی صفقت سے موصوف ہو جائیں :-

نمبر ۶۷۔ سترہ عدد باریک چیزیں ہیں یعنی روح کی طاقت جو ہر ایک چیز کی شناخت کی کوشش کرے اسکو من کہتے ہیں۔ جو ہر ایک چیز کے عکس کو اپنے من میں جمع کر ليوے اسکو عقل کہتے ہیں اور پانچ گویاں اندری **अन्तरिय** یعنی آنکھ۔ کان۔ زبان۔ بینی۔ مس۔ یعنی گرم و سرد کا جاننا اور پانچ کرم اندری **अन्तरिय** یعنی ہاتھ۔ پاؤں پاخانہ کی جگہ پیشاب کی جگہ۔ نطق۔ اور پانچ قسم کی ہوا یعنی پُران **प्राण** ابان **अपान** بیان **व्यान** سامان **समान** اودان **उदान** یہی سترہ چیزیں ہیں۔ جن کی معرفت میں یوگ حاصل ہوتا ہے انہیں کا نام جیوگرنتھی بھی ہے یعنی پیدائش کے وقت یہ چیزیں سچکم ایزومی انسان کو ملتی ہیں اور مرنے کے وقت علیحدگی پاتی ہیں۔

نمبر ۶۸۔ اٹھارہ سوین چیز علیحدہ ہے جیسے وہ سترہ چیزیں مذکورہ بالا قائم رہتی ہیں۔ ان جملہ اہارہ چیزوں کو شناخت کر لینا۔ اس کا نام سبجو سواہی **सबजु स्वाही** ہے

نمبر ۴۸۔ اس سماہی کے بعد آدمیات سماہی सद्यः तमः समा ہے یعنی محض خداوند تعالیٰ میں پہنچنے کا راستہ حاصل ہوتا ہے۔

نمبر ۴۹۔ وہ راستہ جو بالکل گیان سے بہرا ہوا ہے۔ سوائے روشنی کے اس میں دوسری چیز نہیں ہے۔

نمبر ۵۰ و ۵۱۔ ہر ایک چیز کی ٹھیک ٹھیک حالت سماہی میں معلوم ہوتی ہے مگر موافق سنسکاروں کے संस्कारों के ہوتی ہے۔

نمبر ۵۲۔ اس آگے تریجہ سماہی ہے समा नवीन कर्म اور کوئی چیز درمیان نہیں اس میں کل جہالت رفع ہو جاتی ہے۔

حضور سادھن پاؤ

साधन पाद २

نمبر ۱۔ ۲۔ ۳۔ یوگی کے واسطے تین کام ضروری

ہیں۔ اول تپ تا یعنی نفس کو قید کرنا۔ اور جملہ تکالیف کا
برداشت کرنا اور دل کو قائم رکھنا وقت معمولی کو ضائع نہ کرنا
سروقت صفات ایزدی میں خیال کو جمع رکھنا ان فعلوں سے
جہالت۔ غور۔ محبت زن و بچہ۔ دشمنی نا جائز اس سے دفع
ہو جاتی ہیں ۴

نمبر ۵ و ۶۔ جہالت ہر فعل بد کی بنیاد ہے۔ وہ یہ ہے۔
نہوے کو ہوا سمجھنا۔ یعنی انت کو نت کو نیت کو نیت کو غلط
اور غلط کو صحیح تصور کرنا ناپاک چیز کو پاک اور پاک کو ناپاک جاننا
تکلیف کو آرام سمجھنا۔ آنا تمہارا آنا کو آنا سمجھنا یعنی اصلی
روح کو چھوڑ کر غیر متعلقہ پر بھروسہ رکھنا۔

نمبر ۷۔ آسمنا۔ اسکو کہتے ہیں کہ میں ہوں اور یہ میری
چیز ہے یعنی خودی و تکبر کو کام میں لانا۔

نمبر ۸۔ راگ یعنی آرام کو مد نظر رکھ کر دنیاوی چیزوں میں
رغبت کرنا ۵

نمبر ۹۔ دوش کسی کا تکلیف کا باعث ہونا جس طرح

شیر و کتا اپنے عکس کو دیکھ کر زندگی فنا کرتا ہے۔ اور کتا بولتا بولتا باؤز بند مرجاتا ہے۔

نمبر ۹۔ آجی نویشی आजि नोषि جس طرح مٹھالی کی تمنا میں کیڑا جان کہوتا ہے منع کرنے سے رکتا نہیں۔ اور جیسے پروانہ آگ میں جل کر جان دیتا ہے۔

نمبر ۱۰ و ۱۱ و ۱۲۔ یہ کلیش क्लेश باریک حالت میں روح کے اوپر دورہ کرتے ہیں اس لئے ان کا ترک از بس ضروری امر ہے اور دنیا کے فعلوں کے پہی بنیاد ہیں اور نیز جنم مرگ کا باعث ہیں۔
نمبر ۱۳۔ منجھ اس گروہ کے جو اوپر بیان کیا گیا ہے جہالت سب کا سر تاج ہے اس لئے جہالت کو کالعدم کرنا نہایت درجہ ضروری و لازمی امر ہے۔

نمبر ۱۴۔ ہر ایک انسان کے فعل دو طرح کے ہیں۔ یعنی پوسن پاپ یعنی نیک و بد و لو کی طرف سے ہشکر تیسرے فعل لوگ سادھن سے مشغول ہونا چاہئے۔

نمبر ۱۵ و ۱۶۔ آسام و تکلیف کا سوجدہ محبت عیال و دشمنی و

اکیٹھ و موہ یعنی محبت ہے۔ اور ان کے استعمال سے زیادہ تر خواہش ترقی پذیر ہوتی ہے۔ جس طرح روشن کو اگر آتش میں ڈالا جائے تو آتش کا رنگ زیادہ ترقی بہہ ہوتا ہے اس لئے یہ لذات دنیا زہر قاتل ہیں ان سے یوگی کو نہایت پرہیز کرنا چاہیے جس طرح پرہیز استعمال زہر سے ہوتا ہے۔

نمبر ۱۷۔ یوگی کو چاہیے کہ کسی چیز دنیاوی کو آنکھ سے نہ دیکھے تا وقتیکہ ہمہ صفت موصوف نہو جاوین۔

نمبر ۱۸۔ سچ اور अस्य تم یہ ہر ایک گن دنیا کے مادہ میں ہیں۔ یہی انسان کو دنیا کی طرف رغبت دلاتے ہیں ان سے بچنا چاہیے۔

نمبر ۱۹۔ گنوں کی چار حالتیں ہیں پہلی حالت لبشیش तृतीय یعنی بڑی دوسری بخلاف اس کے چھوٹی تیسری लङ्का اور مستحکم अक्ष یعنی کوئی چیز وجود رکھنے والی۔ چوتھی اس سے برخلاف جس کا کوئی وجود نہیں ہے چاروں باریک اور موہ حالتوں میں انسان کے دل سے تعلق رکھتی ہے۔ پوک

دشمن ہیں۔ ان سے پرہیز لازم ہے۔

نمبر ۲۰ و ۲۱ و ۲۲۔ اگرچہ دیکھنے والا پاک چیز ہے۔ مگر تعلق ہو جائے۔ ان چیزوں سے اُس کی حالت بھی ویسی ہی ہو جاتی ہے۔ یونکہ بیاعت اتفاق ان ناپاک چیزوں کے یوگی کے یوگ میں فرق پڑ جاتا ہے۔ جس طرح آنکھ کے آگے پردہ کیا جاتا ہے بلکہ جب تک اُن سے ان چیزوں کا خیال کا عدم نہ ہوگا اُس وقت تک ان کا تعلق بیگا۔

نمبر ۲۳ و ۲۴۔ آنکھ کے سامنے اگر کوئی چیز نظر پڑے گی۔ اس کا نہ دیکھنا اس کو ممکن نہیں ہے اسی طرح ان کا تعلق نہالت ہے رعبِ علم سے ان کا تعلق دور ہو سکتا ہے۔

نمبر ۲۵ و ۲۶ و ۲۷۔ جب جھالت دور ہو جاوے تو جمہد حقائق سے دل صاف ہو جاتا ہے اُس حالت کا نام کیول ہے اور بیہیک بھومی یعنی پاک گیان نہالت کے دور کرنیکا سادھن یعنی ترکیب یہ ہے وہ سات طرح پر ہے۔ یعنی یوگی کو سات طرح کی عقل ہوتی ہے جسکو مہشت اقلیم

ہی کہتے ہیں۔ اول فارغ البالی۔ دوم دنیاوی خیالات سے دلکا
صاف ہونا تیسرے تعلق کا چھوڑنا چوتھے پیچھے جنم کا حال معلوم
ہونا۔ پانچویں اصلی آرام کا معلوم ہونا۔ چھٹے دل کا قائم ہونا۔
صفت حقیقی ہیں۔ ساتویں پریم سکھ کا قدرتی استعمال ہونا۔

نمبر ۲۸۔ یوگ کی آٹھ سادھن کے استعمال سے روح
پاک ہوتی ہے اور روشنی حاصل ہوتی ہے۔

نمبر ۲۹۔ اول تم یام دوسرا پنچم نیام تیسرا آسن
چوتھا پرانا یام پانچواں یام پرتیا مار پرتیا مار چھٹے
دیوان یام ساتویں دھارنا دھارنا آٹھویں سما دی سما دی
نمبر ۳۰۔ پنچ یوگ قسم کا ہے اول جادار کو تکلیف نہ دینا راست
گولی۔ چوری نہ کرنا۔ جتنی رہنا علم پڑھنا۔ قرضدار ہونا۔ ان کو لوگ
شاستریں مہان برت نہ کہتے ہیں۔

نمبر ۳۱ و ۳۲۔ پنچ یوگ قسم کا ہے۔ اول جسم اور دل کا
صاف رہنا۔ دوم صبر۔ تیسرے تپ۔ یعنی برداشت کرنا ہر قسم
کی تکلیف کا۔ چوتھے سبق کے وقت کو مضامین نہ کرنا۔ پانچویں

۳۰
پر میسر کی طرف اس کے اوصاف میں دل کو قائم رکھنا :
نمبر ۳۳۔ اگر تم $यम$ و $यम$ و $यम$ نہیں سے کوئی حصہ باقی رہیگا

تو اس کو دوبارہ استعمال کرنا چاہیے :
نمبر ۳۴ و ۳۵۔ طبع و غضب و جہالت و محبت وغیرہ ان سے
پرہیز ضروری ہے۔ بصورت تارک الذات ہوئے۔ یوگی کے

بقدرت ایندی کذب بھی دور ہو جاتا ہے :
نمبر ۳۶۔ راست گوئی کے استعمال سے $वाक्यसिद्धि$ واک
سہمی ملتی ہے یعنی زبان کا کہنا صحیح ہو جاتا ہے۔ جو کچھ زبان
سے کہیگا وہی ہوگا۔

نمبر ۳۷۔ جو ریکے ترک کر نیے انسان پر بھروسہ ہوتا ہے
نمبر ۳۸۔ برہم جیج $ब्रमचर्य$ کے کر نیے یعنی جتنی رہنا اور
علم کا حاصل کرنا اس سے منی یعنی لطفہ پچھتا ہے۔ اوس کی
قوت سے یوگی کی زندگی ہوتی ہے :

نمبر ۳۹۔ قرض کا نہ ہونا قائمی دل کا باعث ہے۔
نمبر ۴۰ و ۴۱ و ۴۲۔ پاک رہنے سے نشیت غلامت اور

دل کے اوپر قادر ہو جاتا ہے۔ اور صبر سے آرام قدرتی
 حاصل ہوتا ہے۔
 نمبر ۴۴ و ۴۵۔ تپ کرنے سے جسم و اندری قبضہ میں آجاتے
 ہیں۔ سینہ کا وقت قائم رہنے سے اسٹ کا تعلق ہے۔
 نمبر ۴۵۔ ایشر کے پرندھان प्रमाण سے یعنی عبادت
 الہی سے انسان کی روح سماہی کی طرف رغبت کرتی ہے
 اور ٹھہرنے کیلئے اسکو جگہ ملتی ہے۔
 نمبر ۴۶۔ اگرچہ آسن چوراشی طرح کے ہیں۔ مگر وہی آسن
 ٹھیک ہے۔ کہ جس میں کرنے والا یوگ آرام میں رہے اور
 پدم पदम وغیرہ چار قسم کے ہیں۔ پہی آسن ہیں۔ آسن اس کو
 کہتے ہیں کہ جسم کو بلا حرکت اندرون گوشہ اندریوں کی
 طاقت کو روک کر بقدر ہمت و طاقت اپنی کے یا جس قدر
 آرام ہو سکے ایک جگہ میں تنہا بیٹھے رہنا۔
 پدم آسن पदम آسن کنول کے پھول کی طرح سیدھا بیٹھے رہنا
 دوسرے آسن वक्रासन دلاور آدمی کی طرح اکڑا رہنا۔

سنگہ آسن सहासन موافق شہر کے جسم کو مضبوط رکھنا جسکی
تشریح نقشہ سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ ہر چہا آسنون کی تصویرات
دیکھنی چاہئیں۔ چوتھے ڈنڈ آسن दण्डासन موافق لائٹھے کے
بدن کو سہ معاکر کے اکٹھا مضبوط رکھنا۔

نمبر ۷۷۔ ان چہار قسم کے آسنون میں سے ہر وقت استعمال
بخولی سمجھ لینا چاہیے۔

نمبر ۷۸۔ جب آسن قائم کیا جائے پھر سواس
پیر سواس पूरसास یعنی اندر کا دم باہر کو نکلتا۔ اور باہر
سے پیر اندر کو آنا دونو قسم کی ہوا کو اپنے قبضہ میں لیوے
یعنی ناف۔ دل۔ سینہ یعنی چہاتی زیر گلو یعنی بالائے
حلقوم کا कण्ठिका کھڑکی कण्ठी کا मस्तक ماسک
مغزو وغیرہ میں ہوا روکنا اور چونکہ ہر ایک انسان کے
جسم میں پچھلی طرف سے پشت سے کہ چوٹی تک موافق ڈنڈا
جوب کے یعنی لائٹھی کی طرز کے ایک استخوان نمایان ہیں
اس میں جملہ رگ۔ وپلی اور اجڑے اندرونی شکم انسانی کا

اس سے تعلق ہے۔ اور جسم کی ناگنی ناٹری ہر ایک ناٹری
 اس سے لپٹی ہوتی ہے۔ جس طرح مدھانی کی چاروں
 طرف سے رسی لپٹی ہوتی ہے حب وہ ناٹری اور میرو
 ڈنڈ **मेरुदण्ड** یعنی وہ استخوان جو پشت میں واقع ہے
 اور شکم خالی و صاف ہو جاتی ہے۔ اس وقت اندھونی ہوا
 مشک کے موافق اور نمونہ پر اس ناٹری **सुखमना** کے اندر
 داخل ہو کر اُس میرو ڈنڈ **मेरुदण्ड** کے بچون بیچ اسپین ایک
 نہایت باریک سوراخ پر نمونہ بال کے موجود ہے اسکا نام
 سکھنا بھی کہتے ہیں وہ ہوا اُس راستہ سے مغز کے
 درمیان چڑھائی جاتی ہے اور اسی دم اور ہوا کے
 ساتھ چونکہ روح کا تعلق ہے اس لئے روح و مان ہی
 مقیم ہو جاتی ہے اور کاک **काकस्थान** استھان
 جو گلوے کے درمیان واقع ہے زبان انسانی
 کوٹ کر ڈنڈ کے موافق لگ جاتی ہے۔ جس قدر عرصہ
 وہ زبان بمقام کاک استھان قائم و بحال رہیگی اسقدر

عرصہ یوگی کی سما دہی بنی رہیگی۔ اس وقت یوگی کا عرصہ
 موافق مردہ کے ہوتا ہے اور وہ زبان تراوت و تازگی
 سنی یعنی لطفہ سے تر رہتی ہے۔ اور سنی کی تراوت باعث
 تروتازہ و سیزی جسم و استخوان و رگ ریشہ کا ہوتا ہے۔
 جس وقت وہ زبان جو ڈٹ کے موافق کیموانق کا ک
 استخوان **काका** میں لگی ہوئی تھی اس جگہ سے
 چھوٹ گئی اور لب کی طرف کو عود کر گئی اس وقت یوگی کی
 روح اور دم آہستہ آہستہ نیچے کو اتر کر دل کی جگہ پہنچ کر
 کل جسم میں پھیل جاتی ہے اس وقت یوگ کرنے
 والے کی آنکھ کھلتی ہے۔ یہ طریقہ پرانا نام کا ہے :
 نمبر ۴۹۔ یوگی کو چاہیئے کہ جس قدر عرصہ ہوا کو اندر
 جسم سما دہی کے بند رکھے۔ اسی قدر باہر بھی روکنا ہوگا
 آہستہ آہستہ اپنے دم کو بہت باریک حالت میں قائم
 کر لینا چاہیئے یعنی بے معلوم ہر ایک جگہ پر دم کو پھیرنے
 کی ترقی دیو سے :

نمبر ۵۰۔ پیرانا یام *Pranayama* یعنی ہو اے روکنے
کی وقت تمام تعلقات دنیا کو چھوڑ کر دل کو صاف رکھنا
چاہیئے ورنہ روکنا ہوا کا بصورت تعلق محسوسات، غیر
ممکن ہوگا۔

نمبر ۵۱۔ پیرانا یام کی وجہ سے جسم کے اندر روشنی پھیل
جاتی ہے۔

نمبر ۵۲۔ دھارتنا *Dharmana* اس کو کہتے ہیں۔ کہ جس طرح
پیر بوزن یعنی بندر کو لکڑی سے باندھ دیا جاوے اسے بطرح دل
کو تعلق محسوسات سے ہٹا کر اپنی طاقت سے قائم رکھنا۔ یہ
دھارتنا کہلاتی ہے۔

نمبر ۵۳۔ پرتیاہکھا *Pratyahkha* جملہ اندریوں کو یعنی جن جن
سور اخون جسم سے محسوسات کا تعلق ہے۔ تعلقات
دنیاوی سے کالعم کرنا اور یوگ کی طرف متوجہ
رہنا۔ جسکی وجہ سے دل اور اندری اختیار میں
ہو جاتے ہیں۔

ایک میں چت کا نکل معاملات دنیاوی سے تارک ہو کر
 قائم ہونا۔ دما زنا کہلاتی ہے۔ یعنی نیم نیم وغیرہ ہر شش
 سادھنوں سے اور آسن کے قائم کر لینے سے اور دم کو
 قبضہ میں لانے سے اندری لمبے اختیار شدہ پاک جسم
 سب تکلیفوں سے بے باک یوگی کو چاہیے۔ کہ اپنی عقل
 صاف کو پریشیر کے سروپ میں متوجہ کرے اس کو چت
 دھارنا کہتے ہیں ۛ

نمبر ۲۔ اس دھارنا دھارنا کے ہو جائیے چت کا
 رجوع جس طرف ہو گیا ہے۔ اس پر مانتا میں اپنی عقل
 کو ملا دینا۔ یہ بھی نہ نتر۔ نیرنار یعنی باطنی بے حجاب
 پردہ کے۔ جیوگا۔ ایشر کے سروپ میں لگ جاتا۔ وہی مان
 کہلاتا ہے۔ ۛ

نمبر ۳۔ یہی دھیان جب تن سے تن مای یعنی جیسا
 کچھ پریشیر کا سروپ ہے۔ ویسا ہی باقی معلوم ہونا اور
 سوائے پریشیر کے سروپ کے اور چیز کا ترک تعلق ہونا یہ

وہ حالت ہے کہ کل چیزیں اس میں کالعدم ہیں۔ چونکہ پہلی سمدہی میں روح اور پریشتر دونو علیحدہ علیحدہ معلوم ہوتی ہیں۔ وہ نیو ملکیک

سمدہی نام ہے۔ اور جس میں اپنے آپ کو بہو لجانا صرف ذات تعالیٰ باقی ہے بعد نہ بکلیک **निर्विकल्पक** سمدہی کہلاتی ہے۔

نمبر ۴۔ جس حالت میں دھارنا سمدہی تینوں برابر ہیں۔

اس حالت کا نام سنیم ہے۔ یہ یوگی کو لازمی ہے۔

نمبر ۵ تا ۸۔ سنیم کے سبب سے یوگی کو روشنی

سے بھرا ہوا ہے مقام مذکور ہے۔ چاہیے کہ اس سے آگے کو

ترقی ہو۔ نہ کہ لذات دنیاوی کی طرف عود کیا جائے۔ تینوں

چیزیں جو اوپر بیان ہوئیں اول درجہ ہیں۔ مگر سمدہی سے

رتبہ کم کہتا ہے۔

نمبر ۹ و ۱۰۔ جب یوگی سمدہی کو چھوڑ کر عام انسان بنے

سوانح ہو تا ہے۔ اس کو میں ساتیں ہوتی ہیں۔

کا دنیا کی طرف رجوع ہونا۔ رنج و غم کا دل میں ہونا۔ بیہوشی
و محو۔ اس سے بھی اس کو خبردار رہنا چاہیے۔ بصورت ترک
تعلق آرام ملتا ہے۔

نمبر ۱۱۱۔ سماجی پھل یعنی نتیجہ۔ چت کا ہوشیا
رہنا اور پرمیشر کی طرف متوجہ ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ ہمیشہ
کی طرف متوجہ ہونے سے اس کے اوصاف حمیدہ میں اس کو
بلوغت ہوتی ہے۔

نمبر ۱۱۲۔ جس طرح پیر یوگ کے باعث عقل میں
تیزی ہوتی ہے۔ اسی طرح اندریوں میں طاقت کی ترقی
جاتی ہے۔ چونکہ بجلی رفتار ہے۔ اشیاء متعلقہ کو ویسی ہی طاقت
دے سکتی ہے۔ اسی طرح پرمیشر طاقتیں انسان کے رویہ
میں کام دیتی ہیں۔ وہ طاقتیں متفرق طور پر ملتی ہیں۔

نمبر ۱۱۳۔ جو یوگی ست سچ جیتم مت میں
گن ہمارے دنیا ہیں۔ بذریعہ اسٹانگ یوگ اگ یوگ

وہ حالت ہے کہ کل چیزیں اس میں گالبدہم ہیں۔ چونکہ پہلی سمدھی میں روح اور پریشتر دونو علیحدہ علیحدہ معلوم ہوتی ہیں۔ وہ نیو ملیک **निर्विकल्पक**

سمدھی نام ہے۔ اور جس میں اپنے آپ کو بہو لجانا صرف ذات تعالیٰ باقی رہے بعد نہ بکلیک **निर्विकल्पक** سمدھی کہلاتی ہے۔

نمبر ۴۔ جس حالت میں دھارنا سمدھی تینوں برابر رہیں اس حالت کا نام سنیم ہے۔ یہ یوگی کو لازمی ہے۔
نمبر ۵ تا ۸۔ سنیم کے سبب سے یوگی کو روشنی سے بھرا ہوا ہے مقام مذہب ہے۔ چاہیے کہ اس سے آگے کو ترقی ہو۔ نہ کہ لذات دنیاوی کی طرف عود کیا جائے۔ تینوں چیزیں جو اوپر بیان ہوئیں اول درجہ ہیں۔ مگر سمدھی سے رتبہ کم کہتا ہے۔

نمبر ۹ و ۱۰۔ جب یوگی سمدھی کو چھوڑ کر عام انسان بنے موافق ہو تا ہے۔ اسکو میں حالتیں ہوتی ہیں۔

کا دنیا کی طرف رجوع ہونا۔ تسلیج و غم کا دل میں ہونا۔ بہوشی و محو۔ اس سے بھی اس کو خبردار رہنا چاہیے۔ بصورت ترک
تعلق آرام ملتا ہے۔

ممبر ۱۱ و ۱۲۔ سماجی پھل یعنی نتیجہ۔ چیت کا ہوشیا
رہنا اور پرمیشتر کی طرف متوجہ ہونا کا سہکار۔ کیونکہ پرمیشتر
کی طرف متوجہ ہونے سے اس کے اوصاف حمیدہ میں کمال
بلوغت ہوتی ہے۔

نمبر ۱۵۱۔ جس طرح پیریوگ کے باعث عقل میں تیزی ہوتی ہے۔ اسی طرح اندریوں میں طاقت کی ترقی ہر جاتی ہے۔ چونکہ بجلی رفتار ہے۔ اشیاء متعلقہ کو ویسی ہی طاقت دے سکتی ہے۔ اسی طرح ہر مہر طاقتیں انسان کے رویہ میں کام دیتی ہیں۔ وہ طاقتیں متفرق طور پر ملتی ہیں۔

ضمیمہ ۱۶۔ جو یوگی ست سہ رنج تہ میں ہے
گن جو بارہ دنیا ہیں۔ بذریعہ اسٹانگ یوگ

کا دنیا میں پہلے کیا تھا۔ اور اب کیا ہوتا ہے۔ اور
 گئے کیا ہوگا:-

بر ۱۸۹۱ء۔ اکاش تانترا کے گن اختیار
 نے سے ہر ایک جاندار کی آواز کو دھیان کی قوت سے
 وہ علیحدہ سنیم ہونیکے باعث اس کا کل مطلب سمجھ
 سکتا ہے۔ یہ طاقت ربانی ہے۔ اور پچھلے جنم کے سنسکار
 بہان کی حالت میں دیکھ کر کل حال سے واقفیت حاصل
 سکتا ہے۔

بر ۲۰۹۱۹ء۔ جب یوگی پر میشر کی طاقت کو اپنے میں
 دوسرے کے ساتھ گیان ملاتا ہے۔ تب دوسرے کے
 ہر کو فرما جان لیتا ہے۔ بصورتیکہ اپنے چت کی برتری سے
 اسے ورنہ نہیں۔

بر ۲۲ و ۲۱۔ بذریعہ اشٹانگ یوگ
 جب یوگی چار تہ یعنی۔ زمین۔ پانی۔ آگ۔ ہوا
 سے ملتا ہوتا ہے۔

کاسنجوگ و بھوگ اس کے اختیار میں ہوتا ہے۔ یعنی جو شے مجسم ہو نیکی باعث ہر ایک آدمی کو آنکھ سے دکھائی دیتی ہے۔ اسی کو یوگی انتر دھان یعنی غیر مجسم کر کے چھپا لیتا ہے۔ اس میں دو راستہ ہیں۔ یا تو اپنے جسم کے ذرہ کر کے ہوا میں ملا دینا۔ ورنہ دیکھنے والے کی آنکھ کو اپنی بھلی کی ترقی سے طاقت کا کھینچنا۔ کہ جس کی وجہ سے دوسرا شخص نے نظر ہو جاتا ہے۔ یہ طریقہ غایت ہو جانے یوگی کا ہے۔ جس کو عام طور پر نظر بندی بھی کہتے ہیں۔ الا وہ طریقہ پنہر کہ جیسے مداری وغیرہ تماشا گرد نکا ہوتا ہے۔ وہ بناوٹ ہے یہ ۶۷ اور شکل کے قبضہ میں یوگی کے ہونے کا نتیجہ بیان کیا گیا ہے ۛ

نمبر ۲۳۔ وہ یوگی جو اپنے پچھلے حالات سے واقف ہو کر اپنے فعلوں کی تجویز کا خود ہی علاج کر سکتا ہے ۛ
نمبر ۲۴ و ۲۵۔ میٹری سینم کل سے الفت کرنے سے قوت پاتی ہے۔ بلکہ موافق قوت فعل حسب دلخواہ ہے ۛ
نمبر ۲۶ تا ۲۹۔ دنیا کی رغبت کے قبضہ کرنے سے درپردہ

چیز کو پہچان سکتا ہے۔ مثلاً زمین میں دلی ہوئی اچیر کو بتلانا اور
 لکڑی کو کون سے روح کا تعلق کر لینے سے کل مخلوق آہلی کو اپنے سامنے
 کیجہ سکتا ہے۔ اور چاند میں اگر روح کو لیجاوے تو ستارہ اور قطب کے
 جس روح کو لیجانے سے کل ستاروں کے حالات کو جان سکتا ہے
 لینے صحیح صحیح معلوم کر لیتے ہیں۔

عدتھر ۳۰ و ۳۱۔ جب یوگی اپنی ناف میں روح کو لیجاوے تو اپنے
 اندرونی حالات کو صحیح صحیح دیکھ سکتا ہے۔ اور پران با یو प्राण बाह्य
 اختیار میں کر کے بھوک پیاس کو اختیار میں لاسکتا ہے ۵
 سہر ۳ تا ۳۵۔ کورمہ कर्म جگہ جو کہو پیری کہو کی موافق ہے۔
 جس میں اگر یوگی اپنی روح کو لیجاوے تو اس کا جسم موافق مستک
 رت کے ہو جاتا ہے۔ جس کے باعث سردی و گرمی کا اس پر اثر
 نہیں ہو سکتا اور مستک मस्तक کی پول میں پہنچنے سے پہلے
 کیون کے درشن و زیارت اندرونی روشنی کو اختیار کر لینے سے
 ہم اشیاء موجودات کی روشنی اس کو حاصل ہوتی ہے۔ اور
 گل میں دھیان کرنے سے خواہشیں دنیاوی دور ہوتی ہیں ۵

نمبر ۳۷ و ۳۸۔ مادہ دنیا اور پرمیشر کے وہی ان کے مقابلہ میں
 مادہ دنیا ایچ و بیچ نظر آتا ہے۔ اس سے خود بخود یوگی کی روح
 متوجہ طرف پرمیشر کے ہوتی ہے۔ اور اس کی رغبت سے دنیاوی
 تکالیف رفع ہوتی ہیں ۛ

نمبر ۳۸۔ یہ سب کراہت اس وقت ملتے ہیں۔ جب سما دی جا لگتا ہے
 نمبر ۳۹ و ۴۰۔ اگر یوگی دوسرے شخص کے جسم میں داخل ہونا چاہے
 تو وہ اپنے باریک جسم سے ہو سکتا ہے۔ اور اپنا کل اثر دوسرے شخص
 پر کر سکتا ہے۔ اور اودان بالو **वायु** کے قبضہ کرنے سے
 موت کے وقت تکلیف سے راحت پاتا ہے ۛ

نمبر ۴۱ تا ۴۷۔ **समान वायु** کے اختیار کرنے سے خوبصورت
 ہوتا ہے اور یہاں بالو **वायु** کے اختیار کرنے سے طاقت
 سماعی اور پرمیشر کا پورا پورا البہام اس کو ہوتا ہے۔ اور جسم اوپر
 کے قلع کو قبضہ کرنے سے آسمان میں اڑ سکتا ہے، موافق پوند کے
 اور نیز اپنے جسم کو کم و بیش بھی کر سکتا ہے خود انون **आनन** سے
 فزہ کے موافق رہے۔ خواہ پہاڑ کے موافق زیادہ بڑا لیوے۔ اگر

۴۲
 یوگی سیدنی کرامت کے تعلق کو چھوڑ دیوے اور اندرونی سے
 تعلق رکھے۔ تو ہر ایک روکاوٹ دور ہو کر ہمہ میشر کے ساتھ
 ظاہر تعلق ہو سکتا ہے ۛ

نمبر ۴۵۔ باریک اور موٹی چیز کو قبضہ میں کرنے سے جملہ مخلوق
 پر فتیاب ہو سکتا ہے ۛ

نمبر ۴۶۔ بحار تکمیل سما دی سینم سے کرنے سے آٹھ طرح
 کی سدھی یعنی کرامت حاصل ہوتی ہے جن کی تفصیل یہ ہے۔
 حالت باریک۔ بڑی حالت۔ بہت ہلکا۔ نہایت وزن مند۔ خواہش
 کے موافق دخل کا ہونا۔ کل جگہ کی حکومت۔ سب چیزوں پر تصرف
 کل مخلوق پر حاوی ہونا ۛ

نمبر ۴۷ تا ۴۹۔ جسم کی شکل کو اگر یوگی قبضہ میں کرے تو نہایت
 ہی سخت جسم بنا سکتا ہے۔ بمثال سجر یعنی سنگین تر۔ اور اندریون کو پران
 بایو प्राण वायु سے قبضہ میں کرنے سے تو اندریون پر حاوی ہو
 سکتا ہے۔ اور اندریون کی فتح سے دل کی خواہش یوگی کی پوری
 ہو جاتی ہے ۛ

نمبر ۵۰۔ وہ یوگی جقدر اپنی روح کو پریشہر کی طرف راغب کرتا ہے۔ اسی قدر اس کو طاقتوں کی ترقی ملتی ہے اور کل مخلوق کا علم اسکو حاصل ہوتا ہے۔

نمبر ۵۱ و ۵۲۔ اگر یوگی دنیاوی تعلقات کو چھوڑ کر خاص ذات میں بیراگ **वैराग्य** کے ذریعہ سے مشغول ہو جاوے اور محسوسات سے پاک ہو کر کیول **केवल** میں آوے جسکا بیان حصہ چہارم میں ہوگا۔ مگر دنیا کی طرف سے متوجہ گی یوگی کی مدہوشی **मधुमती** ہے۔ اس کے ذریعہ سے وہ اصلی مطلب سے رہجاتا ہے۔ اس لئے اسکو ان سے بچنا چاہیے :

نمبر ۵۳۔ تھوڑے وقت میں اگر یوگی کی سینم **संयम** کرتا ہے تو بھی اسکو بیک لینے معرفت الہی کا راستہ حاصل ہو سکتا ہے :

نمبر ۵۴۔ اگر یوگی متوں سے تعلق کرنا چاہیے۔ تو پرہ مانون کیونو اپنے جسم کو بنا کر انکے حالات کو جان سکتا ہے :

نمبر ۵۵۔ باریک حالت ترقی دینو پر ویوکیج گیان **विवेकज्ञ** بمعنی روشنی دلی انیروانی روشنی حاصل ہو سکتی ہے۔ کہ جسکے ذریعہ

ایک تہ تہ کے مادہ کو شناخت کر لیتا ہے :

یاد نمبر ۵۶۔ سندہ شانت شانت یعنی خالص طور پر طبیعت
 کو خداوند نعمت برحق کی طرف متوجہ کرنے پر اسکو کیول کے بلی کے
 حالت ملتی ہے۔ جس کا بیان چہارم حصہ میں ہے :

حصہ چہارم کیول پاؤ

کے بلی پاؤ

تینوں پاؤ کا پھل بھوت یعنی
 صلی غرض کا بیان

س چوتھے حصہ میں سماہی سدھی کا प्रधान فल
 پر دان پھل دکھا نیکلے۔ کیول۔ نام سے بیان کیا جاتا ہے :
 ۵۶۔ جو سدھیان सिद्धि यां یعنی کرامت سیوم حصہ

میں بیان ہوئی ہیں۔ ان میں سے بعض سدھی تو ایسی ہیں کہ بہت دفعہ جنم لینے سے ملتی ہیں۔ اور بعض اس قسم کی سدھی ہیں کہ کایا یا कथा कथा وغیرہ لینے تبدیلی جسم اور بعض مسترون کے ذریعہ سے عرصہ تک تکلیف کی برداشت سے ملتی ہیں مگر وہ جملہ کرامت معاملات دنیاوی سے ہی تعلق رکھتے ہیں کہ جو محض ناپائیدار ہے اس لئے کم رتبہ ہیں۔

نمبر ۲ و ۳ و ۴۔ جن لوگوں کو وہ سدھی یعنی کرامت حاصل بھی ہوئی۔ وہ بہت جنم کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہیں ان کے مرنے کا طریقہ و تہ و کاشتکاری زراعت کے طریقہ پر ہے یعنی ایک دن زراعت نہیں ہوتی۔ وقتاً فوقتاً کارروائی۔ پیداوار ملتا ہے۔ اسی طرح لوگوں کو کبھی جنم کی کارروائی۔ سدھی چھٹی لینے کرامت ملتی ہے۔ مگر وہ بھی عارضی نمبر ۵۔ چونکہ دنیا کا ماہ فانی ہے۔ اس لئے وہ کرامت بھی فانی ہے۔ اور سدھی یعنی کرامت کا نتیجہ موافق فو لوگی کے ہے۔

۲ اور بہت کبھی کبھی کے ذریعہ سے دوسرے نمبر میں پائی جاتی ہے

نمبر ۷۔ پانچ کلیش **वासना** جو اوپر بیان ہوئے۔ ان کو کالعدم کر کے بلا خواہش لذات دنیا سما دی کا کیا جانا ہی پاک صاف فعل ہے۔

نمبر ۸ و ۹۔ یوگ کے وقت تین طرح کا فعل ہوتا ہے۔ وہ ہے انسانوں کے فعلوں سے علیحدہ ہونے چاہئیں۔ یعنی اور انسانوں کے فعل میں۔ نیکی۔ ہدی۔ اوسط۔ کیونکہ خواہش دنیاوی و فنی فعلوں کے ذریعہ سے آدمی کو دوسرے جنم میں لیجاتی ہے۔

نمبر ۱۰ و ۱۱۔ اکثر وہ خواہش دنیاوی جس کو **वासना** کہتے ہیں۔ خواہ کسی قدر عرصہ اور جنموں کے بھی ہوتا۔ ہم دیر کے بعد ہر ہی روح انسانی کو متغیر کر سکتی ہے۔ کیونکہ اس کا دائمی قیام کا مقام روح ہے۔

نمبر ۱۲۔ **वासना** یعنی خواہش اور اس کے پہلے خواہش اور وہ جگہ اگر کالعدم کیا جائے۔ تو دفعیہ ممکن۔ بدینہ کنندہ اس کی کرنی ضروری ہے۔ ایسی صورت میں پھر نیکی پیداوار کی امید نہیں ہو سکتی۔

نمبر ۱۲ اتا ۱۰۔ اگر یہ کہا جائے کہ کل اشیا بہت اشکال کے ہیں اگر ایک کا تخم
 جلا یا جائے تو دوسرے درخت کا تخم پیدا ہونا ممکن ہے اگر ایک چیز کی خواہش
 کو کالعدم کیا جائے تو دوسری خواہش کا تخم قائم رہ کر پرورش پاسکتا ہے جو
 ہر ایک قسم کی خواہش اپنے باعث پر مادہ دنیا سے تعلق رکھتے ہیں اور مادہ
 دنیا میں طرح کا ہے۔ مثلاً $\text{सज्ज$ $\text{सज्ज$ सज्ज جب تینوں کو برابر کر لیا
 جائے۔ تو وہ ایک ہی مادہ رہیگا۔ مثلاً مٹی کے ظروف متعدد ہوں مگر
 مادہ انکا مٹی ہے اگر یہ کہ اجاڑے کہ ایک مادہ ہونیکے باعث ایک وقت میں ہر
 ایک چیز کا انسان کو علم کیوں نہیں۔ چونکہ انسان کی اسیت قدر اصلی طاقت
 نہیں کہ ہر ایک وقت میں، خود اجزاء کو نظر کر سکے۔ الٰہی عبادت و
 زہد حصول کرامت بذریعہ یوگ مارگ اس حالت کا ہونا ممکن ہے۔

نمبر ۱۳ اتا ۱۱۔ روح کی پانچ قسم کے خیالات پہلے بیان کئے گئے ہیں پہلے
 $\text{प्रमाण प्रमाण प्रमाण}$ विषय विषय विषय $\text{विकल्प विकल्प विकल्प}$ $\text{सम्यक् सम्यक् सम्यक्}$
 یہ چھ دنیاوی مشغلات سے ہیں جس قدر دنیاوی اشیا کی کمی بیشی
 کی جائے ان کا اسیت قدر کم و بیش ممکن ہے۔ انکو چھوڑ کر پریشہ کہ باریک
 روح کا راغب ہونا ممکن ہے۔ کہ نہ حاجت کی تری نہ ذریعہ روح کے روشن

ہو سکتی ہے۔ خود روشن نہیں ہے اور روح کی روشنی کا حال موافق آفتاب کے ہے۔ مثلاً آفتاب جب روشن ہوتا ہے۔ تو پہلے پانی میں عکس دیکر دوبارہ دلوں پر عکس ڈالتا ہے یہی طریقہ روشنی روح کا ہے :

تفسیر ۲۰۔ ایک انسان کا دل دوسرے انسان کے دل کی روشنی سے جہار غ کے طریق پر روشن ہونا ممکن نہیں :

تفسیر ۲۱۔ انسان کا دل اور اس کے خیالات پانی کی خاصیت رکھتے ہیں جس طرح جس طرف کورا راستہ ملیگا۔ وہ اس طرف کوراغب ہوتا ہے ایسے ہی خیالات جس طرف کوراغب کئے جاویں۔ اس طرف لگاتے ہیں :

تفسیر ۲۲ و ۲۳۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ زبان۔ انکی روشنی کا ذریعہ روح ہی کیونکہ

جس چیز کی طرف روح کی توجہ ہے وہی چیز روشن معلوم دیتی ہے دوسری نہیں۔

تفسیر ۲۴ و ۲۵۔ ایسے روشن روح کو اگر ہمیشہ کی طرف راغب کیا جاوے

تو اس طرف توجہ ہو کر جملہ محسوسات کو ناپائیدار سمجھتی ہے اور اسیدوبہ سے مادہ بنا

اس روح سے علیحدہ ہو جاتا ہے جب وہ وہ نما۔ تو پھر اس کو کشت کسی شے

کی نہیں بلکہ خالص محبت دلی سے یاد آہی میں مل جاتی ہے اس حالت

کا نام کیول ہے :

نمبر ۳۸-۳۹ کیوں کہ ہونے سے بعد یہ جنم یوگی کا پنس ہوتا کیونکہ تاریخی کو چلے جائے غفلت
 مار گزردہ وغیرہ کا خوف ہی چلا جاتا ہے اس طرح جہالت دفع ہوتی ہے دنیا کی کاٹیں جاتی رہتی ہیں
 اسی حالت میں حسب دلخواہ سما دی **समाधि** ہو سکتی ہے خواہ سبکدک **सब कल्प**
 خواہ زنجلیک **समाधि** **निर्विकल्प** کرے موافق اس کے جب بارش ہو گئی تو
 گسان مزارعہ حسب دلخواہ تخم ریز لگا مٹھا ہو سکتا ہے اور حسب دلخواہ تردد
 پیداوار کر سکتا ہے اس کو دہم میگہ سما دی
 کہتے ہیں :

نمبر ۳۹-۴۰ دہم میگہ سما دی **धर्म मेध समाधि**
 کے ہونے پر جلد کلکیش یوگی دور ہو کر فعل کی درستی ہو جاتی ہے اور اسی
 وجہ سے جو پریشور اور انسان کی روح میں پردہ ہے وہ ہاتا رہتا ہے - اور
 روح پر ہمیشہ میں مل جاتی ہے - اور وہ یوگی بدرجہ غایت دانشمند ہو جاتا ہے
 اور جملہ اخلاق پر قادر ہو جاتا ہے اس لئے اپنی مراد کو پہنچ کر تعلقات
 دنیا سے دست کش ہو کر اپنی روح کو ہر شے کے آئینہ میں مشغول کرتا ہے :
 ہمیشہ **समाधि** ایسی حالت میں اگر کسی شخص پر کیا جائے اس یوگی کی
 طرح دنیا کی دولت کو غور نہیں کر سکتی ہے بلکہ ایسی طاقتوں سے جملہ مخلوق

کو اپنے قبضہ میں کر سکتی ہے خود دنیاوی معاملات میں نہیں پھنستا ہے۔
 مہتمم ہم ہم کیوں کے وہ چیز ہے۔ کہ حیوانیت کو انسان کل دنیاوی
 لذات سے بڑھ کر لذات عقلمنے جو دوام روشن اور خوش و خرم اور جملہ اخلاق
 ہے اور کل دنیا کی اُسی سے بنیاد لذتوں کی ان کے عکس کے ذریعہ دنیا
 میں دکھائی گئی رہی صورتیکہ ان لذات کے عکس کو دیکھ کر انسان کا دل فلتان
 و خستہ حال ہو کر جان و مال کو برباد کرتا ہے اصلی परमात्म्य لذت
 اس کا نام کیوں کے वल्य केवली پر شرابः प्रति प्रसवः चित्
 सत्ति सत्ति वाचित शक्ति

نتیجہ

جو کہ جاندار میں فصل کے کرنے اور موافق اپنی طبعیت کے کل اشیاء کے
 استعمال کو بخوبی جان کر تمیز رکھنے والی شے انسان کے جسم میں ظاہر معلوم دیتی ہے وہ حیوان
 जीवत्वा یعنی روح کہلاتی ہے۔ جب ہر ایک فعل کے مفعول سے فارغ
 اور مرفقات حاصل کر لیتی ہے تب وہ صرف ایکسان گیان جیتن رہ رہم اور بہت
 प्रमात्मा یعنی رب العالمین میں سوائے حرکت کے اپنے آرام کو

معلوم کرتے ہوئے پاک ہو کر قیام کر رہا ہے۔ کیونکہ اس وقت جسم کا کار بار یعنی خود یا اپنی
 اشیاء کا تعلق مثلاً مین اور میری وغیرہ وغیرہ نہیں ہوتا۔ صرف خالص پاک
 روح کا نہایت لطیف اور پاک رب العالمین میں قیام ہے اس لئے وہ روحی
 حالت رب العالمین جیسی ہی تصور کی جاتی ہے۔ لیکن دنیاوی تعلق یعنی اشیاء
 کا پیر کرنا یا پرورش کرنا یا ان کے فعلوں کے موافق منہاجز وغیرہ دینا جو قدرتی
 رب العالمین کی ایک طاقت سے دنیاوی انتظام ہو رہا ہے یہ طاقتیں ان نجات
 یافتہ پاک روحوں میں نہیں ہوتیں۔ کیونکہ یہ ضروریات کار و بار قدرتی رب العالمین
 کا ان پاک روحوں میں ضرورت کے نہ ہونے پر اور ان پاک روحوں کو اس
 طاقت کی خواہش نہ ہونے پر نیز یہ طاقت رب العالمین سوائے اپنی ذات
 کے دوسرے روحوں میں ہونے کے اصول ہی نہیں رکھے۔ کیونکہ انسانی
 روحوں میں یہ طاقتیں ہو جانے پر دنیا میں گڑبڑ ہو جاتی جیسے کہ انسان کا دوسرا
 فریق ضرور چند مسالہ میں صمد سے جو گڑھے پیدا کر لیتا ہے مثلاً ایک کو
 دوسرے کی عمر دولت باغیچہ مکان دیکھ کر خواہش ہوتی ہے کہ میں موافق اسکے یا اس سے بھی
 بڑھ کر بناؤں۔ غرض اس سیدھے اگر انسانی روحوں کو دنیا کے پیرائش کی طاقت
 ہو جاوے تو دنیا میں بہت ہی بے انتظامی ہوئے۔ پیر ایک قسم کی دوزخ

کی بنیاد بن جائے۔ اس لئے دنیا کی پیدایش پرورش فنا کر نیکی طاقت
 لاشریک رب العالمین ہی ہے۔ جو اور اس کے موافق دوسرا نہ ہونے
 اور وہ رب العالمین سب خواہشوں سے متبر اور اندر سرور ہونے پر
 اسکو کسی کے ساتھ کبھی ہی فراق ثانی میں فعل۔ دشنی ناجایز چو نیسے
 اس رب العالمین کی بنائی ہوئی خلقت کا عمدہ صورت پر ظہور رونق فروز نظر
 آتا ہے۔ جو ہر ایک جاندار کے فائدہ مند اور سب طرح کی اوقات مسبری کا
 ایک عمدہ مقام ہے ہر ایک انسانی سوج جب حالت دنیا میں ہوتی ہے تب مادہ دنیا
 جو اس رب العالمین کے سکھ کے سایہ کو لئے ہوئی ہر ایک دنیاوی اشیاء میں اپنی صورت
 شکل کی بناوٹ جو پانچ قسموں میں تقسیم کی ہوئی ہے یعنی آئینہ کابینہ **वर्णमय**
 خوبصورتی اور کان کابینہ بدبو شبد **गन्धमय** یعنی میٹھی آواز اور زبان
 کابینہ ذائقہ اور تپا **रसमय** یعنی انسان کا وہ تازہ پوست جو سردی گرمی
 ملائم کو معلوم کرتا ہے اس کا دیشہ سپیش **रूपमय** یعنی مس اور ناک
 دیشہ خوشبو ان پانچ دیشوں سے اپنے اس ظہور کو جو دنیاوی اشیاء میں
 پرتی ہے ہیں۔ دیکر انسانی روح کو اپنی طرف الگائی کر کہتی ہے۔ وہ رب
 العالمین انسان دنیاوی رو کاوٹوں سے فارغ البال ہے۔ اس پو شکر شاعر

کی عمدہ اول غرض انسانی روح کو اصلی رب العالمین کے اس نے منتہا آرام
میں پہنچا دیتا ہے۔ اگرچہ دنیاوی اٹھ سدھیان وغیرہ اس

علم یوگ سے حاصل ہو جاتی ہیں۔ لیکن وہ بنیاد اس نجات درجہ کے
کم ہیں جن سے تجارت کو یوگ شاستر میں کیوں یعنی خالص آرام کی جگہ اس شاستر
کے چہارم حصہ میں بیان کر دیا ہے موافق بیان مذکورہ بالا کے شانت برہم

باوی سانچہ شاستر ॥ शान्त ब्रह्मवर्तिनः सारथ्यशास्त्रं ॥
والوں نے اپنے خلاصہ میں تحریر کیا ہے۔ کہ روحیں جو رکاوٹیں اور باہر

یعنی مادہ دنیا اور دنیا کی اشیاء کے تعلق سے موجودہ حالت میں ہیں یہ روحیں
قدرتی نہیں جس سبب جہالت کی یہ بلائیں روح کو اپنی طرف لگائی رکھتی ہیں

جب وہ یاروہ کو صحیح صحیح روشنی کے حاصل ہو جاتے ہیں انسانی روح

ناپاک سیاہی جیسی معلوم ہونے لگتی ہے۔ پس اس جہالت کو گمان سے دور کرنا سکھ
شاستر کی عمدہ اول ہی غرض ہے ॥

اسی قدر شاستر یوگ پر ممان ॥ पूर्वयोगसधर्मशास्त्र ॥

انسان کیلئے دیدوں کی کہ وہ دھی جب کا نام کرم کا نہ ہو یعنی عمدہ عمدہ عمل
جیسے انسانوں کے دلوں کو صاف کر کے گمان کا ادھیکار

کہہ کر عمدہ فصولوں سے ملتی یعنی نجات کا لکھا بیان کیا ہے جو دیدانت مشاعر
 اور مہاشا **उत्तर मेमा सा वेदां** کا مددگار ہو کہ کہیم وہی
 میں مستقبل ہو تا ہے۔ اور اترنی ممالک اور دیدانت مشاعر انسانوں کو چار
 پر کار کے سادہ ہیں یعنی گمان کے ذریعہ بیان کر کے چہتار تہہ **यथा च**
 گمان دو اور ملتی یعنی نجات کو بیان کرتا ہے اور کن دریش بنگ مشاعر
कनाद वेशवक शा स्त्र اور گوتم نی اشاعر
गोतम व्यास دنیاوی بیشمار اشیاء کو سات و
 سولان قسموں سے بیان کر کے جہوٹھی چہالت کو رو کر کے صحیح گمان
 سے نجات کو مان کر آتما یعنی روح کو پر مانتا **परमात्मा** میں ملاحظہ
 نجات بیان کرتے ہیں :

در اصل مذکورہ بالا دونوں مشاعر و نیکی اصلی غرض کو ترقی دہ یوں کو
 ولیلوں سے منع کر کے یہ دنیا جس نے بنائی ہے۔ اس قادر مطلق پاک
 سبح پر بیشمار کاماٹھا ضروری ہے۔ اس امر پر ان دونوں مشاعر والوں
 نے اپنے دلائل دیئے ہیں۔ چمن کا نہایت باریک درجہ ہونے سے پہان
 اردو الفاظوں میں ادا ہونا ناممکن ہے اس لئے مختصر سیر ایک مشاعر کے

سے وہ نجات پاوے وہ برہم بذات خود بیان اور انہند سروپ ہے یہ ہی مان
لینا عمدہ اول غرض ہے :

نئی پورب جانتا **पूर्वममं** ولے اس سے برخلاف دویت بادی

یعنے دو چیز و نیکو صحیح خیال کر کے افضل مانتے ہیں

یعنے کرتا دوسرا کرن یعنی ذریعہ کرتا کیسا تہ کرم کر یا یعنی فعل کار میں ضروری مانکر

اسکا مفعول کرم پہلے یا ہی تصور کر کے مانتے ہیں وہ بیان کر تو ہیں یہ دودہی ہے

کرم کا تکرار ضروری سرچ کر مونکر ذریعہ سے ہی یہ پالی انسان نجات پاسکتا ہے ورنہ اور کئی

اسکو نجات دینے والا بارگ یعنی راستہ نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ :

اور سناٹھک نوین مت بادی **सांख्य नवीन मत वादि**

پیش اور پر کرتی کو ایکسان مانکر پر کرتی یعنی مادہ دنیا بذات خود اس دنیا کو پیدا کر

پرورش کرتی ہے پیش تو صرف بذریعہ اس مادہ دنیا کو بہوگ یعنی دنیاوی تعلیم عشرت

اور موکش **मोक्ष** یعنی نجات کو حاصل کر سکتا ہے اور یہ بات خود وہ موافق بلوری ہے

کے پاکر اور موافق ہے مادہ دنیا موافق کا ورنہ کس سے لیتے ہیں کس کو لیتے ہیں

یہ کیلئے بذات خود پس نہیں سبب محبت و دودہ انارکتی ہے اور وہ بھی اپنی اپنی کو کر سکتی ہے

کے لئے خود اپنا مات لگا کر دودہ پیکر اپنی بہوگ کو رفع کر لیتا ہے اسلئے پر کرتی یعنی

مادہ دنیا بسبب محبت کو اس پرش کیواسطے ہر ایک دنیاوی عیش عشرت منکر دیتی ہے اور
اس پرش اپنی دنیاوی ضروریات کو پوری کر کے بذریعہ مادہ دنیا کے نجات حاصل کر لیتا ہے اور وہ
تساہل نہ سوچتا کہ خود پیدا کر چکا ہے اور بغیر تیار کر دیتی ہے اسطرح یہ مادہ دنیا اپنا بڑا
موسم میں ہر ایک دنیاوی اشیاء کو پیدا کر دیتی ہے اور پھر اپنے ہی میں لیتی ہے وغیرہ

مثال و دلائل سے بیان کر کے پرش کو ابا دہک بندن उपाधिक बन्धन
مانکر بذریعہ سانکھ گیان کے اسکی مکتی یعنی بذریعہ سانکھک راستہ کے کر پرش یعنی
روح بذات خود موافق پوروی پتھر کے صاف ہے۔ لیکن ابا دہی یعنی برخلاف چیز کے تعلق
ہو جانے پر اس برخلاف شے کو گن یعنی عادات اس روح میں معلوم ہونے لگتی ہیں
جیسے سرخ پہول کا بلوری پتھر کو نزدیک ہو جانے پر اسکی سرخی سفید پتھر میں کہانی
دیتی ہے۔ اور دراصل وہ سرخی پہول کی ہے۔ نہ کہ پتھر کی اسطرح موافق سرخ
پہول کے مادہ دنیا سے وہ اپنے گن سبھاؤ یعنی عادات کو روح کے نزدیک ہوا
پر دکھائی دے۔ صرف پرش کو پرش اور پر کرئی کو پر کرئی جان لینا ہی نجات ہے وغیرہ
وغیرہ بیان کرتے ہیں :

اور نوین یوگ مت والو مثلاً سٹرنسکی तिरंगिणी کتاب وغیرہ میں
ہٹ یوگ یعنی انسانی جسم اور مانع کو خیر کر کے اٹھ سدھیاں तिरंगिणी

کا حاصل کر لینا اور ان سے اپنی خواہشوں کو پورا کرنا ہی افضل اور اول پڑ
 شاستر کا نتیجہ ملتا ہے یہ لوگ کئی جنموں میں سدھیوں یعنی گرامت کو حاصل
 ہونا خیال کر کے نہایت خوفناک فعل کرنے میں مستعد ہو جاتے ہیں مثلاً
 پیٹ میں سے انٹریوں کا نکالنا بہر انکو گرم پانی سے دھو کر پیٹ میں نکل
 لینا اسکو دھوتی و نیوٹی گرم کہہ کر لوگ کا ذریعہ مانتے ہیں۔ اس طرح گدا کے لئے
 سے پانی کا پیٹ میں بہر لینا اور بہر نکال دینا اسی طرح قضیب کے ذریعہ
 پانی کو موافق بچکاری کے پیٹ میں کہیں بچہ بہر نکال دینا اسی طرح ناک منہ
 اور جو سوراخ کہ پیٹ میں تعلق رکھتے ہیں سب سے یہی فعل کرتے رہتے
 ہیں اور چند مہتر مہتر وغیرہ کے حاصل کر نیکی واسطے مری ہوئے انسانوں
 کے دفن کرنے یا جلانے کی جگہ جاکر دنوں مہینوں بلکہ سالوں تک رات کی وقت
 وہ اپنا فعل کرتے ہیں جو خفیہ طور پر ان کی کسی استاد نے بتایا ہو تا ہی اسی میں
 یہ اپنی زندگی خرچ کر دیتے ہیں :

नवीन कनार व शोचक

درتوں کنادیشیک

تاریخ روح کو دل و جسم کیساتھ ملجانے پر گیان والہ مان کر اکیس قسم کے
 شیار کے فنا ہو جانے کے بعد نجات کا حاصل ہونا مانتے ہیں۔ وہ ایک ہی شیار

یہ پانچ کرم اندری پانچ گمان اندری پانچ۔ پیران پانچ۔ من۔ بدھ۔ چت۔ ہنکار
 اور ان سب کا کارن یعنی راہ اور اکیسوان ان سب کا آپس میں سمند لینے
 تعلق ان اکیس اشیاؤں کے فنا کرنے کا سادھن یعنی ذریعہ نیا اور
 بیش شک شاستر کے گمان کو ہی بیان کرتے ہیں۔ اور اسی گمان کو فضل
 مان کر بہت سے دلائل کی کتابیں بنائی ہیں۔ ان کتابوں کے نام یا مضمون
 درج کر نیکی واسطے ایک کتاب علیحدہ چاہئے اسوجہ سے وہ گمان بیان نہیں کئے گئے
 اب ان سب کے آپس میں برخلاف راستوں کو دانا لوگ اصلی شاستر نہ سمجھ کر
 انکو بناوٹ سے بہ سبب طرفداری کے ایک دوسرے کی ضد پر بنا ہوا تصور کر کے اصلی چم
 درشنوں کے راستوں کو صحیح سمجھیں جو علیحدہ علیحدہ مذکورہ بالا اس نوین فرقوں
 سے بدستور بیان ہو چکے ہیں۔ ان کا دوبارہ نام اور پیکر شریچ اب پھر بیان کی جاتی ہے
 اول پورب ممانسا पूवे मे मोसा का اتفاق اور اقتر ممانسا
 उता मे मोसा سے اس طرح سمجھنا چاہئے جیسے میلے اور چکنے کیڑے

کو پیشتر صاف کر کے بعد رنگ چڑھا دیا جائے وہونی اور رنگیز گر چھ
 دو اور ان کے فعل بھی دو ہیں۔ کسی قدر مفعول بھی دو معلوم ہو
 ہیں۔ لیکن مدعا کثیر سے کا صاف ہونا عمدہ رنگ کے لئے ہے جو رنگ

کے جا کر عمرہ رنگ دار بن جاتا ہے۔ اس طرح ان پر دو شاستروں کا اتفاق
 تصور کرنا چاہئے۔ اور سانکھ یوگ کا بھی اتفاق رائے اس میں
 سمجھ لینا چاہیئے جیسے سانکھ شاستر میں پر کرتی اور اسکی جبرتی کا صحیح صحیح
 جان لینا جس میں کل دنیاوی اشیاء جاتی جاتی ہیں۔ اور پرش یعنی روح کا
 صحیح صحیح گمان ہو جانے پر علم یوگ کا مددگار ہے۔ کیونکہ جب ہر ایک
 شے کی اصلی حالت جان لی جاتی ہے تب اس کے کم و بیش کرنے کے
 راستے حاصل ہوتے ہیں جو جسم اور جسم کے خواص اور اس کے اندر روح
 کے جان لینے پر علم یوگ کے فعل جو آٹھ ذریعوں سے بیان کئے گئے ہیں
 بہت عمدہ طور پر حاصل ہو جاتے ہیں ان کا آپس میں اتفاقی معاملہ ہے ۛ
 اور صرف انسانی عقل میں چند صحبتوں سے و دنیاوی اشیاء کی موٹی صورت
 پر ہے عقل ڈرانے سے انسان کے عقل میں ایک قسم کا شک و ہر پہ پن لینا
 نہایت خراب اور الٹے خیالاتوں کا ہو جاتا مثلاً یہ دنیا بذات خود اپنے کار و
 میں عیش و عشرت کے ذریعوں میں مکمل اور انسان ہی اپنی کو شستر
 سے زندگی بسر کر لیتا ہے۔ نہ کوئی رب العالمین اس کا بنانے والا ہے
 اور نہ کوئی روح و فرخ ہشت کے پانیوالی ہے اور نہ کوئی پاپ پن ہے



1373

خدا اس کو لیکر دوزخ و بہشت پاپ و پن کا ماننا
کے موافق ہے۔ دراصل انہیں سے کوئی
داناؤن کے خیال میں ایک خیالی مانا

اسی طرح داناؤن کی نگہ میں وہ خدا ہے جو دنیا کی چھ

پن۔ ان کے خیال نیم درجہ کے پن مثلاً نر اور مادہ ہر ایک کا
سے آگے ویسا ہی موسم پا کر بچہ ظہور پکڑتا ہے انسان سے انسان

اندر سے حیوان اس طرح پرند وغیرہ ہوائی جانوروں کو تصور کر لینا چاہئے اور یہ
ت یعنی زمین۔ پانی۔ آگ۔ ہوا چاروں کے ذریعہ جو قدرت کی ہر ایک قسم میں
بنجاتے ہیں۔ جیسے کہ فصل ریح میں بارش ہو جانے پر بذات خود زمین سے

ہوٹی صورت یہ بیج اپنی اپنی صورت و رشت کی بنا لیتے ہیں جو پیشتر ان ربیع فصلوں میں
ہو چکے ہیں۔ اور اپنے وقت معمولی کے گزر جانے پر صورت دانہ کی ہو کر
ریت میں پھر رہ جاتے ہیں یہی حالت اس دنیا کی بناوٹ کی سمجھ لینی چاہیئے
وغیرہ وغیرہ دلیلوں کے رد کر نیکو واسطے بیشیشک اور نیا رشا ستر بناے
گئے ہیں۔ ان دونوں کا آپس میں ایک جیسا ہی کا تعلق ہے بلکہ یکہ دیگر کا کار
ہو کر دہریوں کی دلیلوں کو سنجو بی رد کر کے اس دنیا کی بناوٹ کا سکر ترک

کے جا کر عمرہ رنگ دار بن جاتا ہے۔ اس بار عالمین بنائے والہا مانتا ہے
تصور کرنا چاہئے۔ اور سانکھ یوگ اور سنیوں سے ثابت کر دکھایا ہے کل اس
سمجھ لینا چاہئے جسے سانکھ شاستر پر۔ اور دنیا شاستر میں انہی کا خلاصہ شاستر
جان لینا جس میں کل دنیا اور سنی مفصل تحریر ان اردو الفاظوں میں صحیح صحیح ہوئی
صحیح صحیح گہ بنے تو علیحدہ علیحدہ کئی جلدیں تیار ہو سکتی ہیں یہاں صرف ان کی
یہ کیں اتفاق رائے ظاہر کرنا ہی تھا جو یہاں مختصر طور پر جملایا گیا ہے

کل ناظرین خیر خواہ ملک و ملت کے متلاشیوں سے نیز اور عام قاصد
بھی التماس ہے کہ جہاں کہیں کوئی الفاظ یا کوئی امر نیز کوئی برخلاف سلا
وغیرہ وغیرہ غلطی ہو اسے معاف فرمائیے کیونکہ اس اردو زبان و حرور
اردو سے منہ مولف ناواقف ہے کل صاحبان اصلی مختصر نتیجہ یہ بنایا
کہ اس کی عبارت پر فقط

منہ اکشیا منہ از پٹیا

1373

१३७३

1952



1373;

1373

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम मुहम्मद सादत अली

लेखक मुहम्मद सादत अली

प्रकाशन वर्ष 1897

आमत संख्या 1373

نچے لکھی ہوئی کتب کا ضرر ملا اور مائے میں ڈال دی گیا
 تعریف کروں جبکہ پہلک آپ ہی ثنا گو ہے
 کتب ناگرفی

گزشتہ اشہرم میں ویرہ رکشہ گر بھادمان بدھی، موت کا ڈر قیمت
 ست نارائن کی کتھا اور پتھر رکاش، مترآمد، بھرت اپدیش
 رتی پرساد، انمول تن، رتن جوری، رتن پرکاش
 بھرتاچار، برہم بھار، استری بلاپ، مورنی پوجا بھار
 ست سرمدن، سنسکرت بھاشا ٹیکا، پندت گرو دت کا جیون چرتر
 استری بدھی، سنسار چلن

نیوکت استری دھرم

بھارت سدھار کے پرمیوں کو اس کتاب کو خود ملاحظہ فرما کر اپنی اولاد کو یکسا
 ضرور دکھانا چاہئے تاکہ ان کو معلوم ہو جاوے کہ دھرم، سہمتی، پران کے سوا
 نیت سے استری دھرم کیا ہے۔ قیمت فی جلد ۳ روپے

۳۱



13/3

بھومک

نیتہ کرم کے بھل یہ ہیں کہ گیان پراپتی سے اتنا کی اتنی اور ارہ گہتا
 سے شریر کے کچھ سے بیو بار اور پہاڑ تھ کاریوں کی سیدھی ہوا اس
 وچرم۔ ایتھ۔ کام اور موکش سیدھ ہوتے ہیں (سوامی یانند سرتی)
 منشیہ کے نیتہ کر تو یہ کوہوں و حامی فرایض انسانی سے سندھیا کھ
 اعلیٰ فرض انسانی ہے۔ ایسا اور نیتہ سندھیا کرنا مجہ فرایض انسانی ہے
 مقدم اور ضروری رکھا گیا ہے۔ اس سے میں فاضل اجل اور عالم کھل
 ہر شئی شریٰ "سوامی دیانند سر سوئی جی کے ست اپدیش سے سندھیا
 کا پہ چار پھر چھ چار ہے۔ اور بھوئے بھوکوں کو پھر سناگ کا پتہ ملتا ہے۔
 گوشت دھیا سے انسان کو قیتوں طرح کی سرتی روحانی یجمانی اور

سامانی حاصل ہوتی ہے۔ مگر چونکہ دنیا میں ظاہر میں اس وقت زیادہ
 اور حقیقت شناس کم ہیں۔ لہذا اس وقت سندھیا کرم سے جسمانی فوائد
 کرنا مناسب ہے۔ بکر بہہ تھوڑا سا لیچہ سبجوں کی سیوا میں پیش کرتا ہوں اور
 آشکار کھتا ہوں کہ بھول اور بچوک سے سوچت فرا کر چھو کر تار تار فرمائیں گے
 جھک لٹچر ہے اسلئے کہ میرا تجربہ یعنی پرکشا ہے کہ سندھیا کرنے والے جلد
 فوائد جسمانی سے بہرہ یاب ہوں۔ اور الشورایا ہی کریں ۛ

ادم۔ شانیتیم۔ شانیتیم۔ شانیتیم

श्रीराम

प्रातरग्निं प्रातरिन्द्रं हवामहे प्रातर्मित्रा
वरुणा प्रातश्चिना ।

प्रातर्भगं पूषां ब्रह्मणस्पतिं प्रातस्सोममुत

हद्रं हवेम ॥ ॐ ० सं ० ७ सू ० ४९ कं

پڑتا ہیں منتر میں جو ہدایت دلاتے ہیں اگر اُس ہدایت پر عمل
ہو تو یقیناً ندرستی اور صحت بہت آسانی سے قائم رہ سکتی ہے۔ اور بہت

یہ استری پُرشو جیسی ہم دردان اُدیشک لوگ پر بھات بیلا میں (پانچ
گھڑی ات رہے) سو پرکاش سُور دپ - پریم الیشوریہ کے دانہ اور پریم الیشوریہ
یخت - پرلن اودان کے سمان پریم اور سرور و کتیمان سوریم چند رکوجی
اپن کیا ہے - اس پر ماتما کی استی کرتے ہیں اور بھنجیہ سونیہ - الیشوریہ
یخت - پشٹ کرتا اپنے اُپاسک دید اور برھمانڈ کے پالن ہاری - اتیریہ
پریرک - اور پاپیوں کو - دلانے دے اور سرور وگ ناشک جگدیشور

اُن دوگوں سے جسکی پیدائش کا ہم کو کچھ بھی علم نہیں ہوتا قدرتا
محفوظ رہ سکتے ہیں۔ یہ بات تجربہ اور تحقیق سے صاف صاف ثابت
ہو جاتی ہے۔

پراتہ کال میں جا گئے کئے فوائد

پراتہ کال یعنی سوج کے نکلنے سے دو گنٹ پہلے لی اور موٹر کی تیاگ
کرنے میں جو فائدہ ہے میں وہ اس سلسلہ سے بخوبی سمجھ میں
آتے ہیں۔ قاعدہ کی بات ہے کہ اگر کسی برتن میں جل یا جل کی مشعل
کوئی اور چیز بھری ہو تو جب تک وہ برتن ہمارا شمار ہو۔ تب تک اس
پانی میں میل ٹی وغیرہ جو کچھ ہے اچھی طرح علیحدہ نہیں ہوتی۔
جب برتن کی حرکت موقوف ہوتی ہے۔ تلکھٹ تلے بیٹھ جاتی ہے۔ جب
انسان میں ٹریک ٹریک اسی قاعدہ کا بتاؤ ہوتا ہے۔ جب ہم سو جاتے

بقیہ شامیہ

کسی سستی پر اٹھنا کرتے ہیں۔ ویسے پراتہ کال سے میں تم لوگ بھی کیا کرو (سو اچھی اور سستی)

ہیں ہمارے جگر ادھیڑ ہے نفس کا گو چھانٹ کر علیہ کر دیتے ہیں۔
 ہاتھ اسجرات کو شانہ اپنے سونہ کی پھیلی میں جمع کر دیتے ہیں عروق
 خالص کو اپنے مقامات پر رات ہی میں پھونچا دیتے ہیں ابہاگر
 آدمی اکھڑ کر کسی اور کام میں مشغول ہو تو وہی ساکن اسجرات اور
 متحرک ہو کر عروق خالص کے ساتھ ملنا شروع ہوتے ہیں ہمارے
 میں نسیل از پاخانہ پیشاب حقہ پینا بھی یہی نتیجہ بحث ہے۔ ان نفس
 کے عروق خالص کے ساتھ ملنے سے عوارض داعی - سرورہ - پینس
 صداع - کم نظری - ذالقہ میں فرق ہے میں پانی بھرتا وغیرہ پیدا ہوتے
 ہیں۔ ماضیہ میں فرق آ جاتا ہے۔ خون خالص نہیں بنتا ہے۔ پھوٹا
 چھنی وغیرہ پیدا ہو کر کشتہ ہی پیدا ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو فضلات
 یہ تشنیں محرک ہونے سے داغ ہی کی طرف چلتے ہیں۔ ادھر ادھر رہت
 کم جاتے ہیں۔ اگر یقین نہ ہو تو کسی برتن کی لکھٹ کو فدا اندر
 سے ہلا کر دیکھ لیجئے۔

اب یہ بات کہ اگر آفتاب کی برآمد سے پیچھے آئیں تو کیا سرج
 ہوگا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ آفتاب کی شعاعیں پانی کے اسجرات کو جھک

اور دیگر تمام چیزوں کے چھوٹے چھوٹے ڈروں کو سمیت اس میں لینے
 اور پر کی جانب اڑا دیتے ہیں۔ بھیگا کپڑا وغیرہ خشک ہونے سے یہ کپڑے
 آپ کر سکتے ہیں۔ دد گنٹھ اور ایک گھڑی بھر رات سے سورج کی کرنوں
 کا اثر سطح زمین پر ہونے لگتا ہے۔ یعنی جب افق نظری سے سورج ۱۵
 درجہ نیچے ہوتا ہے۔ تب اس پر اثر ہونا شروع ہوتا ہے۔ برتا دیکھ لیجئے کہ
 جو لوگ دن چڑھے اٹھتے ہیں انکی آنکھوں سے پانی زیادہ بہتا ہے۔
 اُس وقت میں شور و غل مطلق نہیں ہوتا۔ دُنیا کے جگہ جگہ فساد کا
 فکر نہیں ہوتا ہوا آدمیوں کے جسم کی بدبو۔ فضلات کو دور
 باہر نکلی ہوئی سانس کے اثر سے بہت پاک ہوتی ہے۔ صاف ہوتی
 ہے۔ گرد و غبار و دھول کے ذرے سطح زمین پر رات میں ٹپک جاتے
 ہیں۔ دھول کے ذرے پانی کی بہاؤ سے لپٹ کر سطح زمین سے
 جاتے ہیں۔ وہ ہوائیت چھوٹے چھوٹے باریک اور بیشمار کپڑے جو
 گرہ ہوا میں دن رات اوڑا کرتے ہیں۔ جن کو ہم آنکھ سے بہت
 کم دیکھ سکتے ہیں۔ جو خوردبین سے صاف نظر آتے ہیں۔ جن سے
 بعض ایسے زہریلے ہیں کہ اگر مبادا ہماری سانس کے ساتھ اندر

چلے جاویں تو ہمارے معدے جگڑا اور دل میں نہر کی تاثیر پیدا کرتے
 ہیں۔ پراتہ کال سطح زمین پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ درخت اور پودوں سے
 لپٹے ہوتے ہیں جو نہر کہ دن میں جسم حیوانات سے یا اوجھیلوں سے
 خارج ہو کر ہوا میں اوڑھ رہی تھی۔ رات کی ہنڈک سے تلے بیٹھ جاتے
 ہیں۔ جب تک آدمیوں اور حیوانوں کی چل چلاہٹ نہ ہو یا آفت
 کی نیشہ شاعیں نہ کر ان کو منتشر نہ کریں وہ زمین ہی پر پڑے رہتے
 ہیں۔ چاند سے جو امت ہوا میں آتا ہے۔ وہ بجبنہ موجود ہوتا ہے
 نباتات سے پران والو یعنی آکسیجن تازہ نکلا ہوا موجود ہوتا ہے
 اس پر جمہورت میں آپنے کسی کو کسی مرض سے مرنا نہیں دیکھا ہوگا
 ہر مرض کا مریض اس وقت چنگا سا ہو جاتا ہے۔ اکثر امراض ترکے اٹھنے
 سے رفع ہو جاتے ہیں۔ آفتاب کی روشنی گھنٹہ بھر رات سو رفت
 رفتہ آنے لگتی ہے۔ ہماری آنکھ کی روشنی اس روشنی کو ٹھیک ٹھیک
 جیھی برداشت کر سکتی ہے۔ جب پراتہ کال کھل جاوے۔ ہم دیکھتے ہیں
 کہ تقریباً سبھی سو گئے بہت پھول رات کے وقت ٹھکتے ہیں۔ انکی
 خوشبو ہوا کو مٹھ کر لیتی ہے۔ اس وقت ہوا جانفزا اور فرحت بخش

خوشیوں سے پر ہوتی ہے۔ اس وقت جاگنے۔ ٹہلنے۔ اور ہوا کھانے سے دماغ کو قوت پہنچتی ہے۔ جس سے عقل میں تیزی آتی۔ بنیادی برہتی ہے۔
نگاہ روشن ہوتی ہے۔

وقت شام

شام کے وقت سورج چھپتا ہے۔ اندھیرا آنے لگتا ہے۔ جن آنکھوں نے
تمام دن سورج کی شعاعوں میں کام کیا ہے۔ انہیں اندھیرے میں
چکا چوند آتی ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ بھیاں گی اور میسے کسی
اندھیری کو ٹھٹھی میں جائیں تو نسبت دیر تک کچھ نہیں سوچتا۔ ایسی
حالت میں آنکھوں کی روشنی کو نقصان پہنچتا ہے۔ اسی پر لوگوں
کو اکثر تو اندھی آتی ہے۔ شام کی سندھیا کے وقت فیتروں کو
پرکشتا لٹن (چھڑکنا) کرنے اور بند فیتر رکھنے سے یہ کوشش دور
ہوتا ہے۔ آنکھوں کی مینائی میں نسبت کم فرق آتا ہے۔ سوائے اس کے
دن میں کام کرتے کرتے ہاتھ پاؤں وغیرہ میں تھکاوٹ آ جاتی ہے
سندھیا کی کریا (عمل) کرنے سے وہ قلعی دور ہو جاتی ہے جیسی ڈنڈر

سے جسم پھر کام کرنے کو تازہ ہو جاتا رہی۔ ولگا کنول بند ہونا چاہتا ہے۔

ہاتھ پاؤں اور منہ دھونا

یہ معمولی کام ہے تمام آدمی انکے فوائد سے واقف ہیں۔ تاہم
چند باتیں جو متعلق بہ علم طب ہیں بیان کرتا ہوں۔ ہاتھ دھونے
سے بل اور ویرید بڑھتا ہے۔ تھکاوٹ دور ہوتی ہے۔ ہاتھوں کے
جو کام ہوتے ہیں انکے کرنے میں خواہش بڑھتی ہے۔ ہاشوہ
سے چراغی عوارض مثلاً سر درد دور ہو جاتے ہیں۔ نیند
خوشی کے ساتھ لاتا ہے۔ تھکاوٹ فوراً رفع ہو جاتی ہے۔ پیر
مضبوط ہو جاتے ہیں۔ منہ دھونے سے رکت پت (صفادہوی)
منہ کی پھنسیاں خشکی۔ منہ کے دماغ۔ بینگ روگ (وشنام) منہ
کی چکنائی دور ہو کر چہرہ پر رونق آ جاتی ہے۔ چہرہ پر سرخی
آتی ہے زردی اور سفید۔ یا دور ہو جاتی ہے۔ دماغ کو طراوت
پہنچتی ہے۔ نیند بے کھٹکے اور خوشی سے آتی ہے۔

پراتہ کال سان کے فوائد

یہ قانون قدرت عام ہے کہ تمام جانداروں کو نیند آیا کرنی
 ہے یعنی وہ سو جایا کرتے ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ
 قدرت نے اپنے اس کام میں کیا عجیب حکمت رکھی ہے۔ انامی
 یعنی عیم لشریح اجسام یعنی شیر و دیا سے ثابت ہے کہ ہمارے
 جسم میں پیسہ یعنی پھیپڑا دھوکنی یا چھکنی کا کام کرتا ہے جطرح
 لوہار کی بھٹی میں آگ دھوکنی سے روشن اور تیز ہوا کرتی ہے
 ٹیک اسی طرح ہمارے جسم میں پھیپڑا حرارت یعنی گرمی اور
 پران کو بڑھاتا اور تیز کیا کرتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب
 دھوکنی ہوا سے پوری پہولجاتی ہے یعنی دھوکنی میں کافی ہوا
 بھر بھر کر بھٹی گرم کیجاتی ہے تو بھٹی کی آگ جلد روشن اور خوب
 تیز ہو جاتی ہے لیکن جب دھوکنی کم پھولتی ہے یا کچھ سکڑی ہوتی
 ہے تب اس میں کم ہوا سماتی ہے۔ اسی وجہ سے بھٹی کی آگ بھی
 دیر میں روشن اور تیز ہوا کرتی ہے۔ ہمارے جسم میں پھیپڑا بھی

ایسا ہی کام کرتا ہے۔ جب ہم کھڑے یا بیٹھے ہوتے ہیں پھیپھڑے
 کسی قدر سکڑا یا دبا رہتا ہے۔ اسوجہ سے ہمارے کھڑے ہونے
 یا بیٹھنے کی حالت میں پھیپھڑے ہوا سے پورا نہیں بھرتا جو اسی
 واسطے دوناؤ جہگ کر بیٹھنا منع ہے۔ ایسے بیٹھنے سے تندرستی
 میں فرق آتا ہے۔ لیکن جب ہم لیٹ جاتے ہیں پھیپھڑا پورا
 کھل جاتا ہے۔ پھیپھڑے پر کا دباؤ دور ہو جاتا ہے۔ سونے کے لئے
 ہم لیٹا کرتے ہیں۔ پس سوتے وقت پھیپھڑا پورا پھیلا اور کھلا
 رہتا ہے۔ پھیپھڑے کے پورے پھیلنے اور کھلے ہونے کی حالت
 میں جاگنے کی بہ نسبت زیادہ ہوا سماتی ہے۔

ہوا کے خاص دو جزو ہیں ایک پران دایو دوسرا اپان دایو
 کہلاتا ہے۔ جنکو کسمین اور نائٹر وجن کہتے ہیں۔ پران کی خاصیت
 گرم اور اپان کی خاصیت سرد ہے۔ جتنی ہوا سانس کے ساتھ
 جسم کے اندر جاتی ہے۔ اس میں سے پران خون اور ہڈیوں
 لمباتا ہے۔ اور اپان اس سانس کے ساتھ جو اندر سے باہر آتا
 ہے نکلتا ہے۔

اس واسطے جاگنے کی بہ نسبت سونے میں جسم میں زیادہ گرمی جانے لگتی ہے یعنی جاگنے کی بہ نسبت سونے میں جسم زیادہ گرم ہو جاتا ہے اور گرمی کے بڑھنے سے پھپھڑا اور بھی جلد جلد حرکت کرنے لگتا ہے۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ سونے کی حالت میں جسم زیادہ گرم ہو جایا کرتا ہے۔ اور سانس جلد جلد چلا کرتا ہے۔

اب یہ بات غور طلب ہے کہ جب ہم سو جایا کرتے ہیں تو قدرتِ تمارے جسم کو گرم رکھوں کر دیا کرتی ہے۔ اول یہ سمجھنا چاہئے جسم کیا ہے۔

و حقیقت جسم ایک آلہ ہے یعنی یہ شریہ ایک کرن ہے روح یعنی جیو آتما اس آلہ سے کام کیا کرتا ہے یعنی یہ جسم روح کا اوزار ہے۔ جیسے ریلوے انجن چکانے والا انجن میں۔ ریلوے انجن سے مختلف کام کیا کرتا ہے۔ ویسے ہی جیو آتما اس شریہ میں ریلوے شریہ سے ایک پرکار کے کر یا کیا کرتا ہے۔

یہ عام قاعدہ ہے کہ جتنی چیزوں سے ہم کام لیتے ہیں وہ سب حواسِ تہی سے صاف ہوا کرتی ہیں۔ تمام اوزار و آلات کے میل

لگ سے صاف کئے جاتے ہیں۔

اس قاعدہ پر بعض لوگ شاید یہہ اعتراض کریں گے کہ ہم دیکھتے ہیں بہت سی چیزیں رگڑنے سے بھرنے لگتی ہیں۔ دھونے وغیرہ سے صاف ہو جاتی ہیں۔ اس میں لگ کی کچھ ضرورت نہیں پڑتی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حرارت اور حرکت کسی جسم میں ایک ہی چیز میں یعنی حرارت سے حرکت اور حرکت سے اجسام میں حرارت پیدا ہوا کرتی ہے۔ رگڑنا۔ دھونا۔ دھونے وغیرہ چیزوں میں ایک قسم کی حرارت پیدا کرتا ہے۔ جس سے وہ چیز صاف ہو جاتی ہے۔ نتیجہ ہے کسی چیز کو رگڑ کر دیکھئے کہ اس میں اسکی پہلی حالت کی نسبت حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔

اسی طرح جسم کو گرم کرنے سے حرکت پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسم کی صفائی ہو جائے۔ جسم مختلف امراض سے محفوظ رہے۔ ہر قسم کا کام لینے کو قابل ہو جائے۔ اب یہ دیکھنا چاہئے کہ سونے کی حالت میں جسم کی صفائی ہوتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جسم میں دھوس کے سوا کچھ نہیں۔ ایک تو بڑے

دوسرے چھوٹے ہیں۔ بڑے چہدر۔ مٹہ۔ آنکھ۔ ناک۔ کان
 لنگ اور گدا ہیں۔ چھوٹے چہدر مسام کہلاتے ہیں جو روم
 کی جڑوں میں ہیں۔ ان سے پسینہ نکلتا دیکھ کر ہم یقین کر سکتے
 ہیں۔ یہ مسام بیشمار ہیں۔ جسطرح اور سوراخوں مٹہ ناک وغیرہ
 سے میل نکلا کرتا ہے۔ اسی طرح ان مساموں سے میل نکلتا ہے۔ پسینا
 میں بدبو اس میل سے آیا کرتی ہے۔ ہمایہ پہنے ہوئے کپڑے زیادہ
 تر اس میل سے میٹے اور بدبودار ہو جاتے ہیں۔

ہم روزِ قرہ دیکھتے ہیں کہ صبح کے وقت جسم کے بڑے سوراخوں
 جیسے کہ مٹہ۔ ناک۔ آنکھ۔ لنگ۔ گدا وغیرہ میل سے بھر جاتے
 ہیں۔ اسی طرح اسی حرارت سے جو سرنے میں پیدا ہوتی ہے ہمارے
 جسم کے چھوٹے سوراخ یعنی مسام بھی میل سے بھر ہو جاتے ہیں
 بڑے سوراخ تو ہم کو صحیحاً صاف کرنے پڑتے ہیں۔ لیکن چھوٹے
 سوراخوں کی صفائی نہ ہاں ہی سمجھ پر موقوف و منحصر ہے۔ جسم میں
 حرارت کا بہت بڑا حصہ پیدا کرنا اور پسینا لانا ان مساموں کا
 خاص کام ہے۔

ان مساموں کو دھونے یعنی نہانے سے پہلے دھو جاتا ہے اور
 مسام کھل جاتے ہیں۔ مساموں کے کھل جانے سے ان میں ہوا کی
 آمد و رفت بخوبی ہو سکتی ہے۔ جس سے شہر میں حرارت ضروری
 پیدا ہوتی رہتی ہے اور لیمینا بخوبی آیا کرتا ہے۔

اس حرارت کا قیام اور لیمینہ کا آنا جب تک جسم میں ٹھیک اور
 مناسب طور پر ہوتا رہتا ہے۔ تب تک بخارجو حلیہ بیماریوں کا آغاز
 ہے کبھی نہیں آتا اور خون میں کچھ بھی خرابی پیدا نہیں ہوا کرتی ہے۔

ایکانت نو اس یعنی تنہائی میں بیٹھنا

طبیعت کی سوجھ بوجھ ہے۔ خیال جس طرف لگا یا جاوے دل اُسی طرف ایل
 ہو جاوے۔ اضطراب اور پریشانی سے بری ہو۔ تفکرات سے دل پاک
 ہو جاوے۔ جس قدر فکر کم ہو۔ اُسی قدر عمر اور زندگی میں ترقی ہوتی
 ہے۔ طبیعت کو یکسو کرنے کے واسطے گوشہ نشین ہونا سب سے عمدہ ذریعہ
 ہے۔ فکر سے عمر کم ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک ہندی شاعر نے کہا ہے۔
 چنتا جواں شہر بن سودا دا لگ لگ جائے۔ پر گھٹ دھواں نہیں
 آتا

دیکھئے۔ سو ارا نتر نہ نہیاے۔ ارا نتر نہ نہیاے۔ جے جیسے کاغذ
 بھٹی۔ جے لگنو ہو ماس رہ گئی ہار کی ٹٹی۔ کہ گرد ہر کب اسے سفوی میر کیا
 دے زکیہ یہ جیس جہیں رت نیات پتا
 ایک فارسی اشاعر نے کہا ہے۔ یکے مرغ دیدم نہ پاؤ نہ پرہ نہ از شکم
 نہ پشتہ پدر۔ نہ بر آسمان و نہ سر زین۔ ہمیشہ خورد گوشت آدمی۔
 نہ دھیا سے ایہ کائنات نوہں کرنے سے عمر و صحت کو بہت ترقی حاصل
 ہوتی ہے۔

بیان آسن

یوگ شاستر میں شری پاتنجلی شری نے یوگ کر یا کے واسطے آسن
 کی ضرورت بیان کی ہے۔ اس میں سے ایک آسن سکھ آسن
 جسکو پانتی بھی کہتی ہیں لکھا ہے یعنی آدمی کو جتنا سکھ آسن
 آسن سے بیٹھنے میں حاصل ہوتا ہے۔ اتنا کسی دوسرے آسن سے
 نہیں ہوتا ہے۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ جتنی دیر تک ہم سوجھ بوجھ
 اس آسن سے بیٹھ سکتے ہیں۔ کسی دوسرے آسن سے ہرگز نہیں

بیٹھ بکھتے۔ اس آسن سے پیروں کو کُکھ لٹا ہے۔ پیروں سے تھکاوٹ
 رفع ہوتی ہے۔ پنڈلیاں پتلی نہیں ہوتی ہیں۔ گھٹنے کشادہ اور صاف
 ہوتے ہیں۔ پان والو کا زودہ یعنی رکاوٹ مطلق نہیں ہوتی ہے
 جس سے ہاتھ میں فرق نہیں آتا ہے۔ مل اور موتر شدھی سے
 اُترتا ہے۔ ناف سے حرارت غزیری کا دورہ بے ردک اور مناسب
 ہوتا ہے۔ کسی عضو کے دوران خون میں رکاوٹ اور کمی نہیں ہوتی
 ہے۔ عیم تشریح سے وضع ہوتا ہے کہ پیر کے تلوے کی رگوں کو آنکھ اور
 داغ کی رگوں سے خاص واسطہ ہے۔ اسی بنا پر بہت دیر تک کھڑے
 رہنے یا زیادہ چلنے سے بعض آدمیوں کو چکر آنے لگتا ہے بیانی
 میں فرق آتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آنکھ اور داغ کی اکتریاریاں
 پاؤں کے تلوے یا انگلیوں یا گھٹنے سے تے کے حصے پر درد کا استعمال
 کرنے سے دور ہو جاتی ہیں۔ مثلاً سوزش چشم۔ درد چشم۔ سُرخ چشم۔
 کلث ورم۔ ورم کر دم۔ پیگ شراد۔ ابشدر وگ۔ ابھی۔ ادہنہ
 شر وروگ وغیرہ میں پیروں کے تلوے پر نویت یعنی (نیتی یا کوئی)
 بنے۔ ہلدی کی چٹی باندھنے۔ روغن لگانے۔ پاشویہ کرنے سے دور

ہو جاتے ہیں۔ اس آسن سے بیٹھنے سے انکی پوری ردک ہو جاتی ہے۔ لہذا اور دماغی قوت بڑھتی ہے۔

پیٹھ کی ہڈی کے فقرے یعنی جوڑوں میں خم نہیں پیدا ہوتا ہے۔ یہ اور راست بنے رہتے ہیں جس سے بڑا پے میں پشت خم نہیں ہوتی ہے اس آسن سے بیٹھنے میں پرنا یا م کے وقت حالت تنفس میں ہوا کی آہستہ بخوبی ہوتی ہے۔ ہوا کے دوران میں کہیں رکاوٹ نہیں ہونے پاتی پیچھے پڑے اور جگہ اچھی طرح کشا وہ اور پھیلے رہتے ہیں۔ آسٹھا مستقیم میں ہوا بہت اچھی طرح اور پوری بھر کر ماضیہ کی مدد اور معاون ہوتی ہے۔

آہستن

۱۔ آہستن سے عضوہ وغیرہ کی حرارت رفع ہو جاتی ہے۔ کف پت آدک ضرورتی ہوتی ہے۔ پت میں شامی آتی ہے۔ دل میں ٹھنڈک پہنچتی ہے۔ من پرین ہوتا ہے۔

۲۔ پرنا یا م کے بعد جب آہستن کیا جاتا ہے تو آسٹھا بلطف ہو کر اپنی کو بجانب بائیں رجوع ہوتا ہے۔ اسے صرف اتنے ہی حل سے آہستن کیا جاتا ہے

جتنا آسانی سے بھاپ بن سکے۔ سیر و سیر نہیں پایا جاتا ہے۔ اور
 اُس جل کی بھاپ اُس حالت میں بہت اچھی بن سکتی ہے جبکہ تھپی سے
 پایا جاوے۔ کونکہ حرارت دست اُسکو سبب بنانے میں معاون ہوتی
 ہے۔ اگر کوئی سوال کرے کہ گرم جل سے آچھن کیا جاوے تو جلد اور
 بہت لطیف بھاپ بنے گی۔ یہ ہریک ہے لیکن وہ فوائد جو آچھن سے
 ہوتے ہیں ہرگز نہ ہونگے۔ آچھن رانغ میں خشکی پیدا نہیں ہونے دیتا
 آنکھ۔ ناک۔ کان میں تازگی اور طراوت پہنچاتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا
 چاہئے کہ ان عضوں میں جو عار ضعیف خشکی سے پیدا ہوتے ہیں نہایت
 ہی تھک بلکہ لا علاج ہو جاتے ہیں۔ مثلاً دماغ کی خشکی۔ سرخام یا چین
 کم عقلی۔ دماغ سے خون آنا۔ عضو کا بڑھ جانا۔ لیان غیر امراض
 پیدا کرتی ہے۔ آنکھ کی خشکی۔ سوزش چشم۔ آنکھ میں سُرخمی۔ نیند کم آنا
 کھول باؤ یعنی رقان پیدا کرتی ہے۔ ناک کی خشکی سے دم رکنے لگتا
 ہے۔ حلق میں پھندہ پڑتا ہے۔ ذائقہ بگڑ جاتا ہے۔ وغیرہ امراض لاتا
 ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ خشک زکام کس قدر تکلیف دیتا ہے۔ خشک
 کان کو کان کا میل صاف کرنے والے بہت ہی بُرا بتلاتے ہیں کان

کے اکثر عارضے خشکی سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ آجپن سے ان سب
بلاؤں سے نجات ملتی ہے۔

۳۰۔ آجپن کی جھاپ اُس گرم لطیف خون کو جو پرانا یا م سے پیدا ہوتا
ہے (جس کا بیان آگے آتا ہے) موقع مناسب پر ہر عضو میں روک دیتی
ہے تاکہ وہ اُس عضو کو تقویت دے۔ یہ بھی واضح ہووے کہ جل
ہی پران والیو یعنی آجپن کو روک سکتا ہے۔ آجپن خود جل کا
ایک بھاگ ہے اور کوئی چیز آجپن کو قائم نہیں کر سکتی۔ آپ نے
سائنس کی کتابوں میں پڑھا ہوگا کہ پون اور پانی دونوں میں
آجپن شامل رہتا ہے پانی پون کو روک سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ
پانی کے بیوں کے اندر ہوا رک جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پرانا
سے پہلے اوپے پیچے آجپن کیا جاتا ہے تاکہ پران والیو باہر نہ نکلے پائے
۳۱۔ اطباء ہند متفق الراء ہیں کہ شب کے آخر پہر میں طلوع آفتاب سے
پہلے جل پینا بڑا بے کے تمام امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ سودا
صفرا۔ بلغم کے عوارض سے نجات دہتی ہے۔ علی الصباح قبل از
براد آفتاب معمول سے جل پینے سے بواسیر۔ سنگرہنی۔ بخار

امراض شکم - بوڑھا پن - گوشت روگ - مید روگ - موثر اگھات - ہر مرض
 کان - امراض حلق - امراض سر - کمردرد - کش روگ - اور ^{نقطہ البول} اور امراض
 دوسرے ہوتے ہیں - بینائی ٹہرت بڑھتی ہے - آچمن میں یہ سب صفات
 حسنہ موجود ہیں -

۵۔ اگر یہ سوال کیا جاوے کہ ایک دفعہ میں تین بار آچمن کرنے سے تسکین
 ہو جاتی ہے - اگر کم آچمن کیا جاوے حرارت تیز رہتی ہے - پانی کی
 خواہش ہوتی ہے - اور زیادہ آچمن سے رطوبت بڑھ جاسکتی ہے
 ایسے سوار اگر زیادہ آچمن کیا جاوے پران دالو کی حرارت اپنا
 اثر پورا نہیں کر سکتی ہے - کٹونکہ جل میں مائید روجن ادھک لا
 رہتا ہے زیادہ مائید روجن عمل آسجمن کو زایل کر سکتا ہے -

۶۔ انسان کے جسم میں ۹۰ حصہ پانی اور باقی اور اجزاء میں پرانیام
 سے جس قدر جسم کے پانی میں کمی ہوتی ہے آچمن سے پوری ہو جاتی ہے -

سپیش

قوت برقی مائع کی انگلیوں میں تمام جسم سے زیادہ ہے - یہی غنیمت

ہے کہ بہ نسبت اور تمام اعضا کے انگلیوں سے سردی گرمی سختی نرمی
 وغیرہ کا علم اچھی طرح ہوتا ہے۔ پانی میں برقی قوت بہت جلد دھڑکتی
 ہے۔ ماہر ان فن تار برقی اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ صاحب بھی بادلوں
 کی حالت میں برقی اکثر دیکھا ہی کرتے ہیں۔ صاف آسمان میں کبھی
 نہیں دکھائی دیتی۔ کام کرنے میں برقی قوت جسم انسان سے زائل
 ہوتی ہے اور کم ہو جاتی ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ منہ۔ ناک۔ آنکھ
 کان۔ ناف سینہ۔ کندھ۔ پیٹ۔ گھٹا۔ بازو۔ چھلی۔ اور اُسکی پشت سے
 خاص کر زیادہ تر کام ہوتے ہیں۔ اس لئے اُنکی قوت برقی زیادہ تر
 اخراج ہوتی ہے۔ ہاتھ کی انگلیوں میں جل لگا کر اعضا سوز کورہ کو
 مارجن کرنا لینے چھونا اُس زائل شدہ برق کو پھر پورا کر دیتا ہے
 بدینوجہ وہ قوی بن رہتے ہیں۔ ایک اور بات خیال کرنے کے
 قابل ہے کہ انگوٹھے کے پاس کی انگلی سے مارجن کرنا منع ہے اسکی
 کیا وجہ ہے۔ دیکھئے یہ انگلی سب انگلیوں سے زیادہ تر کام کرتی
 ہے۔ اس لئے اُسکی قوت برقی بہت کم رہتی ہے۔ جبکہ میں خود
 وہ قوت کم ہے جسکی ضرورت ہے تو دوسری کو کیا امداد دیکھنی

ہے۔ اگر کوئی سوال کرے کہ پیروں سے بھی ہریت کام کرنا پڑتا ہے اُن کا مارجن کتوں نہیں کرتے۔ اُسکا جواب یہ ہے کہ ادل ہی آغاز میں پیروں کو مارتے سے خوب لکڑ دھو تے ہیں پھر پہلے ہی زیادہ ترقوت برقی مانتھوں سے لے لیتے ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ مارجن پہلے بانی، پران، نیتر، کان، ناف، ہر دے، کنکھ، شتر، بارہو، پھیلی، اور پھر پشت پھیلی کا ترتیب وار کیا جاتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ انسان کو حیوان پر فضیلت صرف نفق یعنی گویائی یعنی بانی سے حاصل ہے اسلئے بانی اعلیٰ ترین عضو انسانی ہے اسلئے اُسکا مارجن مقدم رکھا گیا ہے۔ اسکے بعد ناسکا یعنی پران کا مارجن کیا جاتا ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ فضیلت انسانی کا ہونا مقدم ہے اسکے بدون جیسا صفت حیوانی ہے۔ بمعاضہ فضیلت اعضاؤں کے مارجن بالترتیب کیا جاتا ہے۔

مارجن یعنی جل چھڑکنا

۱۔ اماند یہ سپریش کے بعد جل پر کشالین، سر، نیتر، کنکھ، ہر دے

یعنی سینہ ناف - پیر اور سر پر ہوتا ہے - علم طب سے ثابت ہوا
 ہے کہ پت یعنی صفرا یعنی حرارت کے خاص مقامات سر نیز کٹھن
 ہر دے - ناف اور سر میں پرکشائن بالخصوص انہیں عضو پر ہوتا
 ہے - پرکشائن سے وہ حرارت اعتدال پر قائم رہتی ہے جسم دیکھتے
 ہیں کہ ڈاکٹر لوگ اکثر عوارض میں سر پر پانی ڈولواتے ہیں غفلت
 سستی - غنودگی - سردی - دم دماغ - خشکی دماغ - پاگل پن بکواس
 متوحش خواب دیکھنا سر پر پانی چھڑکنے سے دور ہو جاتے ہیں
 آنکھوں کے جملہ امراض کے واسطے جل چھڑکنے سے بہتر کوئی علاج
 نہیں ہے - اسی بنیاد پر عوارض چشم آنکھوں کو پانی میں کھولنا نہایت
 مفید ثابت ہوا ہے - ناف ہمارے جسم میں وہ مقام ہے جس سے
 تمام جسم میں روح حیوانی جاتی ہے - اس حرارت کا اعتدال پر رہنا
 باعث بقاء زندگی ہے - پیروں پر پرکشائن کرنا تھکاوٹ کو
 رفع کرتا ہے - سوال کیا پہلے دھونے سے تھکاوٹ رفع نہیں ہوتی
 ہے - جواب پیر دھونے کے بعد کچھ دور اور بھی چلنا پڑتا ہے اور
 حرکت کرنا یعنی یہ ہے وہ اس پرکشائن سے دور ہوتی ہے - ان جملہ

باتوں سے یہ غرض ہی کہ ہر ایک عضو کی قوت بحال اور قائم رہے۔

پرانایام یعنی حبس دم

(۱) ظاہر بات یہ کہ زندگی کی واسطے ہوا پانی غذا تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ جب تک ہم ہوا پھر پانی اور پھر غذا کی ضرورت ہے۔ اسلئے ہوا کھانا غرض ہی۔ ہمارے ہوا کھانا نیکا یہ طریقہ تھا کہ خراں خراں سہل آدہ میل ٹہلکے گھر میں آ بیٹھے۔ یا کسی سواری میں سوار ہو کر سیر کر آئے۔ صاحبو غور فرما یہ ہوا کھانے کا یہ طریقہ ہرگز نہیں ہے جب ہوا جزو عظم زندگی ہے تو سوا کا استعمال یوں ہونا چاہئے کہ اس سے پانی اور غذا کی بہ نسبت زیادہ تر فائدہ ہو پس ہوا کھانیکا وہ طریقہ ہونا چاہئے کہ ہوا سے غذائیت۔ قوت اور دوا کی تاثیر حاصل ہو بلکہ آبیات کی تاثیر خستہ ہو۔ کوئی نہ ہوا ہی سے حیات ہے۔ جس طرح آپ۔ وودہ۔ دھی۔ گہی۔ آما۔ وال نمک وغیرہ سے کھانا یا قاعدہ بنا کر کھاتے ہیں۔ ایسا تو نہیں کرتے کہ پہلے آما پہلے نمک لیا اور پھر دال چنبالی پھر پانی پی لیا اور پھر گہی اور نمک چاٹ لیا۔ اسی طرح

ہوا بھی باقاعدہ کھانا چاہئے ورنہ کچھ نفع ہوگا۔ باقاعدہ ہوا کھانے
 سے وہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جو نہ تو کسی شربت۔ عرق۔ پانی۔ شکر
 ضیاذہ۔ میمون۔ جوارش وغیرہ سے ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ کسی دوا سے
 ہرگز نہ ہوں۔ کیا کسی طب کی کتاب میں کوئی ہوائی نسخہ کہیں لکھا ہے
 کیا یونانی۔ عبرانی۔ ایرانی۔ عربی۔ مصری۔ یورپین۔ امریکن اور
 انگریزی طب میں یہ نسخہ مندرج ہے۔ کہیں نہیں۔ تو کہاں ہے اور
 کس حکیم اور رشتی نے اسکا استعمال بتایا ہے۔ صاحبو آریہ ورت کی
 مقدس کتبوں میں تفصیل اور مشعر لکھا گیا ہے اور پراچین رشیوں
 نے اور فی زمانہ سری سوامی دیانند سرسوتی جی ہمارے لجن نے ہر انسان
 روزانہ دو وقتہ اسکا کھالینا فرض قرار دیا ہے۔ کہو کہ بغیر اسکے جہانی
 صحت ہرگز نہیں ہو سکتی ہے۔ اور روحانی ترقی اسکے علاوہ ہر اس کا
 نہ کہا مگر خود کشی کرتا ہے۔ اپ گہاتی یعنی خود کش ہوتا ہے جسم کا
 غلاب اور روح کا آتش کرتا ہے۔ یہ بات تحقیقات سے ثابت ہوئی
 ہے کہ ہند کے باشندے دن بدن بہت ہی ضعیف و کمزور اور ناقص
 قوت والے ہوتے ہیں اور اسکے مقول و جومات صغرنی کی شادی وغیرہ

بیان سمجھاتی ہیں لیکن یہ بھی ایک نسبت ہی منقول ثبوت ہے کہ منہ کے
 باشندوں نے پستہ پشت سے رانا یام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ علم طب
 بیان کرتا ہے کہ بالخصوص ہوا یا بات یعنی سودا ہی شہیر کے آدما
 یعنی قیام اور اسکی لپٹی یعنی قوت کا سبب ہے دزیش اور کثرت بھی محض
 اسی بنیاد پر مبنی ہے۔ دم بڑا نے اور سودا کی باقاعدہ ترقی کیواسطی
 دزیشیں کرائی جاتی ہیں۔ بچپن سے ہی پزنا یام کا عادی ہونا بچوں
 کو نہایت ہی تندرست اور قوی ہیکل بناتا ہے تو بے اور اعضا کو بہت
 مناسب ترقی دیتا ہے۔ معدہ نہیں بڑھتا ہے یعنی پیٹ بڑا اور بد نما
 نہیں ہوتا ہے۔ سینہ چوڑا ہوتا ہے۔ اور اوپر کو ابھرتا ہے۔ گردن
 موٹی اور قوی ضرور ہو جاتی ہے خواہ کیسی ہی پتلی کھن نہ ہو۔ ہیکل
 بڑی ہو جاتی ہے۔ خنسا رہے بیٹھے نہیں پڑتے ہیں۔ چہرہ بھرا ہوتا ہے۔
 (۲) دوران و صفائی خون۔ اول یہ بات جاننا چاہئے کہ دیدہ طبا
 حکماء و اکثر اور فلاسفرس اس بات پر متفق لائے ہیں کہ خون ہی
 زندگی کا ذریعہ ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ روح خون
 ہی میں رہتی ہے بلکہ جنہوں نے اپنی تحقیقات سے یہ بھی لکھا ہے کہ خون

ہی روج ہے جتنا خون خارج ہوتا ہی اتنی ہی روح خارج ہوجاتی
 ہے۔ اچھل انسان کی زندگی کا دار خون ہی پر ہے۔ پس خون کا صاف
 خالص اور لطیف رہنا نہایت ضروریات سے ثابت ہوتا ہے۔ وضع ہو کہ
 انسان کے جسم میں سات سو رگ ہیں جنہیں ہو کر عروق اور خون بہا
 کرتا ہے۔ یہ رگیں مثل نالیوں کے ہیں۔ آپ صاحبوں نے بار بار کہا
 ہوگا کہ جن نالیوں میں متواتر پانی بہا کرتا ہو انہیں کائی اور کچڑ ضرور
 پیدا ہو جاتی ہے حالانکہ کیسا ہی صاف پانی کٹوں نہ بہتا ہو۔ لیکن
 جب نالیوں میں پانی خوب زور سے بہتا ہو تو وہ کچڑ کائی اور میل
 ضرور ملجاتا ہے۔ جسم کی نالیوں میں ایک سکند کے لئے بھی عروق اور
 خون کا بہنا بند نہیں ہوتا ہے۔ پھر انہیں میل کو نہ مکر نہ جم جائیگا ضرور
 جھیکا۔ یہ نہ سمجھنا کہ انکی صفائی بھی مثل ہمدادی بازار کی نالیوں
 کے ہو جائیگی کہ مشک سے پانی ڈالا جاوے اور میل دھو کر نکلتا جاوے گا
 ہرگز نہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جن رگوں میں ہو کر خون بہا
 کرتا ہے اکثر انہیں سے اتنی باریک میں کہ انہیں پانی کی بہا پ نہایت
 وقت سے گزر سکتی ہے۔ اس لئے کسی نہایت لطیف سے کی ان کی

صفائی کی واسطے ضرورت ہوگی۔ ہوا ایک سیال بنائیت لطیف جسم
 ہے وہ ان رگوں میں بہت آسانی سے آسکتا ہے جا سکتا ہے۔ پرانا یا
 کرنے میں جو ہوا ہم زور سے باہر سے اندر پہنچتی ہے وہ جسم کی تمام
 رگوں میں ایک ساتھ زور سے جا کر بھرتی ہے باہر سے اندر
 جانے میں ہوا اس میل کو جو رگوں میں چپٹ گیا ہے چھوڑاتی جاتی
 ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہوا دو اجزا سے مرکب ہے کچھ
 اور نائٹروجن۔ ہوا میں آکسیجن مفیدی آکسیجن اور نائٹروجن نامی
 حصہ رہتا ہے۔ آکسیجن کی خاصیت گرم اور نائٹروجن کی خاصیت سرد
 ہے۔ پس ہوا کا مزاج بھی یل لبردی ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ
 سردی سے میل نہیں چھوٹ سکتا ہے۔ گرم پانی سے ہاتھ پیڑ خوب
 صاف ہوتے ہیں۔ حمام میں نہانے سے جسم بہت صاف ہوتا ہے
 اسی دہات کا میل بھی تپانے سے دور ہو جاتا ہے۔ اس کا جواب
 یہ ہے کہ پرانا یا م کرنے میں جتنی ہوا کو ہم اندر بیجاتے ہیں وہ
 آٹھ یا نو یا زیادہ کنڈ تک جیسی مشق ہو اندر رکھی رہتی ہے
 اسکو حرارت غریبی لینے چھڑا گن آنا گرم کر دیتی ہے کہ وہ ہوا

خوب پھیل جاتی ہے۔ اور رگوں کو پھلکا کر گرم کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ
 اس گرمی سے گھبرا نے لگتے ہیں کہ سانس روکنا دشوار ہو جاتا ہے
 اس حالت میں رگوں کے اندر کامیل خوب صاف ہوتا ہے اور پھر
 بل پور دک یعنی زور سے اس اندر کی ہوا کو باہر پھینکتے ہیں اور اس قدر
 باہر کی ہوا کو اندر نہیں جانے دیتے اس عمل سے جو میل کہ ہوا
 چھوٹا یا تھا یا ہر شکل جاتا ہے اور جو خاص کیسجن خون میں مل کر بگیا
 د کو تکہ کیسجن خون میں ملتا ہے۔ نائٹروجن نہیں ملتا وہ بہت
 طرح سے جذب بدن ہوتا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس حالت میں جسم
 نہایت گرم ہونے لگتا ہے گرمی سے دل گھبراتا ہے۔ جلد ہی سے
 کو پھیرنا چاہتا ہے۔ جسم ساموں سے حرارت فوراً نکلتا شروع
 ہو جاتی ہے ساموں کا منہ کھول دیتی ہے۔ تلوا سے لیکر چوٹی تک
 گرمی سے پر معلوم ہوتا ہے۔ کیا ہی سخت اور شدید جھڑپا کٹوں
 بلکہ برف کٹوں نہ گرنا ہو دو چار ہی سکند کی مشق ہو جانے
 جسم کو پسینہ آ جاتا ہے۔ پتلا بہت باریک کرتا تک امار دینے کی ضرورت
 معلوم ہوتی ہے۔ آپ اسی پسینا لانے کے واسطے گھر چلائے

دھڑکتے ہیں۔ پھری گد گا۔ پا۔ بانا۔ بانک۔ بچو اپنی کتے ہیں
 کرکٹ۔ فٹ بال۔ لان ٹینس۔ ٹگ آف وار میں دور دھوپ اور
 زور کرتے ہیں۔ اور ان سب میں کسی نہ کسی چوٹ کے لگ جانے کا
 احتمال رہتا ہے پرانا یام کرینولا جملہ خطرات سے محفوظ رہتا ہے۔ اگر
 سوا یہ سامان بصری زکثیر تیا ہو سکتے ہیں۔ ذمہ دہر آدمی یہ
 اسباب فراہم کر سکتے ہیں عام لوگ نہیں کر سکتے۔ پرانا یام میں اول تو
 ایک جہ خچ نہیں پڑتا دوسرے وقت جو دولت عظمیٰ ہے بہت
 بچ جانے اور فوائد انہم افضل حاصل ہوتے ہیں۔ ا۔ دے۔ اے
 کس وناکس امیر غریب جہاں چاہیں یہ ورزش کر کے حفظ و فراہم کر
 ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ پرانا یام بھی ایک الباعمل ہے کہ جس سے خون
 صاف لطیف اور خالص رہ سکتا ہے۔ خون کی صفائی کے لئے
 مسجیل وغیرہ نینو کی تکلیفوں اور دقیقوں سے بری رہ سکتے ہیں خون
 صاف لطیف اور خالص بننے سے خارش۔ سوجن۔ سُرخی۔ داہ
 پاک۔ درد نہیں ہوتا ہے۔ سرور۔ اندھ پن۔ ا۔ ہنٹھ۔ دہا تو چھے
 ہکشیپ۔ پکشا گات یعنی نقوہ ۱۲ کلنگ۔ ترشنا۔ بھکی۔ سانس

کھانسی - پانڈوروگ آد پیدا نہیں ہوتے ہیں -

سہا - حرارت غریزی یعنی جھڑاگن کی ترقی - ظاہر بات ہے کہ ہوا سے آگ سنگتی ہے یکجہن آگ کو روشن کر دیتا ہے - سانس کے ساتھ ایکجہن خلن اور ہڈیوں میں لمباتا ہے - وہی آجہن جھڑاگن جبکہ حرارت غریزی کہتی ہیں یعنی معدہ کی گرمی کو دہکا کر پرچند اور تیز کر دیتا ہے - معدہ کی حرارت کو آسا قوی بنا دیتا ہے کہ پرانا یام کر نیوالوں کو کبھی بدبضی نہیں ہوتی - ساگ پات کہائیں یا سخت سے سخت کھانا چبائیں فوراً تحلیل ہو کر مضہم ہو جاتا ہے - ہاضمہ کی اصلاح کے لئے اُن کو سوڈا واسٹر - لیونیڈ - زنجبیرین - چورن پٹنی - پڑیا - گولی - برانڈی پینے کی کبھی بھی ضرورت نہیں پڑتی اگر آپکو بدبضی ہو یا آپکو ہاضمہ کی اصلاح منظور ہو یا ہوک کی شکایت ہو یا کھانا دیر سے تحلیل ہوتا ہو تو آج ہی آپ پرانا یام کر کے آزمائے کس قدر نفع ہوتا ہے اگر آپکو بہت دنوں سے بدبضی رہتی ہو تو کم از کم ایکس روز باقاعدہ پرانا یام کرنے سے ضرور ہی بلاشک و شبہ نفع ہو جائیگی اور بھوک کو نہایت ترقی ہوگی - اس میں ذرا بھی شک

نہیں ہے۔ پرانا بام میں یہ ایک اور عجیب قوت ہی سبب بنتے ہیں کہ مرض بواسیر اکثر علاج ہوتا ہے۔ باقاعدہ پرانا بام کرنے سے یہ روگ اس طرح دور ہو جاتا ہے جیسے آفتاب کے روبرو کھڑا تھ کرنگھن کو آبی کیا ہے۔

۵۔ تنفس یعنی سانس لینا۔ پرانا بام سے پھیپھڑے بڑھ جاتا ہے اور مضبوط ہو جاتا ہے گویا کہ مرض سانس کی بُنیاد قطعی دور ہو جاتی ہے۔ سانس یعنی نفس کی رفتار بطبی اور بہت آہستہ ہو جاتی ہے۔ اور سانس روگ کی جڑ اکڑ جاتی ہے۔ کہانسہ دور ہو جاتی ہے۔ بلغم ناقص جل جاتا ہے جلدی دم نہیں پھولتا ہے۔ بل بہت بڑھتا ہے اور بل پڑھنے کا ظاہر یہہ ثبوت ہے کہ دم نہیں پھولتا ہے اور جب تک دم نہیں پھولتا ہے تب تک تھکاوٹ کم ہوتی ہے اور جسکو تھکاوٹ جلدی نہ ہو وہی بلوغت ہوتا ہے۔ پس پرانا بام سے بی بہت بڑھتا ہے۔

۶۔ ایک صورت میں دل میں پارہ یا جل کی صفت ہے۔ یعنی کبھی ایک حالت پر قائم نہیں رہتا ہر دم متحرک رہتا ہے۔ اضطراب اسکی صفت حادث ہے۔ اسلئے دہلی بقیارسی کو سیلاب کے اضطراب کے تشبیہ

ویا کرتے ہیں۔ جل یا پارہ کو جب تک ہوا لگتی رہتی ہے وہ برابر تھوڑک
 رہتے ہیں جب ہوا رک جاتی ہے انکا ہلنا بند ہو جاتا ہے جھینہ جب
 پڑنا یا م سے ہوا کی آمد رفت باہر اندر سے روک دی جاتی ہے دل میں
 سکون اور قیام پیدا ہونے لگتا ہے۔ دلکی حالت اضطراب و انتشار
 دور ہو جاتی ہے۔ جس سے غور خوض و تامل کرنے اور سوچنے کی
 قوت بہت ہی بڑھ جاتی ہے۔ حافظہ اسقدر درست ہو جاتا ہے
 کہ جس قدر ہزاروں ارویہ کے استعمال سے ناممکن ہی صرف اوایل
 عمر یا شروع جوانی ہی میں نہیں بلکہ بڑے بڑے میں بھی حافظہ کی یہی
 صورت بنی رہتی ہے۔

۷۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ جنسی دیر تک پرانا یا م کیا جاوے اتنی ہی
 دیر تک ہوا بھی غذا کا فائدہ دیتی ہے یعنی اتنی دیر تک ہو کہ سہارا
 لگتی ہے۔ اگر آپ تجربہ کرنا چاہیں تو ہو کہ کی حالت میں پرانا یا م
 کرنا دیکھ سکتے ہیں۔

۸۔ علم طب و وضع ہوا ہے کہ جسم انسان میں خاص خلط یا تہیت
 کف۔ تہیں ہیں جن سے بات یغویوں خود متحرک ہو کر باقی وہ کو بھی حرکت
 دیتے ہیں۔

دیا کرتا ہے بابت کو پتے کم دیش اسی پر کار کے امراض پیدا ہوتے ہیں
 جیسے انت بردھی - ہچکی - سانس بکھٹھسو اوپر کے روگ - گلم - اتیسار
 بند لگن سب شیر میں سماں ہنے والے روگ موتراشی اور گودا کے روگ
 توت امانہ کی نا بھ شول - اناہ - ترک شول - اندری شم اش وغیرہ کم دیش
 درو لپی - ^{در زمان} نا بھ شول - ترک شول - اندری شم اش وغیرہ کم دیش
 اتی اقسام کے امراض پیدا ہوتے ہیں - پرانا یام سے ان سب روگ جاتی
 ہے -

۵۔ یہ بھی واضح ہو کہ کسٹری یعنی علم کیمیا یعنی رسائن دوا میں حرارت
 جزد اعظم ہے - بالخصوص مرکبات کے اجزا کو جدا جدا کرنا حرارت کی
 خاصیت ہے بیل کو صاف کرنا - حرارت کی تاثیر ہے - دانتوں کے
 جگر کے میں تپانے سے چوٹ جاتے ہیں - اگر کوئی رنگ کسی دما ت
 وغیرہ کے جگر میں جذب ہو جادو چمپٹس اسکو حرارت سے جدا کر دیتے
 ہیں - یوں ہی پرانا یام کی حرارت سے دلی کدورت ^{تیار} ددر ہو جاتی ہے
 من میں شدھی اور صفائی پیدا ہوتی ہے - اور ہرے میں ایک
 پرکار کا پرکاشش یعنی نور پیدا ہو جاتا ہے - پرانا یام سے آئینہ نیکو جدا
 ہوتی ہے - جو اور کسی طرح پرکاشش ہے -

۱۔ وضع ہو کہ حکماء نے اتنے دایو یا سودا کو جو انسان کے جسم میں
 رہتا ہے پران - اوان - سان - دیان - اور ارپان پانچ حصوں میں
 تقسیم کیا ہے۔ شری رشی ارج دھنوترا اول حکیم شاسح ایور دیجن کے
 اُپدیش سے تمام سطح زمین پر طب کا ظہور ہوا ہی۔ اپنے مذان سہان
 کے پہلے اوہیاری میں بیان فرماتے ہیں کہ میریہ دوش اور پریمیہ روگ
 دایو یعنی بات یعنی سودا یعنی دیان اور اپان کے کوپ سے پیدا ہوتے
 ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ پریمیہ روگ بنس اقام کا ہی نہیں
 سوا اقام جو صفرا اور بغم سے پیدا ہوتے ہیں قابل علاج ہیں۔ مگر چار
 اقام جو بات یعنی سودا سے اُتپن ہوتے ہیں اسادیہ اور لا علاج
 ہیں پرانیام سے دیان اور اپان دایو کا کوپ نہیں ہوتا ہی۔ سلیز
 پریمیہ وغیرہ کی روگ سنجوبی ہوتی ہی اگر میریہ میں کچھ دوش پیدا ہو گیا
 ہو تو پرانیام سے خون صاف ہو کر کچھ دنوں کے بعد دیرضیاف
 اور زردوش پیدا ہونے لگتا ہے۔ بہتر یہ بھی واضح ہو کہ صاف اور
 شدہ زیریہ بھی وہی ہوتا ہی جس میں دایو یعنی پن کے صفات ہوں۔
 دایو یعنی ہوا میں رنگ و بقیہ اور بو نہیں ہوتی ہے۔ اس طرح جس دیر

کا کوئی رنگ صاف اور سفید کپڑے پر نمایاں نہ ہو اور نہ انہیں کسی
قسم کا ذائقہ اور بھوہ دیر صاف اور شدہ سمجھنا چاہئے۔ پس
صاف ظاہر ہے کہ دیر اور دالو سے ایک خاص قطرے۔ اسوجہ
سے پرانیام سے دیر یہ قائم شدہ اور درڑھ ہو جاتا ہے اور جتنا اور جیان
روگ دور ہو نا ہی بسا د کوئی صاحب عمل پرانیام کرنے پر بھی شاید

امراض دیر یہ میں مبتلا رہیں تو سمجھنا چاہئے کہ ہمارے بیویاں میں
بے اعتدالی ضرور کرتے ہونگے ورنہ پرانیام کی تاثیر بڑا نہیں جاتی
بعض صاحبوں کا اور خاصکہ ان لوگوں کا جو سنکرت فلاسفی سے نادان
ہیں یہ خیال اسوقت ضرور ہوگا بلکہ وہ اعتراض جائینگے کہ اس میں
آکیجن اور نائیٹرجن کا بیان ہی انکے موجد اور محقق تو یوروپین
ہی ہیں۔ انڈین بیچارے کہاں سے ہوئے۔ ذرا غور کرنے کی بات
ہے کہ جس سنکرت یتک میں ذرا بھی پراکتیک برہمن ہوا ہے انہیں
صاف یوں بیان ہوا ہے کہ سوکشم بہوت پرانیاموں سے پرتم بہت
تو۔ اتین ہوتا ہے بہت تو سے انہکار اور انہکار سے اکاش پیدا
ہوتا ہے۔ بہت تو اور انہکار اور اکاش سے پون پیدا ہوتا ہے

پرانایام سے عجیب و غریب فائدہ

اگر کوئی شخص سچا برہمچاری - باوان - پہلوان وغیرہ بننا چاہتا ہو تو ان خوبیوں کے حاصل کرنے کا سچا ذریعہ پرانایام ہی ہے۔ ہوش اگر لنگ اندری میں حرارت سے جوش پیدا ہوتا ہوا معلوم ہو وہ تو اسی وقت پرانایام کی تیار کرنا شروع کرے (یعنی پران کو باہر نکالنا) رک جاتا ہے اور بار بار ایسا عمل کرنے سے پھر بلا ارادہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔

بعض سادہ ہونوں سے ہم نے پوچھا کہ تم چرس وغیرہ کھو پیار کرتے ہو۔ کہا کہ ہم سادہ و سنیاسی ہیں۔ اگر یہ چرس وغیرہ نہ پیو تو لنگوٹی کے پتے نہیں رہ سکتے۔ لیکن اگر وہ خیال کرتے اور انہوں نے کسی اچھے وید کی ہستی لی ہوتی تو انکو صاف ظاہر ہو جاتا کہ سب سے زیادہ دیر یہ دھان کرنے میں چھپے ہوتا ہے۔ اسی واسطے برہمچریہ سادھن میں سوادھار کرنا ضروری ہے۔ یعنی دیر یہ رکنا کے واسطے غور و فکر سے نت پڑھنا پڑنا بھی ایک ضروری ذریعہ ہے۔

अथ मर्षणा
 یہہ جاننا ضرور ہے کہ کیا سبب ہے جس سے اکثر لوگ ناستک مبنی خدا
 کی ہستی سے منکر۔ دہریہ۔ شونہ دادی۔ کن دادی۔ مبنی سہستی
 یعنی اہواو سے بہا و ماننے والے وغیرہ دنگے ہیں۔
 اسکا سبب صرف یہہ دریافت ہوتا ہے کہ سرشتی مبنی خلقت کی مبنی
 استھتی اور پرے کے قانون اور نیٹوں کو ٹیک ٹیک نہ جانے
 اور سمجھنے سے یہہ بہت بڑی بڑی غلطیاں ہوئی ہیں۔ انسانی عقل او
 خیال سرشتی کرم کا دارپا رہا ہی نہیں سکتا۔ گو کتنی ہی علمیت اور قدرت
 اسکی کیوں نہ بڑھ جائے۔ اس درشتات سے اسکی تصدیق ہوتی ہے
 کہ بڑی بڑی سلطنتوں کے تمام اصول اور رموز کیا کوئی عام شخص جان
 سکتا اور اپنی جدوجہد سے تحقیق کر سکتا ہے۔ حالانکہ سلطنت کے
 منتظم قریباً انہیں اوصاف سے موصوف ہیں۔ جن سے وہ عام شخص
 بھی ہے۔ تیسرے بھی کما حقہ آگاہی ہونا ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح جب
 قدرت کے مقابلہ میں انسانی ہستی ذرہ کے برابر بھی نہیں ہے تو کب
 ممکن ہے۔ اسی طرح جب قدرت کے مقابلہ میں انسانی ہستی ذرہ کے برابر

بھی نہیں ہے تو کب ممکن ہے کہ قدرت کے ادنیٰ مسئلہ اور قدیم نیم
 بجاظ جملہ خواص کے ایسی سمجھ بوجھ اور دہم دگمان میں آسکیں۔
 ہرگز نہیں آسکتے۔ اس واسطے جب تک سچا اہام رہنہ ہو۔ تب تک
 حقیقت دریافت نہیں ہو سکتی۔ اسوجہ سے سچے اہام کی مدد نہ ملنے
 سے لوگوں نے بہت بڑی بڑی فاش غلطیاں کیں اور گمراہی کے
 اتھاہ سمند میں غوطے کھا کر خود ڈوب گئے اور اُنکے ہمراہی بھی
 اسی گرداب میں پسینہ چکر کھا کر بیٹھ گئے۔

آدمی کو ناستکتا سے بچانے کی خاص تدبیر یہ ہے کہ سرشتی کی
 اُپیتی۔ اُپیتی اور پرے کے نیم سمجھائے جائیں۔ یہی وہ سچا
 آتشک خدا پرست بن سکتا ہے۔ اس واسطے سندھیا میں سرشتی کا بیج
 ماتر بیان کرنا لازمی ہوا۔

ناستکتا یعنی ایشور کا نہ ماننا دہم کے گناہوں کا خاص باعث ہوتا ہے۔
 اول تو خفیہ گناہ۔ دوسرے پورا قابو پا کر جبر اور ظلم کرنا۔ پہلے وہ ناستکتا

✽ قتلی دہم پر بہت جلد ایک سڑک لکھنے والے ہیں ۵

کے نتیجے ہیں۔

پہلے تو خفیہ گناہ کی نیت ہی انسان کو بہت بُرا نقصان پہنچاتی ہے۔ جیسا کہ میں منسا پر کرما میں بیان کر چکا ہوں۔ دوسرے اگر گناہ کا انشا ہو جاتا ہے تو ناگفتنی بہ ذلت اور خواری ہو کر جہانی صحت میں اور قوائے کو کتنا بُرا نقصان پہنچتا ہے۔ اس کی سینکڑوں مثالیں روزمرہ ظہور میں آتی ہیں۔ دوسرے اگر ایسور نہ مانا جاوے تو ذی اختیار لوگ خلقِ اللہ کو قتل و غارت کر کے نرمی کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہوئے جو چاہیں کیا کریں جیسا کہ ہلاکو خاں۔ چنگیز خاں۔ محمد تغلق وغیرہ نے کیا ہے۔ اور ان افعال سے خدا کے بنائے ہوئے ہتھیار اجسام کو کتنا بُرا نقصان پہنچتا ہے۔ جس کا بیان میں آنا ناممکن ہے۔

ایسا طوطی سندھیا میں ہمایوں سے بچانے کے لئے آگے مرخص میں سریشی کے مختصر نیم بیان کئے گئے ہیں اور انکا سینٹا ایسور بتلایا گیا ہے۔

منہا پر کرنا کا پھل

من ایک سوکشم یعنی لطیف قوت ہے۔ جیو آتما اس قوت کو اندریوں کے ساتھ سبکت کر کے اندریوں سے کام کرتا ہے۔ من چونکہ ات سوکشم اور ات بگ وان یعنی بہت ہی تیز حرکت کرنا والا ہے اس لئے اسکی حرکت میں تمیز کرنا بہت دشوار ہے۔ چنانچہ جب سب اندریوں سے یکت ہو کر من کام کرتا ہے تب یہ پرشیت ہوتا ہے کہ سب اندریاں ایک ساتھ کام کرتی ہیں حالانکہ من ابک کے پیچھے دوسری کو متحرک کرتا ہے تاہم اسکی تیزی کیوجہ سے حرکت میں فرق سمجھنا بہت دشوار ہوتا ہے۔

چونکہ کوئی اندری من کے بدن کچھ کام نہیں کر سکتی۔ اس من اندریوں کا راجہ کہلاتا ہے۔ اس لئے من کو سوار تھی اور اندریوں کو گھوڑوں سے تشبیہ دیا کرتے ہیں۔ برق کی طرح من سوکشم اور سوار حرکت ہے اس لئے کسی ساکار پار ہتہ پر اسکا ٹھہرنا غیر ممکن ہے سوچو تو کہ من یعنی خیال ہمارے جسموں ہی میں ہے لیکن ہم کو بالکل

معلوم ہوتا کہ وہ کیا ہے اس کا رنگ روپ آکار وغیرہ کیا ہے
 من کے سوکشم ہونے کی وجہ سے اس کا علم بہت کم ہوتا ہے۔ دیکھئے
 جب ہم کسی کمرہ میں ہوں تو من میں اسکے اندرونی سامان کو دیکھ کر
 یہ آرزو پیدا ہوتی ہے کہ اس سامان کے سوار اور کیا ہے۔ اب
 فرض کرو کہ اس کمرہ کو دیکھ کر کمرہ کا احاطہ دیکھا گیا۔ پھر بھی من
 میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اسکے باہر کیا ہے۔ اب احاطہ کے
 بعد فرض کجیو باغیچہ نظر آیا۔ پھر بھی باغیچہ سے آگے جانے کی
 آرزو پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح پر جب تک ساکار پدارتھ من کے سامنے
 آتے جاتے ہیں۔ من ایک ایک کو درجہ بدرجہ چھوڑتا ہوا آگے کو دھڑکا
 چلا جاتا ہے۔ لیکن جہاں ساکار تاختم ہو جاتی ہے۔ من بھی وہیں ٹھہر جاتا
 ہے۔ ایسا تجربہ یوں ہو سکتا ہے۔ جب کسی بات پر منن کرنے یعنی غور کرنے
 کی ضرورت ہو تو جتنی تنہائی زیادہ ہوگی اتنا ہی منن یعنی غور عمدہ ہو سکیگا
 اربہات جتنی ہی ساکار پدارتھ کم پاس ہونگے اتنا ہی منن عمدہ کام
 کرے گا۔ اس سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ ساکار پدارتھوں پر دھڑکا من کا
 سہاؤ ہے۔

دوسرے یوں بھی یقین ہو سکتا ہے کہ جب منشیہ کوئی بات سوچنے لگتا ہے تب اکثر زمین کی طرف سے نگاہ ہٹا کر آکاش کی طرف کو دیکھنے لگتا ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ من کے کام کرنے کے واسطے ساکارنا کم ہو جاوے یعنی اشیاء مجسم اسکے سامنے سے دور ہو جاوے اس بناء پر مورتی پوجا بھی من کے پیام کا ذریعہ نہیں ہو۔

پس ثابت ہوا کہ ہمارے شریروں میں من بھی ایک درو یعنی خیریت اب چونکہ روگ تین پرکار کے ہوتے ہیں۔ کایک۔ مانک اور آتمک یعنی جسمانی۔ دلی۔ اور روحانی۔ حق کہ جسمانی مرض بخار پھوڑا پھنسی وغیرہ روحانی مرض جہل یعنی اگیان ہے۔ (دلی مرضوں کا بیان آگے ہو گا)

جسمانی بیماریوں کی بنسبت دلی بیماریاں اور دلی بیماریوں کی بنسبت روحانی بیماریاں زیادہ تر لا علاج اور کشتِ سادہ یہ یعنی مشکل سے اچھی ہو نہ پاتی ہوتی ہیں۔ قریباً سبھی لوگ روحانی بیماریوں میں سب میں سے کچھ کے سوا باقی سب دلی بیماریوں میں مبتلا پائے جاتے ہیں۔ لیکن جہاں کے لوگ کادار دہار و چار اور دہار

کے انوسار متلہر دماغ کے کم لوگ جسمانی بیماریوں میں گرفتار
ہوتے ہیں۔

جسمانی بیماریوں اور انکے علاج سے ہم میں بہت سے واقف ہیں
انکے علاج کے واسطے مختلف سامان مثل شفا خاںجات اور شہ مالہ
ڈاکٹر اور وید اور دوربینان موجود ہیں۔ لیکن انوس ہے کہ انسان
کے گردہ کے گردہ دلی بیماریوں میں مبتلا ہیں اور دن بدن یہ
بیماریاں بڑھ رہی ہیں مگر انکے علاج کی کچھ بھی فکر نہیں کی جاتی۔
ظاہرات ہر کہ دل جب اعتدالی کی حالت میں ہوتا ہے تو خون کا دورہ
ٹھیک ہوتا رہتا ہے۔ مگر جب دل میں کسی قسم کی فکر۔ خوف۔ شرم۔
غصہ وغیرہ پیدا ہوتی ہے۔ تو خون کے دورہ میں کچھ روکاؤٹ
شروع ہوتی تو صاف خون کا بنا بنا ہو جاتا ہے۔ یہ ظاہرات
ہے کہ عورت وغیرہ سے جسم کمزور اور دبلا ہو جایا کرتا ہے۔ اکثر موت
بھی ہو جایا کرتی ہے۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ کسی بہت پیاری
چیز کے ناش ہو جانے پر اکثر لوگوں کو جیت بھرم ہو کر بچنا۔ پاگل
وغیرہ ہو کر موت بھی ہو جاتی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں۔ دلی بیماریوں سے ضروری ہو کہ پیاس میں کمی
 ہاضمہ میں فرق۔ خون کی معمولی گردش میں فرق۔ جس سے خون میں
 صفائی کا نہ رہنا۔ دل کا دھڑکنا۔ ضعف جگر۔ ضعف قلب۔ جسمانی کمزوری
 چہرہ پر زردی۔ چینٹا۔ جریان۔ پر پیہ۔ دیر یہ ناش۔ ضعف
 بڑھاپے کا جلد آنا۔ حتیٰ کہ آنا فنا موت کا بھی ہو جانا۔ پیدا
 ہو رہی ہیں۔

جب ان مذکورہ بالا روگوں کو لوگ محسوس کرتے ہیں تو انکا اچھا
 ارہات علاج بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ اکثر من کی خرابی
 سے پیدا ہوتے ہیں اور ان کو جسمانی سمجھ کر علاج کیا جاتا ہے
 اس لئے صحت ملک کم ہوتی ہے بلکہ صحت ہونی ہی نہیں ہے۔

خیر ان مذکورہ بالا من کے روگوں کو لوگ معلوم تو کرتے ہیں۔ مگر
 انکے سوا من کے ہوتے روگ ایسے ہیں کہ لوگوں کو بھی تمیز نہیں
 ہوتی کہ درحقیقت ہم کو کوئی مرض لگ گیا ہے۔ یعنی ہم بیمار ہیں۔ بلکہ
 معمولی حالت سمجھ کر دن بدن بیمار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ دنیا کے
 سارے لطف اور پر لوک کے سکھ ہاتھ سے کھو رہے ہیں من کے

پونیدہ مرض یہ ہیں جن کو لوگ نہیں پہچانتے ہیں: فکر - غصہ -
 غم - بغض - کینہ - حرص - عداوت - عناد - خوف - ایرشا
 دیش - نندا - دہشتا - غرور - چنچلتا - لوبھہ - کامبھی شہوت
 خود غرضی اور دہم وغیرہ ہیں۔

تجربہ سے بات ہے کہ یہی روگ تمام دنیا کے جگرٹ بکھیرے - فساد
 اور تنازعوں کا سبب ہیں۔ اور پر لوگ کے سدبار میں مانج ہیں۔
 جیسے کہ مریض کے پاس رہنے والے کو بھی چین اور آرام نصیب
 نہیں ہوتا۔ اسی طرح جن اشخاص کو یہ مرض ہو جاتے ہیں ان کے
 دوسروں کو سواۓ تکلیف کے راحت کبھی حاصل نہیں ہوتی۔

اس کے سوا یہ امراض متعدی ہیں۔ یعنی اوڑنی بیماریاں ہیں
 جو شخص ان امراض میں گرفتار ہوتا ہے یہی نہیں ہوتا کہ صرف وہی
 ان کے نقصانات اٹھا دے۔ بلکہ ایسے متعلق لوگ بھی انہیں مرضوں
 میں پھنسا جاتے ہیں۔ مثلاً اگر وہی آدمی دوسروں میں بھی کرودہ پیدا
 کرنے کا باعث ہوا کرتا ہے۔

بتلائی ان مرضوں کے دور کرنے کے واسطے آج کل کوئی علاج کیا جاتا ہے

شاید کوئی نہیں۔ پھر یہ امراض کسی دور ہو سکتے ہیں۔
 چونکہ خاص اطراف چہرہ ہی میں۔ اسلئے من کی رفتار بھی چہرہ ہی میں
 کو ہو سکتی ہے۔ اس واسطے منسا پر کرا میں چہرہ منسروں کے ارتقہ و جاریہ
 ہوئے من کو نانا پرکار کے ردگوں سے بچانا خاص مقصود ہے۔ یعنی پرنسپل
 کو سد و پاک اور محیطا کل جانتے ہوئے من میں بھی کسی پرکار کا دوکار اپن
 نہ ہونے دیں۔ اس لئے سندھیا میں منسا پرکار بہت ضروری کام ہے۔

اسپٹھان - उपस्थान

آدمی کی دلی آرزو ہمیشہ یہ رہا کرتی ہے کہ راحت باسور حاصل
 ہو۔ جب جیو آتما کسی ایک ایسی حالت میں پہنچتا ہو جہیں اسکو پہنچنا
 یقین ہو جاتا ہو۔ کہ جسکی مجہ کو آرزو تھی اسکے قریب میں آہو پنا ہوں
 اسوقت جیو آتما کی جو آئندے دشا یعنی سہرا نگیز حالت ہوتی ہے
 اسکی بیان میں آنا ناممکن ہے۔ یعنی اعلیٰ مقصد بہت تکلیفوں اور
 مصیبتوں کے اُبھانے کے بعد حاصل ہوا ہو۔ اسوقت جیو آتما کی سب
 وشے باسا یعنی لذات نفسانی شانت ہو جاتی ہیں۔ اور وشے باسا

ہی مڑکھ کا خاص سبب ہیں۔ یعنی بانسوں کا پرواہ رکھا جاتا ہے۔ اس وقت
من استھرا اور اندریاں اچل ہو جاتی ہیں۔ چونکہ جو آتما شرکارا جا
جب راجا کو آندھ ہوتا ہے تو پر جا خود ہی پرشن اور ہرشت ہو جایا
رتی ہے۔ اور شیر میں آندھ کا رضا ہی ٹروگتا کا خاص سبب ہے۔

پتھان کا فائدہ اس مثال سے اچھی طرح سے سمجھ میں آئیگا۔ جیسے
ہی نہایت دین دروہی کو کسی شاہنشاہ کے دربار میں ایک صف
لئے جانا نصیب ہو اور وہاں شاہنشاہ بڑی مہربانی سے اس سے
بس آئے تو اسکو کتنا بڑا آندھ حاصل ہوگا۔ اس رسائی کا نتیجہ او
ہوتا ہے کہ متعلقین اور دیگر لوگ بھی اسکے ساتھ مہربانی سے
ہیں آتے اور اسکی عزت اور آبرو کرتے ہیں۔

نئی من اور اندریاں اسکے بس میں ہو جاتی ہیں جواب تک کہ دیگ
یہ اب سکھ سا دیگ بنتی ہیں۔ اندریوں کے بس میں ہو جانے سے
ریاں نردگیہ رہا کرتی ہیں۔ کونکہ انکی اعتدال کی حالت ہمیشہ
کرتی ہے۔ جو خاص صحت کا ذریعہ ہے۔

تتو۔ انہکار اور اکاش اور پون سے اگن پیدا ہوتی ہے میت

ابھار۔ اکاش۔ پلون اور اگن سے جل بنا ہے۔ مہت تو۔ ابھار
 اکاش۔ پھن۔ اگن اور جل سے پر تھوی بنتی ہے۔ خیال فرمائے
 کہ آریہ ورت کے فلاسفوں اور واقفان کیمسٹری کے ذمہ یلان
 لگایا جاتا ہے کہ وہ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش کو عنصر یعنی مفرد
 جانتے تھے۔ یورپین فلاسفوں نے انکو مرکب ثابت کیا ہے
 جائے تعجب ہے کہ یورپین فلاسفرین کو اب تک مہت تو۔ ابھار
 اور اکاش کا پتہ نہیں لگا ہے۔

دیدک فلاسفرین نے آکاش کی صفت شبید یعنی آواز۔ ہوا کی آواز
 اور لمس۔ آگ کی آواز لمس اور روپ۔ جل کی آواز۔ لمس۔ روپ
 اور رس۔ اور پرتھوی کی آواز۔ لمس۔ روپ۔ رس اور گندہ
 بہ پایہ ثبوت پہونچائی تھی۔ اکاش کی صفت شبید جدید فلاسفرین
 کو آج تک ثابت نہ ہوئی۔

گائیٹری منتر کا جاپ

۱۔ عظیم طبعے ثابت ہے کہ دماغ منجمد اعضا در رئیس ہے۔ حفظ صحت

کے دماغ کا صحیح وسالم رہنا واجب بلکہ مقدم ہے۔ ڈاکٹر ذکی رائے ہی
 کہ جو عضو جس کام کے لئے مخصوص ہے۔ اگر اُس سے وہ کام نہ لیا جائے
 تو وہ ناکارہ اور نہایت کمزور ہو جاتا ہے جیسا کہ اُردہ ہاموں کے
 ہاتھوں کو دیکھ کر یقین کر سکتے ہیں۔ دماغ کا مخصوص کام غور کرنا پڑنا
 اور حفظ کرنا ہے۔ پس دماغ سے اگر یہ کام روزانہ نہ کیا جاوے تو وہ
 بھی کمزور ہوتا جائیگا۔ حتیٰ کہ اُس کے غور اور حفظ کی قوت بالکل زایل
 ہو جائیگی۔ دماغی قوت کے زایل ہونے سے عوارض نیاں۔ بہو کام
 میں عجلت کرنا۔ کسی دقیق بات و نکتہ کو نہ سمجھنا۔ دلکانہ لگنا۔ ریاضی کے
 باریک ٹکسوں کو نہ سمجھ سکرنا پیدا ہو جاتے ہیں۔ فضلاء اور علماء زبان
 سنسکرت متفق الہا سے ہیں کہ اس مشترکے حرف اور حرکت حرکت
 میں ہزاروں باریکیاں کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہیں۔ اس کے ارتقہ یعنی
 اور مطالب و چارنے میں جتنا خوض اور غور کیا جاوے اتنی ہی دقیق
 مسائل اور رموز پوشیدہ دریافت ہوتے ہیں۔ ایسا واسطے ہر ایت
 کی گئی ہے کہ گاہی متوجہ کر اُس کے معنی اور مطالب پر غور کیا جاوے
 تاکہ قوت دماغی قائم اور بحال رہے اور ذہن میں ساری اور دقیقہ بینی پیدا ہو۔

۲۔ گایتیری منتر کے جاپ سے زبان کی لکنت ہو کر تلفظ لینے پر بنیائش درست ہو جاتا ہے اور یہ بات یاد رہے کہ صرف زبان سنکرت کے ہی منتر یعنی کلمہ کے پڑھنے سے یا جپنی ہو سکتی ہے دینیابھر کی اور کسی زبان سے ہرگز نہیں ہو سکتی کٹونا جی پاریاں خود اپا جج ہیں یعنی غیر مکمل لینے اسپر فیکٹ لینگوئج منہ کے مختلف حصوں سے مختلف حروف اور ساد بڈ میں خارج ہوتے ہیں۔ اور وہ ساونڈس سنکرت ویا کرن ہیں۔

بنے *Lingua Radecal* کرانچ *Palatal* تالانچ *Palatals* ہارمائی *Dental* دانتی *Dentals* *Labials* لابی *Labials* *Palato guttural* کرانچ تالانچ *Palato guttural* *Labio dental* کرانچ لابی *Labio dental* *Nasals* دانتی *Nasals* *Uranic* ॥
 آ آ ی ر ن

حصوں میں منقسم کی گئی ہیں۔ اس منتر کے اوجھار سے ہر ایک سچان
 لینے مقامات مذکورہ بالا سے آواز نکلتی ہے کوئی جگہ باقی نہیں رہتی
 ہے پڑھنے پڑھانے والوں کو ضرور ہی اُسکا بار بار صاف پڑھنا
 نہایت ہی فائدہ بخش ہوتا ہے۔ اسکے پڑھنے والے ہر لفظ کی نقل
 صحت سے کر سکتے ہیں اس لئے دویار تہمیل کو پہلے گائیتری کا جاپ
 کرنا اور پھر پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔

۴۔ گائیتری منتر کے جاپ سے ہر دے کا اندھکار رفتہ رفتہ دور ہوتا
 جاتا ہے۔ جیو آتما میں پرکاش اور سوکشم بدھی پیدا ہوتی ہے۔ جیو آتما
 کی صفائی اس طرح ہوتی ہے جیسو کہ سونا آگ میں تپانے سے خالص
 اور پاک ہو جاتا ہے۔

۵۔ اس منتر کے وچار سے الیہور کو سرشت کرنا یعنی خالق۔ حاضر
 و ناظر نیا، کاری یعنی عادل بکے اعمال کا شاہد یعنی جیوؤں کے
 کرم کا ساکشی وغیرہ جان کر ہی ہم بے خوف آزاد۔ اُلتا ہی۔ اند
 اور مہت ور رہتے ہیں۔

۵۔ ہمارا دل چند باتوں میں گندہک سے مشابہ ہے۔ (۱) گندہک

میں تری قطعی نظر نہیں آتی۔ دل میں بھی قطرہ خون نہیں ہے
چنانچہ ایسوجہ سے ایک شاعر نے کہا ہے۔

بہت شور سنتے تھے پسو میں دل کا جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا
گندہک جب تک آگ سے گرم ہوتا رہی نرم اور گچھلا رہتا ہی جہاں
آگ سے علیحدہ ہوا پھر سخت کا سخت ہو جاتا ہی۔ ہزاروں بار اگر دہاں
ہی کھینچو تب بھی اسکا یہی حال رہتا ہی۔ اسی طرح ہمارا دل ہے۔ جب
کسی کو ہم مرتے ہوئے دیکھتے ہیں یا کوئی ہمارا عزیز یگانہ مر جاتا
ہے۔ جب تک وہ مردہ جسم ہماری آنکھوں کے رو برو رہتا ہے
یہہ دل دنیا کے لئے محض بے حقیقت کہتا ہی۔ گناہوں سے بچنے
کو توبہ کرتا ہی باقی زندہ گی نیکی سے بسر کرنے کا مصمم ارادہ کرتا
ہے۔ مگر جیوں ہی وہ مرتکب شریر آنکھوں کے سامنے سے علیحدہ
ہوا حضرات دل تیر بدل جاتے ہیں۔ جب کوئی سخت آفت مصیبت
نازل ہوتی ہی۔ اور کسی عزیز و آشنا کی بھی کوئی امداد کارگر نہیں
ہوتی ہے تو دہر میسر ہی سے التجا کیجاتی ہے اور اُس کے
سوا کسی کا بھروسہ نہیں رہتا ہے۔ لیکن جب وہ سختی دور ہو جاتی

ہے۔ حضرات دل نرے طوطا چستم ہو جاتے ہیں۔

گنہک میں برقی قوت ہے اسلئے گنہک کا تیزاب تار برقی کی پالیوں میں بھرا جاتا ہے۔

برقی کی رفتار فی سکند ایک لاکھ نو ہزار میل سی کم و بیش ثابت ہوئی ہے مگر اس دل کی برقی رفتار شمارہ حساب سے ہر سو ایک سکند میں بشمارہ صد طے کر کے اصلی مقام پر آ جاتا ہے۔

ہمارا دل ہم کو جلسوں - میاؤں - مجلسوں - سماجوں - کمیٹیوں - انسٹیٹیوٹوں - کانفرنسوں - اور کانگریسوں خوشی خوشی بجاتا ہے وہاں لیکچرس - اسپیکرس - واعظین - اور آپریشنوں کے لکچر - پیچ رائیں - نصیحتیں - پند - وعظ - دیا کہیاں - آپریشن اور کٹائیں قبول کرتا ہے اور ان کے مطابق عمل کر نیکا مستقبل راہہ کرتا ہے۔ مگر جیوں ہی سیٹ سے اُٹتا ہے۔ اپنے تمام قول و قرار بھٹا دیتا ہے۔ میں ایشور سے امید رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ آپ صاحب سندھیا کے اصول و مقاصد اور اُس کے پیہ مفید نتائج سنکر اس بات پر ضرور آمادہ اور مستقل ہو جائیں گے کہ آج سے کبھی سندھیا

میں ناز نہ ہو۔ - - - - -
 ایسا ہی ہو۔

سہا پت

مضروہ اضرودہ اضرودہ

آج کل کے زمانہ میں اکثر صاحبوں کی یہ بات ہو رہی ہے کہ ستریوں کو تعلیم کی بالکل ضرورت نہیں نہ انکا کوئی کچھ دھرم گہست آشرم میں ہے نہ صرف آدمیوں کی داسی بنی ہیں۔ - - - - -
 کہ جسکی وجہ سے بھارت ویش میں ہر قسم کے انت ہوتی جاتی ہے۔ میں نے محض اپنے بہائیوں کے اس خیال کو دور کرنے کے لئے ایک سلسلہ کتب کا مجموعہ (۱) وید وکت استری و دھرم (۲) سمرتی اوکت استری دھرم (۳) بنت اوکت استری و دھرم شائع کیا ہے کہ جن میں بتلایا گیا ہے کہ پراچین ہندوؤں میں استریوں کے کیا کیا فرائض بتلائے گئے ہیں۔ - - - - -
 استریوں کو پھر دکھادیں گے کہ جو سب دیکھہ دور ہونا ممکن ہیں۔
 آپکا چمن دل ویش تیر

عمر شہانے کی تدبیر

اس سالہ کو جس محنت سے لکھا ہے اسکی داد اسوقت مل سکتی ہے جبکہ
پبلک اس کا غور سے ملاحظہ فرما کر اسپر عامل ہووے۔ اس ملک میں عمر کا
اوسط ۳۲ برس رہ گیا ہے۔ سابق میں ۱۰۰ برس تھا۔ اس کتاب میں ۴۰۰
برس تک زندہ رہنے کی تدابیر بتلائی گئی ہیں۔ ناظرین خود ملاحظہ فرما کر
اپنے اجا و اقربا کو دکھلائیں ۶ قیمت فی جلد ۳۰

دوید پرکاش

اس کتاب کو شیرمان پندت بھیم سین شرم اگرہ نواسی نے لکھا ہے
(ایکو برہہ ودیتہ ناستی) اس مسئلہ کے عالموں کو ضرور ملاحظہ کرنا
چاہئے۔ قیمت فیجلد ۱۰ روپے

آباد و

کتابت مذکورہ بالا میں سے نمبر ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ اردو میں

موجود ہیں

سندھیا سے شاریرک لاجھ

یہ کتاب ناگری میں بھی طبع ہوئی ہے۔ ضرور ملاحظہ کیجئے۔ قیمت

صاحبان خریداراں کی خدمت میں گزارش

(۱) پتہ صاف معہ ڈاک خانہ تحریر ہو ۰۰

(۲) لفظ ہندی داردو درخواست کے ساتھ ضرور لکھا ہو ۰۰

(۳) حبلہ گتہ بدزیہ ویو پے ایل ارسال ہو گئی ۰۰

(۴) ہماری کتابوں کے طبع کرانے کا کسی کو اختیار نہیں۔ وقت خریداری

مہر ضرور دیکھ لینا ۰۰

المشاہد

چمن لال دیش سکرری سکررت پاتھ شاہ تلہر ضلع

شاہجہان پور

مسائلہ رسالہ آریہ سماج کے حقوق و فرائض - ایک اہم و دلچسپ موضوع پر

13



1374;U

4 अ

1374

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम...

संस्कृत भाषा

लेखक ... लाल अमृतसर

प्रकाशन वर्ष ...

आमत संख्या... 1-374

کد
کیوں

چو
ما

پند
پند

یک
سہ

ہے ہے اج کیوں ایشہ ساتھیں ایڈا قہر کیا یہ
 ہے ہے اج کیوں پیارا سا ڈاسا تھیں جدا کرا یا یہ
 ہے ہے اج دل سا ڈاسا ترو ہے کدرا غم کھانا
 ہے ہے اج وچھوڑا کدرا سا ڈوی جان تانا
 ہے ہے اج کیوں رونڈیاں آنکھیں کر دیاں دین سیانے
 ہے ہے اج کس وردی سندا وردو لے نوں جانے
 ہے ہے اج کیوں زردا سا ڈاچھہ ہو یا سارا پند
 ہے ہے اج کیوں خون جگر دا اوٹدا اکھیں سا بڑا پند
 ہے ہے اج کیوں گھر گھر اندر ہندی گریہ زاری
 ہے ہے اج کیوں آن بنی ہر ہندواں سختی بہاری
 کس سجن دا گلہاں اندر چسہ چاہور صیا ہے یکہرا
 کدرا سبھا سما جاں اندر ڈاڈا سوگ پیا ہے سہ

کسی اچ وچہ گریہ زاری بدلیا رنگ فلکدا
کیوں اچ سوچ گہری نظری ہر اسانوں تکدا

کسے غم وچ غلگین ہو یا چند ہی چمیدا لگدا
کسے ماتم اندر روندادل نہیں آج رُکدا

چو تیرا اچ لیکہرام واما تم ماتم سارے
اما سکا کر میندے ہند و روندی سب پیارے

مفصل ذکرِ نیت لیکہرام جی کا

سارا پندت تارا سنگہ اک نامی جہنم ضلع وچ رہندا۔
تیس سار پیر پکی بھگت ایشور اہنتی اندر رہندا۔

او تھنوں پھیر آسپاہ اودہ وچ کہوٹہ پیارے
راولپنڈی پاس کہوٹہ خاص پنجاب دیارے

لیکہرام چانام بڑا دل مائی باپ سپیاروں
سنبہ سرچم کلچر لاؤن آوری جردوں بازاروں

گہرا و سھوکارا کہ تیرا سوتی صحت والا و ترنگان مارو سوچ و انگوں سہا دس نہ لانا

لیکھرام نوں پیر سنا پاوون پنڈتاں پاس پھاون
کاہیں لکھتر اتک ساری پنتی چاسکھاون

ارو وہا شاستے فارسی عربی ہی اوں
بخت بلندیاں وال اکاوندن رتسہ

پوٹس پشاور لکھتر ہوا خاص سسپا ہی نامی۔

رہے ہوشیار تیار جیشہ اندر ہر ہر کامی۔

مختوٹے ونا لوجہ سار جنت ہوا چچی راجی
نان نمک صلائی کیتا کم سہ کار جوں مہ

کشن گیتا نوں بہت سی مندا جو کچھ اُسوچہ آیا۔

یعنی کشن دا بہگت سی پورا چت اُسوچہ سی لایا۔

وچہ پشاور مسلماناں نال چرچا ہوئی بکھیرا
ڈٹھی تدر تصنیف پڑت لی گنہیا لال اکبیر و

نال منشی اندر منشی تصنیف ڈٹھی اوس ساری

سوامی جی وکریہ چاروی خبر ہوئی اوس ساری

پھیر پنڈت نے وایسندھی وٹھے کرتہ

سافا ہو یا دل پندت جی دا ہو کر شک نہ کرے

سُن اپدیش وید و ہرم واتبان تہیں چیت چایا
کر پا ہوئی نرا کاروی ستیا مارگ پایا۔

بہی اور تیر و ہرم و اشوقی اوس تائیں ہو یا آن سوایا۔

تسبیر پڑھ دینی اوس نوکری پیار سماجے پایا۔

آریہ سماج پشاور دی بنیا و اوس شے چا ڈالی

وچہ پشاور وید و ہرم دی کھنڈ چئی گلا لی۔

یا بھجی پانچے ویدک و ہرم و اپر چار کرے جگ سارے

سہ کار جی م نہ سی بیہہ و اپھر واپا سے چارے

خاص پشاور سمبھانی پروٹان چا اوس بنایا

و او اشان پندت جی دی رتبہ رب بڑا پایا

ہوئی بھیسرا ڈیٹر آر پیگزٹ و اجوا اخبار ہے نامی

الکھنڈ پیر و زپور وچہ شہر و کی ہسپتال جو کت نامی

ستہ پھیر اندر اچریشکان آ اوس نام مکھ پایا

سچے وید و ہرم و ارسنہ لوک کانی لوک سمجھ پایا

تھے کرتہ

اوید پیش کرید اوید و ہرم وادن کی رات ہمیشہ
راہ بہگتی وادسار لوکان ایہا وادسار پیشہ

کئی مسلمانان تائیں ہند و اوس بنائے
کڈہ اسٹامول انہاں تائیں ویدک و ہرم

واہ واپنڈت لیکہراماں واہ واد ہرم اوتاری
جو کیتی بہلیا کی کیتی جان و ہرم تے وادھی

چوٹر ملہ جو و ہرمی بندے کدے نہ کرن ہرم
بہاؤیں جاو جان او نہاندی کوئی نہ بہلیا

بیان مباحثہ نپٹ لیکہرام جی و میرزا غلام احمد
صاحب رئیس قادیان ضلع گورداسپور

مرزا جو غلام احمد قادیان وک و چکمارے
براہین احمدیہ بنائی اک کتاب پیارے

جدیوچہ اوس ہندواں تائیں طعنے کیتی پکے
ہندو ہوئی حیران تاملی دی جواب نہ سکے

تدیکھر نہ پٹ لیکہ رام دی ایہہ گل دلوچہ آئی
ویاں جواب میں مرزا تائیں ظاہر کران سپائی

مکذیب براہین احمدیہ اُس خوب کتاب بنائی
ہونا جواب اُس مرزا تائیں دیکھہ لیو پڑہ بہائی

پہر مرزا صاحب ہو بنائی اک کتاب پیارے
سرحد چشم جو آریہ ظاہر کیتا جاکت چارے

لیکہ رام نے پڑکے ڈوہڑی جدوں کتاب ایہہ ساری
صاف جواب لکھندی اوسنی کیتی تر تیار

نسنہ خط احمدیہ اوس فی لکھہ جواب بنایا
چشمہ نور پر پس امرت سرچا اوس چھپوایا

لیکہ رام تو مرز دی دیاں ددیاں طول کلاماں
دن دن جہگڑاود ہیا جاندا سنیا خاصاں عالماں

زور روز و دو مانڈیو لٹوں ہندی سخت سباحشے

اک دُجاواہر دکریدے دیکھے خلق تماشا

پھر اک ہو کتاب عہدہ بندت جی بنائی

نام جہاد چادر یا اوسدا شکل قرآن لکھائی

بہت پرستی کہنڈن کہتی رو گلاب چمن وا۔

مورتی تو پڑھو عطر روحانی سنشاجا ورمندا

وچ ثبوت تناسخ اوسو ثابت کرد کھدیا

کئی جنم ایہہ پاوے بندا خاص دیدن سرایا

تاریخ دنیا وچہ اوس دیا ہا لکھہ دیکھیا

سب تہیں اول وید دہرم جو ہور نہ کوی آیا

نال عیسائیاں بحث جو ہوئی یا ونہیں پر کہنوں

چچہ دہرم وی دیکھہ شہادت جے اعتبار نہ تینوں

نال برہموبینی صاحبان بحث ہوئی دلدارا۔

چھوڑو مہوڑو دیکھہ سانی جی جن وچہ آشکارا

القسم بندت لیکھرام نے سچا دہرم پھیلایا

جیوں اگر دیکھیاں سنیاں خلفت نوں بتلایا

پنڈت دی تعینف جات ہٹی ویریاں اکہد ہر کے
 بہت ملول ہو یا دل او نہاں حال بزرگاں پڑے
 کرن مکٹیاں مجلساں لا دن سوچن کرن صلہ میں
 لیکہ رام تو دعویٰ کریمو عزت چھٹی اس ناہیں
 اوٹک او نہاں لاش کیتی وجہ بھی - دہلی -
 لیکہ رام تے دعویٰ ہو یا گل شہروں وجہ ہتی -
 او نہاں زور تہیرا لایا پیش گئی نہ سکا کی -
 عدالت سمجھیا صد کی ایہ بہ ہنگامے نیڑیوں گل مکائی
 عا دل عا دل ہم جگسا رو حاسدوں ناکارے -
 ملک قیصر منہ جو مائی عدلوں ظالم مارے -
 شاہوں آزادی چارہ نہ چلو تہ پیر پیر کیے -
 گویا جو وجہ او نہاں نے جام زہر دے پیئے
 رباب اٹھے نت کرن عا میں یارب پسندوں ماریں
 ازل کر کوئی تہر الہی ایس پنڈت نوں ماریں
 چوڑ ملن چھدا ایہ جھگڑا اگلی آکھد کہانی -

کیونکہ پنڈت قتل ہو یا موت آئی ناگہانی۔

درمیان آنا قاتل کا پنڈت جی کے پاس واسطے شدہ
 ہونے کے اور تسلی کرنا پنڈت جی نے اوسکی اور جانا
 پنڈت جی کا ملتان میں۔ اور واپس آنا پنڈت جی کا
 لاہور میں اور قتل کرنا قاتل نے پنڈت جی کو چھرا مار کر
 اور شور پڑا شہر میں پنڈت جی کی قتل سے اور لیجانا
 پنڈت جی کو ہسپتال میں ۛ

دے ماتی کہ ہاتھ تالی دم دا نہیں بھروسا
 ماتم خانہ دیہہ سب دیہی جیوں جیوں دا سار۔

اسوچہ بائیم رہنا ناہیں چار گھڑی دامیلا
 اوڑک اوٹھہ سارنا وڑائیوں کیا گور کیا چیل
 تیریں ساڈی پس ہن ماتی ہو چکی اینہاں

تیری دلچسپی اس وقت ساوی اچھی دیندی نہیں
 پیار پاؤں تے دغا کماؤں ہن دی بھلی کہوٹے
 شکل نمائی بھل کٹاری مار کریندی تو جیسے۔
 پنڈت داہن حال تھامی کران منور سارا۔

جس دن دا اوپڈیشک انڈیکس پر ام ہی آیا
 شہر لاہور اندر سی او تو اپنا گھر بنایا
 مانتے اوہی استری رہندیاں سن ایتھیں
 اوہی کہ چہ چار دہرم دا آدو کہی کہہ آئیں۔

ہن کچھ قاتل ظالم سمجھا حال میں اکہینا داں
 جیسویں اوس ظالم دغا کما یا سمجھان نوں تہا داں
 فروری مہینے اندر اوہ قاتل تہا سارا
 ہنسراج جی دی پاس آیا اوہ ملعون نکارا

پہر وچو دن دیاں کالج مائیں دھیر آیا
 پوچھتا پتہ آپنڈت جی دا لکھنوی لے ستا

پندت سچی دایکے پتہ دلو چہ خوشی منائی -

بہت نامی بنکر صورت کیتی اُتوں دھائی -

اگے گھر وچہ بیٹھے آئے پندت مہاشا عالی

جاسلام دھابلائی قاتل اوس سونائی -

شنگوں بہت غریب دسندا اوپر کشتی کائی -

پندت سچی نے پاس بٹھایا اوسوں نال خوشحالی

حلیہ اوسدا ایسہ ہر سارا ظلم کیتا جس بھارا

چھوٹا قد چار پانچ فٹ آلا کالا رنگ اوسدا

رخساریاں اوتے بہتیاں بڑیاں چہرے توں اغ پھائی

نکسی کچھہ بیٹھی ہوئی بید و جلا و فقہ سائی -

گلاں کردیاں دند و اوسدا باہر نکلی ہوئے

اکتیں اوسدیاں چھوٹیاں آٹا پر ڈیسی اُپر ہوئے

چہرہ گول پر نسا اوسدے اندر کہتے ہوئے

بدن بیک بال چھوٹے سردی وچوں منڈی ہوئے

عمر تخمیناً ۲۵ سالہ ریش پوری نہیں آئی

چھوٹی چھوٹی واہری موہنہ اس سب جلیہ بہائی

نہ پنجابی نہ ادہ عربی بوسے ہندوستانی
ہنگالی سب نہ بول ادہ سکدا ظالم مکیا شیطانی
اتوں مٹھا دلوں کہو نا ظالم روپ قصائی۔

جس سے تہوں اور روستوں نے وہی کوکڑی

پنڈت پیچھے اس قاتل نوں تیرا کم کیائی
کس جاگہہ رٹا لیش جو تیری وں تو میری بہائی
قاتل کہے بنگالہ میرا دیس قدیمی آیا ۔

ہندو پنم میں مسلماناں نے اپنے سنگ رلایا

شدہ کرو تیں میرے تائیں پاس تساو آیا

دو جا دہا میرے تائیں وچ اسلام دہایا

ہندو بناؤ میرے تائیں سدھے راہ چھلاؤ۔

سدا رستہ دید دہرم وا کا جہز نوں بستلاؤ۔

دیکھہ علیہی نرہی اوسدی لیکھرام فرمایا

رکھہ لتلی میرے بستر تو کیوں حال و سنجایا۔

جو کوئی دیر دوار کر آیا اوسدے کرم بہلیرے

دیر دوار کے کھتی پاؤں چھڑے مرد چنلیرے

توں تو چند میں جان پیک ساڈا دپتہ یا بہائی

تینوں ہن میں بہائیاں اندر دیوال جلائی

مگر فکر اندیشہ کوئی سن توں اندر دل دے -

دیر دیر دپتہ دپتہ پائوں دپتہ پتہ پتہ

اتنی گل فرما پندت نے پتہ پتہ پتہ پتہ

چو پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ

اک دن اوس قاتل تائیں پندت نال لیاے

بہو پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ

بہو پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ

پندت پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ

پندت پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ

پندت پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ

پندت پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ

کی کرتان اس مکر اسان نگ ایہ عاجز بھی لا
 چو ہڑنا وجہ صاف دلا ندی کہو ہوندا نہیں رائی
 او سو کہوٹا ریندو ظالم جہڑو ستر قصائی
 پہلی مارچ پنڈت صاحب۔ دل ملتان سدھارے
 کیتا جا پر چار اوہنا نچو چ ملتان پیارے
 عید دھاروی تیکراوتہی۔ ہو او پدیش کرنی ہے
 تھے ویدک دہرموں لوکاں رہی نصیحت دیندے
 پنجویں مارچ پرتی ندھی فتار پنڈت نون پایا
 سکھ سماج نون جاؤ پنڈت جی جلسہ اوس آگیا
 پیر او ۵ دوجون مڑ عبیدون ہو یا ملتانوں جی
 اوسنوں دل لاہور دے گھر قصار لیسائی
 بیٹھا اپنے گھر وجہ آکے اوم اوم دھیا یا :-
 او دہروں اوہی قاتل ظالم پاس پنڈت آگیا
 تھر تھر کہنے جسے اوسدا بہت نما نا جا پے
 ایہیروچون ظالم ہمارا بھلا ہر ہو ویکھا آپے

کنبے بہت ڈراونی صورت اکھیں وچہ سرخانی

امہ تے کنبل لئی ہوئی سی بھل گئار چھپائی

بہیہ گئی اوہ کرسی اوستے ظالم مہتر قصائی

پچھن اوسنوں پنڈت جی توں کیوں کنبیں بہائی

کی اج مترا تیرے تائیں ہوئی سخت بیماری

کنبے جسہ سارا تیرا کی ہے بنی لاچار ی

اگوں کہند اقاتل میری ہوش تاپے ماری

اج پنڈت جی غلبہ مینہ دور و کیتا ہمار ی

دیکھو یار و پند وے دل کیڈک ترس ہر آیا۔

اپنے نگار اوس ظالم نوں دل باز اسد مایا۔

بشند اس جو ڈاکٹر آما اوسک پاس آئے

ڈاکٹر جی دیکھو بھن اسدی نوں کی دیکھو ادا

بھن دیکھو کہیا ڈاکٹر جی فی ایس نہ کوئی بیماری

خون اسد دل جوش کریدا لہر مریدا بہاری

ڈاکٹر کہے جو درد ہی اسنوں لیسترویاں لگا

قاتل کہے کوئی پیڑ والی چمیر دیو بتلا سے ۛ

قاتل سمجھیا چہری سیری متاں نہ پکڑی جاوے

دولنگیاں بھیت تہا می ظاہر ہونہ جاوے

ایسے کارن او سو کہیا خوف پستروں آوے ۛ

قاتل دی ایہہ سخن سن کو ڈاکٹر پھر فرماوے۔

ٹھنڈا کوئی پنڈت جی شربت ایس پلاوے ۛ

خون او بالے کھاندا اسیڈا اوسدا چوش ٹھاوے

غرض تہوڑی جیہی دیر لگا دوکان بزاز جی آئے

کپڑا کچھہ درکار ہر سانوں تررت بزاز دکھائے

پنڈت جی کہن قاتل تائیں گھر تو ساوڑی جاویں

مال شابی ایہہ توں کپڑا مڑو کیہا لیا دیں۔

کپڑا لیکو قاتل اوتھوں گھر دی طرف سدھایا۔

پچھے پھر بزاز پنڈت تہیں کون ایہ بندہ آیا۔

ایس دی شکلوں میری تائیں شک پیادول بہاری

ایہہ تو کوئی فریبی جھوٹا ڈاٹا ہے سکاری

میںوں شک ہو تہاں ایہہ میرا ہو جاوے راہی
ایہو جہاں دھکیا نہ دل ہونڈی نہیں صفائی

پنڈت جی تاس کیوں، اس نال ایڈی الفت پائی
ایہہ تو کوئی پکھنڈی ہیگی دیندی شکل گواہی

پنڈت جی ساڈی اسری جنگی نہیں آشنائی
اسدی کہوٹی شلمو سانون وسدی نہیں بہلائی

ہسکے کہندے پنڈت اوسنوں سن بڑا زیارے
ایہہ ہر بڑا اعتباری بندہ اکو جھے نہیں سارے

تن چارو ویراں ڈو گھر روٹی اس نے کہا ی۔
نک حرامی کی اس کرنی تو ساٹھے بریدی ی۔

نہیں پکھنڈی نہیں سکاری دل چیں کی ایہ جانی
ہر مسکین نمانا عاجز پھر دا وطن بیگانے

ایہو جہاں نال اسانون الفت کرنی آئی ۛ
اسیں جو ناں محبت کریجو کون کرے پھر بیائی

نال اسادھی ایس جاپری کی کرنی بریائی ۛ

ہندو ہون کارن آیا وچھڑی لہبدا بھائی۔

گھر دل پیر سداری او تھوں سخن اپو چھڑی کھکے۔

سوامی جی دی سوانخ عمری لکھن لگو گہر بھکے

اصل نقارہ سرتے وچو دے رہی سنت سیانے

پر نڈت جی جانے ناہیں کیکجھہ ورتن بھانے

ہے ہے اچ دریا ولی تھیں کیکجھہ اوٹھیاں لہراں

کی جانا اس دار فناہ وچ کید پین گھن زہراں

خبر نہیں کی پلو پلی نوں غم پنا وچہ شہراں

کون جانی اچ ہندواں دی گسن خوئی لہراں

کون جانی اچ لیکھرام دی پھیر سی جگر کٹارا

کون جانی اچ سبھا سما جاں کرن ماتم بہارا

کون جانی پھر نڈت دا او پدیش نصیب نہی سی

کون جانی اچ نڈت جی دی مائی استری روسی

کون جانی اچ نڈت سا تھیں دم وچہ جالہ ہو جاسی

کون جانی نڈت سا تھیں پیریزہ ملن آسی

کون جانی اچ آریہ دیس دادیو اگل ہو جاسی
کون جانی تصویر ورم دی چکنا چور ہو جاسی۔

اد ہو جانی جان والا جس دی دنیا ساری

بندی نوں کچھ خبر نہ مولی کسری اچ تیاری

وڈیاں عقلاں سمجھاں لیاں بہتی سمجھہ وڈرائی

رکیاں گنیاں تپیاں چپیاں مولوں خبر نہ پائی

پوری ہوئی سعاد عمر دی ختم ہو یا ان پانی

بنہہ اسباب چلا کر دانی ہو چکی زندگی

کہ از ناتہ تو دیوی داس ہی کر گئی چھیکڑ میدا۔

آکھداں سن پنڈت جی کل لیکر دیوے اکیدا

لکھداں لکھداں پنڈت جی نوں گئی شام آخری

کرے جھڑے کم کرنے من نقسری تحسیری

دروہی محرم پاس نہ کوئی رنگی جان اکیلی۔

یا اوہ قاتل پاس ہسی مکرے ظالم بیلی۔

قاتل نوں کہیا پنڈت جی تو کرو آرام جا بہای

پر تپتا رہا اور ظالم و ناجواب نہ کائی -

ماتا مارا آواز کہو اندروں اوٹھنے پیا لیکر اماں
چھٹ لکھنا کر نہ دھیا بیٹا او توں پٹیاں شاہاں

ہاں میں نہیں گھر آیا وقت دیو دیو دا ہو یا
ایہہ ہی کر کم اوٹھہ بن بچا بہت اندھیرا ہو یا۔

بہت لکھیاں گھٹ جاندی ہی اکہیں دی شہنای
کمزور دماغ تو نیٹری سستی کر جاندی ہو دہائی۔

بہت لکھیاں خوش ہو جان ا عقل نہ رہی نکاسے
گردن کمزور چہ پیڑیے جاو کہندی بہت سیانے

ماتا کی بیجاری جانے سندیا سندیا پاسی
میرا لیکر ام پیا پچھیر نہ نظری آسی -

سن فرمان ماتا دا اوٹھہ کر لگی لین او باسی
مرنے دیا نیٹری آیا دلنی پھڑی او داسی

اکو توں دی اوٹھہ کے قاتل ماری تیز کٹاری
آندراں سہی باہر آپٹیاں لگی کلجے کاری -

پنڈت جی بیہوش نہ ہوؤ نہ کچھ کہتی زاری۔
پر عفتے دی چخ او نہا نوال عفتے دی ماری

اک ہتھ پالیا آندراں تائیں دو جا کہوں کڑی
چہری کہوں درویلے دل تہیں نکلی آہ اک بہاری
کہوہ لئی کٹ قاتل دی تہوں پنڈت شیریاے
ماتا استری دوڑیاں آیاں سنگھ کچھ پکارے

لگائیں قاتل او تہوں پکڑن لگی مائی +
باہوں پکڑ لیا اوس قاتل تداوس سوچ سی آئی
دو تن ویلے ماتا تائیں پکڑ قاتل نے مارے
عش مکھا ڈگی زمیں تے ماتا ظالم کیتو ظلم بھارے

آخر لسن گیا اوہ قاتل ہے پاپی ہستیا را
لک چپ گیا کتھائیں کچھ بیدرونکا را
خونی اکھیاں والا ظالم ستم گیا کر بھارا۔
پنڈت جی دی مائی استری روون کرن چکارا
پر گلیوں سن آیا نہ کوئی ٹہر گیا لہو سفیدی۔

ادھر پنڈت جی نوں جان دی ہوندی ناہیدی

چہہ بکے ایہہ شام دے کارا ہو یا ناہے
 پنج چہہ پھر سنٹ پچھوں لالہ جیون دے آسے

دیکھیا آکے سیر دہم دا اوپر سیا چارپائی -

خولی چشمہ جاری آتا انتڑیاں ہتھہ پائی

بڈا جیون دس بچا دیکھ بہت گھبرایا

اتنے چرنوں سنگت رام ڈاکٹر صاحب آیا -

پنڈت جی نوں کچن بچا رو ایہہ کی قضیہ پیاجی

پنڈت کھواوہ مگری بندہ سالوں مار گیا جی

پھر فرماوے ڈاکٹر سدوسد و جلد بہائی -

جیون دس بچا رے بڈھی پائی اٹھ دواہائی

جو سنگتے سیر لال ڈاکٹر صاحب آئے -

ہر میڈیکل کالجوں رطکے سکر ایہہ گل دہائیے

سن کے شور تے غوغا ایسا سن آنا شہر سارا

لیکھرام اچ قتل ہو یا ہو سارے پات کو کارا

اج دہری اوہ میریا قربان دہم تے ہويا
چلو یار وگل کوئی کریمے آحسنہ دیا ہويا

پوس داہی آپہوتا سپاہی سسکی گریہ زاری

کہے اج کی ایہہ ہو گیا ہی قہر رہے داہماری

اونویں ہسپتال نوں لیگی مچ گئی باہا کاری

گلیاں کو چیاں وچ بازاراں خلقت روندی رہی

ڈاکٹر صاحب مل خط کیتا دھوڑ خاں نوں سیتا

زخم سیتی کی کرن پیاری ہو گئی ہونی میتا

لالہ منشی رام صاحب شہر جالندھر والے

اوہ ہی اوہی آئی ہوئی سن جھپٹے در دکشالے

منشی رام نوں دیکھہ پنڈت فی ہتہہ جڑ فرمایا

نمستے لالہ جی نمستے میری لکڑتساں ہی دیکھہ ٹھہرایا

پہٹ گیا جگر منشی رام واسکر ایہہ کہانی -

گویا اوسو دیل ہو گیا در دوں پانی پانی -

پھر پنڈت کہی لالہ جی سجا تے بے او بیاں کریمو

جو کہ یہ سوا قصور بند کرتے ہیں جت تو مول نہ دہرلو
 کم سماج واجاری رکھیں تن من تو دین لایو
 ساری بہائی ملکی میو لفاق نہ مولی پا یو

دشوانی دیو سنتر سنتر پڑہن زبانی
 از وقت تک ایہو جیہی پڑہدی بلی دان اوٹانی

پتیری صاحب زور لگان دن دارو کوئی نہ پوئی
 اوڑک سندھیا کر دی جگتوں خدا دہرم تی ہوئی

پنڈت لیکھرام مسافرانت مسافر ہوئے
 دشوانی دیو سنتر پڑہدی خست جگتوں ہوئے

چھینویں پارچ ستر رات سی اتواری
 دھامی بجے پنڈت صاحب کر گئے ماتھ تیار

دے سب آریہ بہائی لاش سماج لیا ہے۔
 ہر مل سب سجن پاپیہ روندی کچھ آئے۔



گریہ زاری کرنا پنڈت جی کی استری کا دو کھٹھ

پنڈت جی دی استری رو رو کر دی زاری -
کتنے چپ بیٹھائیں سائیاں شن دھیا کواری -

تیرا ایہہ وچھوڑا سائیاں جان میر سنوں کہاوی

تیرا ایہہ وچھوڑا سائیاں عاجز نون تڑپاوی

تیرا ایہہ وچھوڑا سائیاں میراں لٹ گیا خوشیاں

تیرا ایہہ وچھوڑا سائیاں دیگی غم بہوشیاں -

ہے ہے

ہے ہے

تیرا ایہہ وچھوڑا سائیاں جھلیا مول نکاوی

تیرا ایہہ وچھوڑا سائیاں میرا دل گھٹاوی

تیرا ایہہ وچھوڑا سائیاں لا گیا دکھ کوئے -

تیرا ایہہ وچھوڑا سائیاں کر گیا کم اوسے -

درد اور

درد اور

تیرا ایہہ وچھوڑا سائیاں جگر میر سنوں سے

تیرا ایہہ وچھوڑا سائیاں پا گیا غم پہنچے

مکھڑی دیکھہ جاسائیاں کی بنیاں ارج مینوں
درداں غماں الماں پھٹراں چورکینا ارج مینوں

تیرے باجھوں میں روندی نوں دیوڑ کوئی تہلی
آئل میں بلہا تیرے تہیں درد نہ جاندی جھلی
تیرے باجھوں میرا سائیاں لسی کون دلا سے۔

تیرے باجھوں دس جامیوں جیواں کس بہر دے
تیرے باجھوں خوشی نہ کائی دکھاتو دکھ آئے
تیرے باجھوں میں ڈوبدی نوں کھڑا پارنگھا ہے

ہے ہے ہے طالع میرے
ہے ہے ہے لیکھ گئے سڑ میرے۔

دردا ارج جڈا ہو گیا میرا شام پیارا۔

دردا ارج اوہ توڑ گیا سوہ جہاں سی بہارا

دردا ارج میں وودا ہوئی کل جو ساں سوہاگن

دردا میں نکرن ہوئی کل جو ساں بڈہ بہاگن

دردا ارج اکھیں دھپیر گئی جہا اندھیرا

در داکس بدل دیوچه چپ بٹھا چن میرا

در داکس بدل دیوچه چپ بٹھا چن میرا

در داکس بدل دیوچه چپ بٹھا چن میرا

در داکس بدل دیوچه چپ بٹھا چن میرا

در داکس بدل دیوچه چپ بٹھا چن میرا

در داکس بدل دیوچه چپ بٹھا چن میرا

در داکس بدل دیوچه چپ بٹھا چن میرا

در داکس بدل دیوچه چپ بٹھا چن میرا

در داکس بدل دیوچه چپ بٹھا چن میرا

در داکس بدل دیوچه چپ بٹھا چن میرا

در داکس بدل دیوچه چپ بٹھا چن میرا

در داکس بدل دیوچه چپ بٹھا چن میرا

در داکس بدل دیوچه چپ بٹھا چن میرا

در داکس بدل دیوچه چپ بٹھا چن میرا

در داکس بدل دیوچه چپ بٹھا چن میرا

درد کہیں نہیں رہیں گیا سر میری داسائیں -
درد کہتے چہپ گیا ہوا راج دسینا نا کہیں -

درد اراج ایہہ غمیاں مینوں کہتوں آن سپاں نی
درد اراج اوہ خوشیاں میریاں کہتوں گیاں نی

درد اراج میں درد انوائی کسوں آکھ سناواں
درد اراج نہ کوئی میرا جسوں حال دیکھناواں

اکواری دیجا دکھالی میرے مالک مابی -
تیرے باجھوں میری تائیں کوئی نہیں خوشی مابی

من فریادیاں دیکھ مرادیاں درتے کھڑی سواالی
بہیں تڑپاں اک دشن لوں ای باغاندے والی -

نہ رُس ساتہیں نہ رُس مائے پیڑت میکہاں
نہ رُس پہلی نہ رُس پیکر میرا سہ نہ رشا ماں

بک بیدوسی نہ کردوسی سوڑ بہاراں جہبے
پاچھاتی اک دیکھ پیکر وردی پیر دی لبہے

من لے منٹاں من لڑا ٹری مار نہ نال غصوبے

میں عاجز دیاں جن جاعر صناں نام اکواری ربدر

میر یا سیائیں جن جا میریاں آہیں ذرا کہلو کے
نہیں تے میں وچہ یاد ت ساڈی مر جاساں

کھڑے وقت جا نمانیاں نوں مڑدوی مڑدوی

کہا کے غش زیں تو ڈگی آہے آہے کردی

چو ہڑد سوت لیکھام دی ٹٹ گئی سہ قما

ہوش آدو تو رورو کو کے ہجری سوامی سوامی

گریزاری کرنا پنڈت لیکھام جی کی ماما کا

مائی بیاری کردی مارو غم دیا چوراں ٹٹی -

لیکھام لیکھام پکاری چہری خواتاں کھٹی -

اوٹہ دی بچا دی تسلی ماما روندی تائیں

اوٹہ دی بچا تیرے باجھوں ہو میرا کوئی

اوٹہ دی بچا تیرے دکھوں نیناں لائیاں جہڑیاں

اوٹھہ دی بچا تیری باجھوں غمڈیاں بہڑیاں و سبیاں
 اوٹھہ دی بچا گھوک ستائیں یا گئیوں پر دپیں
 اوٹھہ دی بچا روندی تینوں وھنی کھل کھیں
 اوٹھہ دی بچا ستیاں تینوں چڑھ آیاں دویہراں
 اوٹھہ دی بچا اٹھہ کرسنہ ہیا ہو گیاں ج اویراں
 اوٹھہ دی بچا جان پواری کر جا کجھ لفتاراں
 اوٹھہ دی بچا دیساں اندر تیریاں تیریاں واراں
 اوٹھہ دی بچا دیکھ اج اکھیں روندی تیری بہاں
 اوٹھہ دی بچا چل توں کہندی آساں سچ لگائی
 اوٹھہ دی بچا جانہاں سنگ لیکو دی بازاریں -
 اوٹھہ دی بچا لوڑاں تیری وچہ سبیاں ساریں
 اوٹھہ دی بچا کروں ماہی تیری کر لاوے
 اوٹھہ دی بچا وچوڑا تیرا جان غریباں کہاوے
 ہے ہے میریا پاریا پتر اکر گیوں اج او جڑاں
 ہے ہے میریا پاریا پتر اچھپ گیوں وچہ پہاڑاں

ہے ہے میں ارج دکھاں لٹی دیا کون لوگا ساراں

ہے ہے تین بن کوئی نہ پترارو روپنی پکاراں

ہے ہے تیس بن سیر تائیں ماتا کون بھاسی

ہے ہے تیس بن سیر تائیں وردو کہا ند کہا

ہے ہے دکھیں پاگیاں لیگیوں سکھ سارے

ہے ہے ارج قفسی بیٹیا پاگیاں تیں بہارے

ہے ہے ارج میں کس رت تائیں پتر پتر دیاں

ہے ہے ارج میں کس رت تائیں اپو دکھ ساراں

ہے ہے مان نہ گیوں جوانی کی تیر دل آئی

ہے ہے دنیا چھڑد نامیوں کر گیوں جو سن آئی

ہے ہے روندی نا ارج تیر رو دوں مار گوی

ہے ہے روندی میں تیری دکھ بہ بن جس بھارا

ہے ہے بیٹیاں روندی دیاں کون لیو لگا ساراں

ہے ہے بیٹیاں کیوں آسی روندیاں صبر بے صبراں

ہے ہے بیٹیاں تیر بدل میں بڑھی مر جان دی

ہے ہے بکاتیری موتوں چوٹاں میں نکھاندی

ہے ہے بکاتیرا دکھڑا جریا مول نہ جاوے

ہے ہے بیٹا اچ اندھیرا نظر نہیں کبھی آوے

ہے ہے بیٹا تیرے غموجہ اچ نہیں کبھی سبھا

ہے ہے بیٹا تیرے غموجہ دل نہیں کدھر کھجھا

ہے ہے بیٹا غم تیاروں دل اچ پارہ پارہ

ہے ہے بیٹا ہونی ہوئی چلدا نہیں کبھی چارہ

ہے ہے بیٹا جاندا لیواری کرتے یوں کلاماں

کہا کہ غش زمین تے ڈرگی مر آ بیٹھہ ماں

مرن فرزند جہاندا کرتے خوشی تنہا غم جا پے

کیونکر چین تنہا دل آوے چین بودہ چہ بیا پے

چوٹڑ مل فرزند جہاندا مردی وقت جوانی

کہو تنہا ندی کیوں نہ ہو دیکھ آہر زندگانی

گریزاری کرنا تمام آریہ بھائیوں کا

اج سماجیں رونق ناپیں باجہوں پندت پیا
گریزاری دا اچ لیکر دیندی آریہ پیارس

اج درینا پندت دے غم سینہ لیراں لیراں

اج درینا پندت دے غم ڈاڈیاں اٹھیاں پیراں

اج درینا پندت دے غم سب خاکی مقصیراں

اج درینا پندت دے غم چلن نہ کچھ نہ لیراں

اج درینا پندت دے غم سختی بنی امیراں

اج درینا پندت دے غم سدا وچیریاں برلاں

اج درینا پندت دے غم پہرے فقیراں

اج درینا پندت دے غم لگے رخم سریراں

اج درینا پندت دے غم سنے چیریاں تیراں

آج درینا پنڈت دے غم کہا دے اور چہاں لے نیراں
 آج درینا تیر سو یا ہی ہندو آؤتے بہارا۔
 آج درینا دہرمیاں دا دل آہی پارہ پارہ
 آج درینا بہائی ساڈا سالنوں نظر نہ آدے
 آج درینا پیاری رجن دا دکھ نہ بھلیا جاوے
 آج درینا سالنوں لگو تیرو چھوڑی والے
 آج درینا گدیاں خوشیاں ہو دے غم دوالے
 آج درینا پنڈت دے غم روندیاں دے نوں لکھیں
 آج درینا ہتھ نہ آوی پنڈت ہزاریں لکھیں
 آج درینا تیر دیکھاندی لگے وچہ جگر دے
 آج درینا ہوئی آج اندر سہم فکر دے
 آج درینا دہرم داسو ج کس بدل وچہ لکھا
 آج درینا ساڈا پیارا جاکتہا میں چھپیا
 آج درینا پنڈت دا غم کہا نہ جان پیاری
 آج درینا پنڈت باجھوں سخت بنی دشواری

اج درینا چین نہیں ہر دل پاؤچہ فراقاں

اج درینا کون نسلی دیوے آٹھکلیاں

اج درینا پنڈت پیارا ہو گیا فانی فانی

اج درینا پنڈت دے غمنوں پتھر پانی پانی

اج درینا ہنسراج ہی رور و مارے آئیں

اج درینا جے چند دے جان ستر چر ناہیں

اج درینا کسی ہزاراں مرو پیا رے روندی

درد فراقیں آہیں مرید آئیں تو نہیں نگہ ہر ہونڈی

حیف درینا حیف وہ درد تیریاں آہ رضا نہیں

دم وچہ خوشیوں غم وچہ گہتیں ترس تیرے دل نہیں

صبر منو نہیں دل ساڈی یکہرام دے دردوں

ٹکڑ ٹکڑی ہر دل ہو یا درد غماندی کروں

چو ہڑلا موت یکہرام دی آن پئی کر ہلے۔

آہ وزاری غم پنڈت دا پیا کیجے سٹے۔

شمنشان بھومی میں لیپانی ارکھی پنڈی جی کی

آخر شمنشان بھومی نڈوں چلے آریہ بھائی
بچے۔ دندی خلقت ساری مانا کردی آئی۔

ہندو سکھہ جرمو آریہ روندی جان پیارے
بابو بنو رئیس شہر دواندر ماتم بھارے

بچے بچے بھجن منڈلی گیت فراتوں گا دے۔

پیشہ رہناں ناہیں پیشہ رہناں اپنی رو رو پر پہاڑ

ارکھی اوپر پاؤں شیشو بھر بھر عطر تالابوں
خوشبو کہنا نہ کھنی دچہ گھر گھر باہر حد حسابوں

چند نام تامی روند کر ہے بہائی ہے بہائی۔

آں سٹیاں نہ بہوتر پنڈیا اتنی خلقت آئی۔

آخر جاشمنشان بھومی وجہ ارکھی جانکائی

مشاک مندل ساگر کی آندی چن چنہ بنائی۔

دہر تو پھر وہ چہ چہ دے دی تہیں پندت پیارا

بندواں دا ہویا دل تدا میں ٹکڑی ٹکڑی سارا

لاؤ تا پھر لا بو تہیں جان پیارے تائیں

اوس دلی جو حالت ہندواں آکھی جاندا ہاں

دُرگاہ پڑنا دے لیکھو دے دے فراقیں بہاری۔

رہو ملو سب آریہ پیارے کرو اتفاق پیارے

سببناں نے من لیا پیار جو ماسٹر فرمایا۔

وہ چھڑاں سب آریہ بہاںیاں مل تہیں نکل گویا

دہر ماتھا دامنایا۔ ویکھ نہ بکھہ سنوارے

دو نوں سماجاں اک ہو گئیاں ملے دی وہ چھڑی سا

پہر پڑ رو نہ تو آؤ گھر انوں و دیا کر کے ساری

ماں صفان پہاں کر بیٹھے غم جنہاںوں بہاں

آخر صبر کیتو نے پیار صبرناں نہیں چارہ

اِس دُنیا دی ماتم خانے صبروں ہو چھسکارا۔

چو پڑی اہمہ دنیا فانی دم کوئی دم بیری
آخر اک دن جانا ایتھوں جنگل ہوئی ڈیری

تہا م ش

تصویر ماظمہ
اوم ششم

مصنفہ چو پڑی منور محمد نواز

♦ ♦ ♦
♦

1379



1375;U

1375

उर्दू संवाह

पुस्तक का नाम पान्डुर लेख रत्न की यात्रा

आलमग़ी साहब की आलमग़ी

लेखक अहमद अली खान

प्रकाशन वर्ष 1897

आगत संख्या 4375

آریہ سماج

پنڈت یگچرم کی شہادت فرجہاں آریہ سماج کے وجود کو بڑا بھاری نقصان
ہو چکا ہے بلکہ ہندو سوسائٹی کو بڑا بھاری دھکا لگایا۔ وہاں دوسری طرف
مسلمان علماء و ائمہ قادیانی کے ہتھکڑی تذبذب میں ڈال دیا۔ اس کے
دکھ و گناہ دیا چنانچہ کبھی وہ مگر پنڈت کو پہل کرنا ہی نہیں اپنی عقلی و دلیلی
پہنچا کرتے۔ پانچلوں کو کبھی خدا کے تہ کی دیکھی دیتا ہے۔

عقلی نہ ہو کہ آریہ سماج نے کسی اخبار میں کسی تقریر و تحریر میں ہذا
معا صبا کو اپنی کسی قسم کا شک نہیں کیا اور نہ ہی کوئی حملہ کیا۔ بلکہ
شرزہا عجب سنے خود پہنچے ۱۹۰۱ء میں شہرہ آفاق شہرہ آفاق چھوڑ کر ہریا۔ آریہ سماج
میں اشتہار ملت روانہ کیے۔ اور آریہ سماج کو ہندوؤں کو اشتعال طبع دے رہا ہے
فقط ایک اشتہار پر کتنا نہیں کی بلکہ کسی اشتہار کا کمال ہرگز اور
آریہ سماج کے ہندوؤں و عام ہندو سوسائٹی کو جوش دلایا ہے۔ اس کا اخبار

صاحب کی کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس میں جو تصب غلط بیانیوں
 اور غلط فہمیوں سے پر ہے انہوں نے اور شریعت انگیز رفتہ خیر عبادت سے بہرہ
 نہ ہو۔ اگر کسی کتاب میں تہجد کا حوالہ نہیں دیا گیا تو گونٹ پر کوئی مہمان
 نہیں کیا بلکہ جو کہہ کیا اپنی ہیودی کے لئے کیا۔ اگر کوئی ایسی کتاب
 دیکر کہہ کہ کوئی تہجد کرنے کا ارادہ کرنے تو مدت سے گزرتا ہے
 اور جو سنہ کی جو کتابیں اپنے چہائی میں وہ وہ یہ کہنے کی تھا نصف
 ہر وہی نہ کہ زہر شیر خور کر کے کہیں مفت اس الگ لگائیں یا کسی کو مفت دیجی
 ہیں۔ ہر وہ صاحب کا گونٹ پر احسان جتنا چاہتی وارو۔

دوسرے جیسے میں مرزا صاحب نے چالاک کی کا اعلیٰ درجہ کا ثبوت دیا ہے
 آریہ سماج مان اور عام ہندوؤں کو تہذیب کے کابل اسلام کو یہ خلاف حملہ
 کرنے کی تا چال کر رہے ہیں اور اپنی قوم کو گریہ سکین کی طرح حلیم و صابر
 ظاہر کرتا ہے ساتھ ہی گونٹ کو بتاتا رہے کہ آریہ صاحبان کے
 چٹکے بے حد ہیں اور آریہ صاحبان کو ایک نصف انگیز گردہ ثابت
 کرتا ہے اور ہر ہندو کے حوالہ سے ہندو پر دلاؤ ہندی کے مصلحت ایک

بجائے لازم لگنا ہے۔

جواب (مرزا صاحب آج کل اورنگ زیبی زمانہ گزر گیا اور جو اس
نصب و کثرت کا زمانہ ختم ہو گیا۔ یہ وہ گورنمنٹ نہیں ہے کہ ان کی سی
لغو اور جہل و تعسیر وں تحریروں پر عمل کرے یا یقین کرے۔ کیا گورنمنٹ
نے ریسٹریکٹڈ گورنمنٹ کے راپرل کے مضمون کو نہیں دیکھا کیا گورنمنٹ
نے پیسہ خبا کے مضمین کو مطالعہ نہیں کیا ہوگا کیا " جہاد "
نواب کے قبیلے جو سولٹری گورنمنٹ میں لکے ہیں گورنمنٹ کی نظر سے
نہیں گزرے کیا گنہام اشتہارات سلطان و م کی امداد کے لئے دعا
انگو کے لئے اور اسکو دشمنوں کو مقہور کرنے کے لئے دہریہ نہیں
تقریب ہوئے کیا جا بجا عید گاہوں میں مسلمان ہندو کو اشتعال نہیں دیا
گیا کہ سلطان و م کی امداد کر دیکر کیا پیسہ اخباریں ملوی ضیاء الدین
کی چٹھی و م کو ارسال کی ہوئی جہاد کے مسئلہ کو از سر نو اٹھانے کا ارادہ
نہیں کرتی۔

کیا یہ بہت واقعات گورنمنٹ سے مخفی ہیں۔ اگر نہیں تو میرے گھر پر
تعمیر ہو رہی ہے۔

آدمی آپ کے الحاح پر یقین کر کے آریہ دھند و صاحبان کو فساد کی بجائے
 ایک تو انہیں کا بڑا سرگرم آدمی جہاد کے مسئلہ کے اہل اسلام پر خیر خیر کریں
 اور دوسرا پھر بھی آریہ کو دھمکی دیں۔ دیکھیں کہ کسی غیبی کے بہت
 دکھائے جاتے ہیں بھی تم تعالٰیٰ سپریم ہوتا آریہ صاحبان کی عالی ہمتی کو
 کہ فائل کا نام تک نہیں دیا۔ سو اگر بہت جی کے قتل کا نظارہ کچھ کو قاتل
 کے برخلاف کسی قسم کی خود نہیں لکھی اور نہ ہی گوشت کو کھدوں کی برخلاف
 تقریر یا تحریر پھیر کاٹنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ہر زنا جہاد آریہ
 صاحبان کو خاموش دیکھتے ہیں۔ اس قدر سرسبز ہے۔ آریہ ہیں۔ اخبار بہر ہند
 کی عبارت پر کون یقین کر سکتا ہے۔ جبکہ اسکا ایڈیٹر ایک رپکا متعصب مسلمان
 ہے اور اس نے ہم کی سنگتوں کو نہیں اڑنا۔ مسلمانوں کا شیوہ ہی ہے
 جو کہ ان صاحب ہندت جی کی قتل کو ایک جو تھا اور ناحق الزام مسلمانوں
 تھا کر رہے ہیں۔ حالانکہ اب ۱۵ مارچ کے اشتہار میں خود تسلیم کر رہے ہیں
 کہ حد اکثر نشان کے نمبر کے لیے انسان کو دھمکھیرا لگا جسکو دلوں
 میں اپنی خیالات ڈالیں گا مگر خدا نے ایسا خیال اپنی ہندت بجائے کم کی تو

۱۰۔ تاریخ شمس کے صفحہ پہلو کالم کو مضمون کے نامہ نگار ایم آر بشیر نے تصحیف کر کے
 اور زینت کی توجہ خاص طور پر پڑھائی کہ جس میں اور پیر غلام بی بی خدیجہ بطور حواشی کے ملاحظہ
 کیا گیا کالم کی طرف اور چند خرابی کی طرف جو مرزا صاحب اور دیگر اہل حق کی طرف سے لکھی گئی ہیں

جواب ایک ان قسم کے من گھڑت زردھنی نام لکھ کر گورنٹ کو دینا کہ
دینا آچھا ایمان کی اعلیٰ چوٹی شریعت کا ہیوت نہیں ہے اول تو سراج حال ہے
ایک ہندو کسی مسلمان بنائیں اس قسم کی دھکی کا مفسون و ججہ یوں
ہندو ہمارا سکا دل کچھ نہیں۔ دودم مسلمان ایڈیٹر شرح ایڈیٹر ہندو
دہلی میں رہے اگر سپر اپنا حاشیہ نہ چڑھاتا۔ اور گورنٹ اک نہ پہنچا۔
۳۔ جہاں کوٹ ایڈیٹر لیس سیکر ایڈیٹر آقا سید ہندو شیئر اس تپہ نشان
پوجا تو ایڈیٹر صاحب دم بخود ہو گئے۔ ایک کیا یہ قرین قیاس نہیں ہے کہ اندر
خباہت نے مفت میں ہندوؤں کو بذا م کرنے کی کوشش کی جو ایسا ہی ہندو
کے ایڈیٹر کی تحریر بھی اسکی سینہ زہری ثابت کرتی رہے کہ وہ بھی
اسلامیہ خباہت ہے۔ اسو اور اگر ایسی اندھوں کا مشہور کرنا بھی یہ اسلام کی ستانی
ہے کہ وہ کہ جب بھی گورنٹ نے ان افروہ کی صلیت دریافت کرنے کے لئے
کوشش کی اور سرخ لگانے کے لئے سعی کی تو وہ انہیں بالکل غلط اور بے
بنیاد ثابت ہوئے۔

جملہ جہاں میں مرزا صاحب نے پھر اپنی پیشین گوئی کے صحیح ثابت کرنا

دوسری کیا ہے میں ان پیشانیگو میں کئی افویٹ پر لاک سالہ لکھ چکا ہوں۔
 تاہم میں اسکو ملاحظہ فرما دیر اور مرزا صاحب کی ردہ سازوں کا اہلکار
 کا ڈوڑھ بچھ نہیں لیکن یہاں جو مرزا صاحب کے چہرے کے لفظ پڑ رہا ہے
 وہ بالکل غلط ثابت ہوا کہ مرزا صاحب جس مذہب کے پیرو ہیں انکی چہرہ
 تاریخ کو بیٹہ افضلہ میں نہیں ہوا۔ بلکہ دوسری سوال تھی مرزا صاحب کو
 تعلق اس ماہ کی چھ تاریخ سے ہونا چاہیو تھا۔ جبکہ وہ معتقد ہی ہو
 کیسائیوں اور ہندوؤں کے جہنم کو کیا تعلق ہے لیکن اگر عیسائیوں کے مذہب سے
 تعلق لگایا جاوے تب بھی پندت جی کی موت، راج کو ہوئی اور سندھینہ
 کے موافق، پھاگن کو ہوئی چھ، مارچ کو چھری کا لنگھا مرزا صاحب کی میل
 کے پور کسفی نہیں ہے کہ مرزا صاحب کے قول کے موافق خدا کا قہر، راج
 کو دفع ہوا۔ ماسکو واکو بلحاظ سن کے بھی چھ پر لفظ ستر کو تعلق نہیں ہو کہ
 انگریزی مہینے کے موافق ۱۸۹۶ء تھا اور پھر یہ مہینہ کے موافق جبکہ وہ
 کی تاریخ معتقد ہے۔ اور جبکہ وہ خدائی جہنم کو کتاہو ۱۲۷۱ء میں
 چھ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایسا ہی جو مرزا صاحب کے بعد مشرق کی تھی

بمطابق ہر مین احمدیہ کے ۱۰ سال کے بعد اور بخاط اس کے اٹھارہ موزوں ۲۰ فروری
 ۱۹۰۷ء کے چار سال کے بعد پنڈت جی کی موت وقوع میں آئی۔ باقی رہا
 پنڈت جی کو خنجر بگناہ بھی بہتر سی چھپرہ واقعہ ہوا پس جب چھپرہ بکر کا وقت
 گزر چکا تو بعد کے وقت کو چھپرہ کے لفظ کے ساتھ منسوب نہیں کر سکتے مگر مہینہ
 کے لحاظ سے دیکھا جاوے تب بھی چھپرہ کوئی مناسبت نہیں کہوں کہ عیسائی
 مذہب کے لحاظ سے راج مہینہ ہوتا ہے اور ہندوؤں کو بخاط سے پہاگن
 ماہ ہوتا ہے اور محمدی خیال سے شوال و سداں ماہ ہوتا ہے پس نہ تو بخاط مہینہ
 نہ بخاط سن نہ بخاط ماہ نہ بخاط تاریخ نہ بخاط وقت چھپرہ کا لفظ پورا ہوا۔
 پھر شمس مرزا صاحب کر چھپرہ کا لفظ کو تسلیا تسلیم کریں۔

پانچویں اور چھٹی جیسے میں بار بار عبد اللہ اتہم اور پنڈت لیکھ رام کو
 پیننگوئی پرنسپل کی جگہ جگہ جواب رسالہ النویات پیننگوئی میں راج
 ہو چکا ہے۔ ہم خدا کو عالم غیب (انتہر گیم) اور مراد گاہ سے ہیں لیکن اگر
 خدا کی طرح اس کو مرزا صاحب پر حالات ظاہر کر دینا محتاج نہیں ہے۔ ہر بات
 اپنے کاغذ پر اس کے بارے اور ہم درودہ نہیں چسکتا۔ مرزا کی خدا کی طرح ہے

وگام کو مسخ و ترمیم نہیں کرتا رہتا اور نہ وہ نیرا صاحب کسی شیر کاروں اور
صلوات کا مل کا محتاج ہے۔

(ساتواں جہانہ) میں مرزا صاحب نے تیسویں اسلام کو شریب اور ہندو کے
نہیب کا خدا تعالیٰ کی دگاہ میں سترہ برس جو ایک مقدمہ دائر تھا سوا سو اسی
کے جلاس میں اس اعلیٰ عدالت کے مسلمانوں کے حق میں ایسی گری کی جس کا کوئی
پہل اور نہ مرافعہ۔

(جواب) اسلام اور ہندو کے درمیان تیسویں برس کے تو نہیں بلکہ چھ صاحب کے
نہیب کا سوا و خلفاء کے نہیں قدم چٹا گزرتا ہے سیکڑا ایک مقدمہ چلا آتا ہے
اور یہ مقدمہ جاری کیا گیا جس کا کہہ رہے ہیں چٹا چٹا ہی ال اسلام و تقصیر اور
حد کو چھڑ کر رہی اور صدقات کو چھڑ نہیں دیکھو۔ اور اتم کو پہلا اور
گمان کو پھر از سر نو حال نہیں کریں۔ مقدمہ جو ہندووں اور مسلمانوں کے درمیان
تھا۔ وہ سماجی کتب اور ان کی صداقت پر تھا کہ ایک یاد و ادب کے سر پر
ال اسلام کا سنگم ہوں اور یہ چھوٹوں کو ستانا اور بڑوں کو کرنا کوئی اہل اسلام کی
سچائی کا ثبوت نہیں ہے۔ یہاں ایسا ہی ہوں کہ مسلمانوں کو تہذیب و تمدن نا کوئی ہندو

مذہب کی بزرگی پر انہیں - برٹش گورنمنٹ کا مسلمانوں کے ہاتھ سے راج لینا اور ان کو
 گورنمنٹ میں ان کا کوئی مذہب کی بزرگی کا ثبوت نہیں - ایسا ہی پینڈت لیکنہ رام کا
 ایک بڑا بڑا قائل ہے ہاتھ سے فریب - کرو دغا سے مارا جانا اعلیٰ عدالت سے ڈگری
 کے لئے کاغذات نہیں لکھا اعلیٰ عدالت سے سچ پوچھو تو وہ دیکھ کر ہم کے حق میں
 ڈگری لائی کہ وہ دیکھ دہرم کو قتل اور اس کی پیر کا - غلط ثابت نہ کر سکے
 پینڈت لیکنہ رام کے - عمر منوں کا جواب نہ دے سکا - دلیل - حجت - برہان -
 دکاوت - علیت - فطرت کو ساتھ جب غمہ برآ نہ ہو سکا - تو لاچار کو نہ
 چھپاؤں پر کڑا ہے میں بھی بھی رسالہ نمبر ۳ میں یہاں کہہ چکا ہوں کہ
 اسلامیہ خدا کی بزرگی یا ڈگری کے بت قائل ہوتے - جبکہ محمدی نہ اقرآن
 کے برخلاف بولتی ہو کہ پینڈت لیکنہ رام کی زبان بند نہ کر سکا - اس کو رک نہ
 سکا - باوجود قادیان مطلق ہو سکا اس پر اپنا غلبہ نہ جما سکا اس پر اپنا ذرا بھی اثر نہ
 پیدا کر سکا - اور پھر غور فرمائیے کہ ڈگری کس طرح دی - فریب - دغا سے - کر سے
 بڑی سے اور اعلیٰ درجہ کی چال بازی اگر یہی توفانی اور محمدی خدا کی نفی
 ہے کہ الہی ہو سکا اور دغا سے پتہ بگزیدہ آدمیوں کو بھیکہاں آدمیوں سے

انعام لینے کی کوشش کننا اور بغیر بار وجود قادر مطلق پر جو کہ کسی طرح سہا
 قاب نہیں پاسکتا۔ تو سمجھ کر رہے کہ ہمیں تعزیرات ہند کے دفعہ
 میں مانعہ نہ ہو گا۔ اگر یہی آپ کو خدا کی فضیلت پر کہ فیصلہ کر دجوات کا
 جواب دعویٰ لینے سے انکاری ہے اور تفرض کے جوابات کے جواب دینے سے
 مایوس اور پھر فریب و مکر کی دگرسی کی طرح سے عبادی ہو تو وہ خدای کا سختی
 نہیں بلکہ فریبی و چال بازی بھاری ہو۔

گو صاحب ان سینکڑوں مسلمانوں پر جو کہ اپنے دین کو چھوڑ کر حضرت
 عیسیٰ کی چرچ میں جا کر سمیں ہو اور ان عیسائیوں بلحدوں و دیگر مذہب
 کے بہترین پرستوں محمدی خدا اپنا رعب و اہ نہ ڈال سکا اور کسوں ان کو
 اپنا ہمکار اور سیاری جلال دکھا کر اپنے قابو میں نہ کیا کیا بار وجود قادر مطلق
 ہونے کے ہمیں اتنی بھی محبت نہیں کہ معمولی منشوں کو جو آپ کو خیال کے
 مطابق آنسو دینے ہاتھ سے مٹی گوند کر پیدا کیئے ان پر اتنا ہی غمناک چلا کر
 کہ وہ آپ کو زیر کر سکتے ہیں میں پہلے کسی رسالہ میں بیان کر چکا ہوں کہ یہودی
 نماز الدین اور پادری رجب علی وغیرہ پر کسوں خدا نے اپنا رعب نہ

زیہو یا اور کونخ وہ دین عیسوی چھوڑ کر گمراہ ہو گئے۔ کھوں اب
یکادوں مسلمان شہر ہی بھاسکے ذریعہ ہندو اور آریہ بننے جاتے
ہیں۔

سچ پوچھو تو محمدی خدا ہی پنڈت لیکھ رام سے دتا تھا۔ گونکہ
وہ کھلم کھلا اور سنی کے ساتھ پنڈت لیکھ رام پر غالب نہیں آ سکتی
تھا۔ محمدی خدا اسکو اپنی علیست اور طاقت سے تو قابو نہ کر سکا البتہ
جسب نول مرزا صاحب (دیکھو اشتہار مرزا صاحب مضموعہ ۱۵-
مارچ ۱۹۰۷ء) اپنے ایک پاک آدی کو فریب سکھایا کہ اگر تو اپنی
تمیں آریہ بننے کے لیے پنڈت لیکھ رام کے آگے جھوٹ بولے گا
تب وہ تجھ پر عتاب کرے گا ورنہ تیری اور میری عزت کسی طرح
اسکو آگے نہیں رہ سکتی۔ سچ محمدی استقدر طاقت نہ تھی کہ
سوائے ایسی فریب۔ دہو کھو اور بنر ولا نہ ملے کہ پنڈت لیکھ رام پر غلبہ
پاسکے۔ اگر اسی کا نام فتح ہو تو مرزا صاحب اور اسکو خدا کو یہ فتح مبارک
ہو۔ اور خدا کو جو کامیابی پنڈت لیکھ رام پر ہوئی اسکو لچر شادمان

ہونا چاہیے کہ اپنے دشمن پر بذریعہ ایسی گریہ سارسی درود ساری
 کی فتح عظیم حاصل کر لی اور مسلمانان کو بھی شکریہ کرنا چاہیے کہ انکا
 مذہب الایالاتین انانین اور حادق ہے۔ کہ اپنے دشمن پر فتح پانے کے
 بہت عرصہ ڈھنگ جاتا ہے۔ اس سلسلہ سے جو پندت لیکہ رام
 کی موت ہو واقعہ ہوا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ آئندہ کوئی کتاب ہنود
 کے برخلاف نہ لکھا کریں۔ کہوں کہ خدا نے مرزا صاحب کو قول کے
 موافق فیصلہ کر دیا کہ محمدی مذہب ہنود کا مقابلہ بذریعہ کتب سحر
 فبت عقل فلسفہ نہیں کر سکتا۔ ہوز نہ ہی قتلان دید کے آگے بارنگ
 کے برابر ٹھہر سکتا ہے۔ پس محمدیوں نے بذریعہ جہاد ہی کے فتح منہای
 جبکہ ایران بمصر۔ افغانستان اور روم کو بذریعہ جہاد کے فتح کیا دیا
 ہی اب ہنود پر فتح کا دعویٰ کرتے ہیں۔ پہلے تو مسلمان لوگ
 عدالت کی دہکیاں دیتے رہے نا شیں کیں کہ پندت لیکہ ام کی کتب
 جلائی جادیں۔ افسوس کہ عدالتوں میں بھی محمدی خدا اپنی پیادگی
 کی مدد نہ کر سکا۔ جب محمدی خدا اور اسکی پیروکاروں کا نہ تو بذریعہ

تحریر نہ بذریعہ تقریر نہ بذریعہ عدالت کوئی بس چلا تو سچا کر آکر کہ پندت
 لیکھ رام پر اسلامیہ رجب چھا جانا اور وہ محمدی خدا کا پیرو ہو جانا محمدی
 خدا نے وہی فریب کہلا جو شیطان کیساتھ کہلا تھا (دیکھو سالہ نمبر ۲)
 وہ رکھی محمدی خدا اور میری برتری۔ ایسی عدالت اور ایسی برتری
 پر ہزار آفرین۔

مخفی نہ رہے کہ پندت لیکھ رام کو بذریعہ گناہم خطوط بذریعہ
 نویس۔ اور قہری خدا سے الہام پاکر بذریعہ شخصیات اور جہاد
 کی دہمکیاں دیکر حیدر آباد۔ شملہ۔ لاہور۔ بمبئی۔ دہلی۔ امرتسر
 وغیرہ شہروں میں بر ملا کہتے ہو کہ پندت جی آپ اپنی تقریریں
 تحریریں کے لئے سزا پاؤ گے۔ مگر پندت جی بے ڈر کہہ ہو کر یہ
 جواب دیتے ہو کہ بہائی میں اپنے جسم کی دنا کس پر وہ نہیں کرتا
 اور نہ میں آپ کے جہاد کی گیڈ بیاہوں اور نہ میں گریاؤں کہ وہ مجھ کو اور میری
 پرٹ کو تمہاری خودی خود اور آہنی دنا نہیں کاٹ سکتا مگر مجھ کو فتح کرنا
 چاہتے ہو تو اپنے مذہب کو کبرگی کے ساتھ منسوب کیو۔

لیکن افسوس کہ پندت جی پر کسی حالت میں فتح نہ ہوئی۔ البتہ اگر بزر دلانہ
زیبا نہ قتل کا نام عدالت کی طرف سے مسلمانوں کے حق میں ڈگری کا ملنا ہو
نہیہ ڈگری محمدی خدا اور معبودہ مسیح کو مبارک رہے۔

جملہ ۷۔ قول ۱۰۔ یہی کل کی بات ہے کہ ہندو صاحبان فرمایا کرتے
تھے کہ ہمارا مذہب کچا دیا گاہے اور حقیقت میں یہ بھول نہایت سچا
تھا۔ پھر جسو شہدہ کرنے کی آرزو دان کے دلیس پڑی تو انہیں ایسے شخص
پیدا ہو کر جس کا نمونہ ایک لیکھ رام تھا مواب ایسی بیہودہ خیال جاسے
ہیں اور ۔ ۔ ۔ ۔ اسلام کی طرف رجوع کریں۔

(اقول) تعجب ہو کہ مرزا صاحب نے اس آیتہ کے عنوان میں تو
فاہر کر دیا کہ گورنمنٹ اسٹیشن اسٹیشن توجہ کرے کہ مجھ پر آریہ صاحبان اور
ہندو صاحبان ظلم کرنے لگے ہیں۔ میری مخالفت کیجاوی۔ لیکن
میں مضمون کہ چھوٹا کہ اپنی ثبوت کا ثبوت دے رہا ہوں۔ اور اپنی قرآن
میں پختا ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ حالانکہ ہتھار کے مضمون سے
ان باتوں کا کچھ مطلب نہیں تھا۔ اب آپ ہدایت کرتے ہیں کہ کلام

رسول پر ایمان لاؤ تب ہی تم دنیا میں نجات پاؤ گے۔

(جواب) ہندوؤں کا مذہب کچا تاگا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ ہندو اپنی زرخشات اور نرم دل ہیں کہ پتھر کی طرح سخت دل اور پتے کی طرح تنصیب نہیں ہوتے بلکہ جھوٹ کو تیا گئے اور سچائی کو گرہن کرنے کے لیے ایسے متعدد ہتے ہیں۔ جیسے کہ کچا تاگا۔ ہندو سچائی کی طرف مائل ہونے کے لیے اور اپنی غلطی کو چھوڑنے کے لیے کچھ تاگے گئے۔ ڈٹنے کی خرچ کیا ہیں پر خلاف مسلمانوں کے جو کہ اپنی ضد اپنے تعصب اپنے ہٹ پر پتھر مضبوطی کی طرح قائم ہیں۔ اپنی مذہب کی تکذیب دیکھ کر بے جا جو دہی اپنی ارادے اور خیالات سے نہیں ہٹتے۔ ہندوؤں کے بارے میں منجھڑ اور یونانیوں نے بھی یہی رائے دی کہ وہ دل کے پیچھے۔ میانہ رو۔ اپنی عادت میں سادہ ہیں اور سواستے انکو مذہب کو تاگے سے مثال دی گئی ہے کہ وہ ہٹ کو چھوڑنے اور جھوٹ کو تیا گنی دینے کے لیے زرا ہی پس و پیش نہیں کرتے بلکہ ہر وقت اور ہر طرح سے تیا ہیں۔ (سب) غیبا نے کوئی زندہ نشان بدلتا بلکہ رام

کی شہادت پر نہیں کھلایا اور نہ دکھلا سکا تھا۔ دنیا میں آپ جیسے
 چند بچے متعصب مسلمانوں کے سوا کونسی بھی شائستہ آدمی کسی قوم و ملت
 کا ایسی ایک شخص مرود کی بزدلانہ اور فریبانہ کارروائی کے نام سے
 نامزد کرتا ہے۔ لیکن اگر اس شہادت کا نام زندہ نشان ہے تو پھر ہم کو
 یقین ہو گیا کہ محمد صاحب کی کرامات اور حضرت خدا کے وہ انشانات۔
 معجزات و کرامات جو آپ کی سماوی کتب میں درج ہیں محض فریب و غما
 اور سکر کی بنیاد پر ہیں۔ آپ کو خدا کی بہت توبہ ہوتی کہ شدت الیکرام کو
 اسکی آرزو کے مطابق قایل کر سکتا۔ اور اب ہمارا بھی دعویٰ ہے کہ
 اکثر آریہ صاحبان آپ کے عقیدہ پر زنجیر تیار ہو جاؤ گے۔ اگر آپ اپنی الہامی
 کی امداد و دیدوں کے چند فستروں کے ارہتہ کر دیں لیکن ایک آدمی
 پر غدا بادل ہو چکی دیکھی دینا محمدی اور فراری خدا کی بزرگی کا نشان
 نہیں ہے۔ بلکہ اسکی تجاویز تجاویز تسلیم اور تطاول کا عملی ثبوت ہے۔
 (ج) پھر موصاحب نجات اور راحت کا ذریعہ لا الہ الا اللہ محمد
 رسول اللہ ہی بتلاتے ہیں۔ حالانکہ آپ خود اس پر عمل نہیں کرتے۔ آپ

خدا کا زندہ نشان نہیں کہ کچھ بگڑا کر لکھتے ہیں

اپنے تئیں خود رسول کبھی امام مہدی کبھی مہود مسیح کبھی ملحم کبھی پیغمبر
 صاحب ملتے ہیں اور محمد صاحب کے ختم المرسلین ہونے کے
 قابل نہیں ہیں۔ مگر مزار صاحب یہہ تو فرمائیے کہ جن لوگوں نے یہ
 کلمہ نہیں پڑھا یا جن تک اسکی آواز نہ نہیں پہونچی یا جو بخش کہ اس
 کلمہ کی پیدائش سے پہلے مر گئے۔ وہ بیچارے تو سب جہنم کو داخل
 ہونگے۔ آفرین آپکے خدا کی عدالت پر اور اسکی انصاف پر۔ انجیلی
 خدا تو حضرت عیسیٰ کو اپنا اکلوتا بیٹا رکھتا ہے اور آپ اسکو ایک
 معمولی نبی۔ پہ کر طرح ممکن ہے کہ انجیلی اور قرآنی خدا میں باہم نہایت
 ہو۔ بھو تو ڈر ہے کہ کہیں ہر دو خداؤں میں باہمی جنگ جہاں
 ہو پڑے۔ اور محمدی خدا کہیں جیتھڑا نہ جائے۔ جیسا کہ تقویٰ کے
 کشتی کرتے ہوئے بیچارے خدا کا برا حال ہوا تھا۔ اسوقت کی گڑب
 اور شیعوں کو اب تک ہم ٹپی سے دست کرتا رہتا ہے۔

مزار صاحب یہہ تو بتلا دیں کہ خدا کو ساتھ سب مسلمان باتیں کرنے
 کے لائق ہو جاتے ہیں۔ یا صرف آپ ہی۔ اگر یکے سب مسلمان خدا

۱۳۶۹
کے ساتھ باقیں کر سکتے۔ تو مولوی محمد حسین شاہی (جو وہ بھی
سلمان ہے) کو ساتھ آپکا کبھی تنازعہ نہ پڑتا کہ نہ خدا ہمیں
بکری نصیب کر دیتا۔ آپکی اپنے چچا صاحب ددیگر رشتہ داروں
کے ساتھ کبھی خصومت اور عداوت تک نہ پہنچتی بلکہ
ہر ایک سلمان خود خدا بن بیٹھا اور دنیا کے ہر ایک فرد بشر محمدی
نہیب کا رعب چھا جاتا اور سلمان لوگ کبھی اس ذلت کو خواری
کو نہ پہنچتے اور نہ کبھی کسی معرکہ و جنگ میں مہترم ہوتے۔

لیکن اگر صرف آپکی ساتھ خدا باقیں کرتا رہے تو جیسا کہ میری چند
طالب علموں نے آپکو مثال سے لیا تھا کہ ہم کچھ عبارت لکھ کر اپنے
صندوق میں بند کر دیتے ہیں۔ آپکا خدا جو کہ آپ داماے اسرار
نہانی اور عالم الغیب کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ آپکو ساتھ کلام کر کے
آپکو اس بات کی امداد دے کہ آپ اس لکھی ہوئے کو پڑھ لیں تب
تو میں یقین کر دے گا کہ خدا آپکے ساتھ باقیں کر سکتا ہے۔ درحقیقت
فضولیات۔ ہر لیاات اور لغویات کا کوئی فرد بشر قابل نہیں ہوتا۔

شیخ اسکی مزا صاحب پھر خدا کے نشانات کی تشریح کرتے ہوئے بتاتے
 ہیں کہ خدا کے دو نشان ہوتے ہیں۔ ایک تو ولی دوسری فعلی۔
 ولی نشان جیسی مزا صاحب کا مضمون لکھو رکے نہ ہی علمیں دل
 درجہ بنا۔ اور فعلی نشان سے مراد بیڈت صاحب کا قتل ہونا۔
 (جواب) خداوند تعالیٰ کی عظمت کے نشان انکی سرشتی کی چنا
 اور ہر ایک پرستہ کے گن۔ انکی قدرتی نظارے سورج چاند سیارے
 وغیرہ ہیں۔ تو ولی اور فعلی نشان مجسم اجسام کے ہو کر تہیں۔ پر ماما
 بھی اپنے نیم درودہ کاریہ وہی نہیں کر سکتا۔ اسکی تو ولی نشان یہ ہیں
 اور فعلی نشان یہ ہمانہ و سرشتی کے اچھے ہیں۔ جنہیں سے کسی ایک
 پتے کی ایت دریافت کرتے ہوئے بھی ایگیہ جیو چکر اجاتا ہو۔ اور ان
 تئیں قاصر و عاجز ظاہر کرتا ہے۔ جب پر ماما فائدہ مطلق ہے تو اسکو
 فعلی کر کے انسان کو اپنی قدرت دکھانے کی ضرورت نہیں ہے
 نشان اسکو دکھا کر فائز کیا جاتا ہے۔ جو اپنا مخلوق نہ ہو۔ اسکے
 آدمین نہ ہو اسکی عظمت کا قائل نہ ہو۔ لیکن پر ماما اپنی مخلوق کو اپن

فعلی نشان کے ذریعہ قایل کرنے کا ذریعہ محتاج نہیں ہے لیکن اگر
 بالفرض محال مرزا صاحب کو گہری کے بموجب خدا کے قولی اور فعلی
 نشانوں پر یقین ہی کیا جاوے۔ اور ان لیا جادو کے مجھری خدا
 اس بات کا محتاج ہے کہ جب تک وہ اپنی قولی و فعلی نشان نہ کہلاوے
 تب تک دنیا کو لوگ اسکی بزرگی اور جلال کے قایل نہیں ہونگے
 اور نہ ہی اسکی طرف قایل ہونگے۔ تو مرزا صاحب کے مضمون کا کسی
 جذبہ میں اول ہنا خدا کی کوئی عطیہ ہے۔ اول تو مرزا صاحب کا
 مضمون نہر ہی جذبہ میں اہل درجہ پہنچیں گا۔ کہ نہ کہ نہ تو کسی ہند
 اجار نے نہ برہما خد نے نہ آریہ اجار نہ سکھ اجار نہ انگریزی
 اجار نے اور نہ ہی عام خلق نے مرزا صاحب کے مضمون کو اول درجہ
 کا کرنا۔ بلکہ مولوی محمد حسین صاحب ٹہالوی اور چند اداریوں و فاضل
 مولویان بھی مرزا صاحب کے اس مضمون کے اول درجہ پر رہنے
 کے قایل نہیں ہیں۔ پس جب گہری ہی صلح نہیں جبکہ مولوی
 صاحبان بھی مرزا صاحب کے قولی نشان کو تسلیم نہیں کرتے

تو مرزا صاحب اپنی دلو خوش کرنے کے لئے اپنے مضمون کو چار ہی مضامین
 میں وریدیں۔ یہہ خدا کے قوی نشان ہونی کا ثبوت نہیں ہے لیکن اگر باقی
 یہ بتیم بھی کر لیں کہ مرزا صاحب کا مضمون اول درجہ پر مانتا ہی ہے
 خدا کے قوی نشان کا کافی ثبوت نہیں ہے کہ کونکہ لیاقت کا ہونا اور
 قدرتی ذہانت کو فریجہ عالم ہونا ایسے خدا کا قوی نشان نہیں ہے۔
 مسٹر چائس برٹیلہ جو کہ اپنی فصاحت۔ بلاغت اور ذکاوت کو اپنے
 بکتاے روزگار تھے جنکی لیاقت۔ متانت اور کیاست کا دنیا
 کا ایک بڑا حصہ قایل تھا چسکی سانت۔ فرست کے
 آگے دنیا بہتر گانت ہی تھی۔ آپکے خدا کی دہجیاں اٹراتے رہی اور
 شیطان اور خدا کے قصہ پر۔ حضرت نوح کے طوفان پر۔ تورات پر
 خرافات اور بطلان پرستی پر رسالوں کے رسالے لکھ گئے۔ اور کسی
 پادری دھندسی کو عزت نہ پوری کہ اسکو مقابلہ میں باہر آسکے بلکہ
 زیادہ قوی نشان رکھتا تھا۔ ایسا ہی مسٹر ڈیٹرنا شک۔ یہ پچیس
 قوی نشان رکھنے والے کو برحق تک پڑنا سکتا تھا۔ یہ نہ معلوم کہ

آپ اپنی لیاقت کو کس طرح خدا کے قوی نشان سے منطبق کر سکتے
 ہیں۔ حالانکہ محمدی مذہب میں چند مولوی اور عیسائی مذہب میں
 بھی ہزاروں عالم آپ کو مدت تک تسلیم دیتے ہیں۔ آریہ مذہب کا
 ایک ایک مہتر آپ کو اور آپ کے خدا کو مدت تک اپنا شاگرد بنا سکتا
 ہے۔ پس آپ کو مضمون کا کسی ڈھائی ٹوڑو جالبہ میں جسکو نہ تو آریہ
 صاحبان نہ برہمن صاحبان نہ عیسائی صاحبان نے باقاعدہ جالبہ
 تسلیم کیا ہو۔ آپ کو خیال کے مطابق آپ کا مضمون اچار رہا تو یہ خدا کے
 قوی نشان کا کوئی ثبوت نہیں۔ آپ تو مذہب کو دیں فلسفہ اور
 علیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں سمجھتے۔ بھونے کے فلسفہ چشم حق
 میں کور و نابینا بود۔ مگر چہ پیدا میکن و یا بوعلی عینا بود۔ پہر کو نشی
 خوبی آپ اپنے مضمون میں ظاہر کرتے ہیں۔ کیا خدا کا قوی نشان
 قرآن محمدیوں کے ہر حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ جو آپ اپنے مضمون کو
 اب خدا کا قوی نشان ظاہر کرنے لگے ہیں۔
 اب بار خدا کا فعلی نشان جسکو مرزا صاحب پندت لیکر ام کی

شہادت سے نصیر کرتے ہیں۔ ہم سچے رسالہ میں بیان کر چکے ہیں
 کہ اگر خدا نے مرزا صاحب کو کھنڈ کے مطابق پٹنت لیکھ نامہ ام جی کو
 بد زبانوں کے بدلے سزا دینی ہوتی تو اس خدا کے توفی نشان سے
 پادری عماد الدین - سنہری کلارک مارٹن اور دوسرے ہزاروں پادری
 جو دوشنبہ محمدی مذہب کے برخلاف تقریریں کر سکتے ہیں یہ سچے
 پٹنت لیکھ نامہ خدا کی ہستی کا تو قائل تھا۔ لیکن دہریے اور مجذوب خدا
 کی ہستی سے بھی انکار میں آگئے ہیں۔ خدا نے کہی اپنا چمکارا نشان
 اور زندہ نشان دکھا کر قائل نہ کیا۔ لیکن اگر بالفرض پٹنت لیکھ نامہ
 کی شہادت خدا کا توفی نشان تسلیم کیا جاوے تو سوال یہی ہوتا ہے کہ
 خدا کو اپنا توفی نشان دکھلانے کے لئے فریب و غا سے کام لینا پڑا
 کیا اس میں توفی نشان دکھلانے کی یہ طاقت نہ تھی کہ پٹنت لیکھ نامہ
 کی زبان بند کر دیتا کسی سخت بیماری میں مبتلا کر دیتا آئیں بند کر دیتا
 یا ہمیں کوئی ایسا نشان ظاہر کرتا کہ سب لوگ پٹنت جی کجالت
 دیکھ کر خدا کے چمکے نشان کے قائل ہو جاتے۔ میں سچے بیان کر چکا

کی دانتوں کی دانتیں آئے ان پر شکر پر قبضہ اور ہر گانو میں ہوا کرنی
 اور فاعل دانتوں ہو جایا کرتے ہیں یہ ایک آدمی کی بزدلانہ اور
 پانہ جابا زنی کا چمک سید لایا نہ لاشان جو ہمیں خدا کی خدائی کا کوئی
 ہوتے نہیں ہے۔ ہر راز صاحب اسی انتہا کے فٹ نوٹ میں ایک اور
 پیشین گوئی کا خوالہ دیتے ہیں یہ خدا ایسا نہیں ہے کہ اس کو گونٹ کو چھوٹا
 ہو جائے حالانکہ تو انکی تلمذی اس پر تھا ہو۔ جبہ تیرا منہ خدا کا کسی نرن
 ہے۔ **جواب** اب تو گونٹ کو مناسبت ہے اگر مرزا صاحب کے انتہا پر
 کی صداقت اور مرزا صاحب کی پیشین گوئیوں اور الہامیت کا قائل ہے کہ مرزا
 صاحب کو اپنی سلطنت کا مبین الدلائل میں الملت بنالہو کو گونٹ کو
 کو صرف مرزا صاحب کی بدلت کوئی تکلیف نہیں ملے گی۔ گونٹ کو چاہیے کہ
 مرزا صاحب کو ولایت میں رکھو تاکہ پائینٹ بکرا ایک بھر کو اگر عباد کیا کرے
 کہ تو کہ مرزا صاحب کی نافرمانی سے گونٹ کی سلطنت کا امن جاتا ہو گا نہ معلوم
 گونٹ نے ایک مرزا صاحب کی گوں قدر شامی نہیں کی مجھ پر کہ کہیں مرزا
 صاحب گونٹ پر سخت حکم نازل نہ کریں کہ تو کہ جب مرزا صاحب کا منہ طرف

خدا کا منہ ہر ہم مسلمان پہاڑوں سے ابھرا کرتے ہیں کہ کیا آپ نے راجہ صاحب کی اس طرحی
 قابل ہیں کہ جدت پر اس نے اُدھر خدا کا منہ ہر اُدھر کیا آپ نے یہ شخص کو مسلمان کہہ سکتے ہیں
 کیا یہ اعلیٰ درجہ کے کفر کا بہاگی نہیں ہے۔ ہم حیران ہیں کہ کس طرح مرزا صاحب
 بے ڈھک ہو کر اُدھر منہ ہو کر ایسی اشتہار دیتا ہے جس کو گورنمنٹ کو انتظام میں چلنے پڑنے
 کا خیال ہو سکتا ہے۔ اور طرفہ تر یہ کہ سچا رہے نرم مزاج آریوں کو فساد کا ہتھم گزرتا
 ہے۔

جز دوم

مرزا صاحب کا ایک اشتہار مورخہ ۸ اپریل ۱۸۵۷ء متعلقہ تلاشی میری نظر سے
 گزرا۔ اس اشتہار میں اپنی تلاشی کا محرک آریہ صاحبان کو کیا ہے۔ آپ کو واضح رہے
 کہ آریہ صاحبان نے گورنمنٹ کو آپ کی تلاشی کے لیے کئی بار دعوے کیے ہیں کہ اگر
 آپ کی تلاشی لینے سے سواری چند نیکو کٹنگ اور کچھ نہیں نہیں نکالو آپ کی ایک ہی بھاری
 وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ گورنمنٹ نے تلاشی لینے میں بہت تاخیر کی اور تو تلاشی
 راج کو ہی لینی چاہیے تھی۔ جبکہ مرزا صاحب لہو میں تشریف رکھتے ہوئے ہیں۔
 انہوں نے شاید غلط ہو کہ مرزا صاحب نے قادیان میں پہنچ کر بندت
 بکریہ ام کے قتل پر جب خوشی کی منیاقت منائی تو دیگ کے پھر بہت سے

غذات جلا کر گنو (دوم) جب لارہو میں چند خزانہ اہل اسلام کی تلاشی ہو چکی تو
 مرزا صاحب کو بھی یقین ہو گیا ہو گا کہ میری تلاشی بھی ضرور جلد ہو گی پس وہ
 طرح لیجو کا غذات کو رکھ سکتا تھا مرزا صاحب اپنی اشتہا میرا ظاہر کرتے
 ہیں کہ ہم اس تلاشی کے وقت خوش تھو اور ہمارا چہرہ بشتا ستی ہو چلا وہ
 تھا۔ حالانکہ آپ کا چہرہ اس وقت زرد ہو گیا تھا۔ نہ اس وقت ہو گیا تھا نہ پھر
 پانے پتے لیکن تحریر کرنے میں کوئی وقت نہیں جو چاہا ناگہ دیا مرزا
 صاحب یہ بھی غلط لکھتے ہیں کہ پہلے وہ کا غذات برام ہو کر ختم ہو گئے اور
 بدلتے لیکن ہم کوئی سختی تحریر نہیں۔ یہ کہ کا غذات جبکہ پہلے کھاتے نہ کہ
 اگر چہ وہ بولتے تو کہہ کر ایمان نہیں کہ کسی فرق آتا نہیں۔ مرزا صاحب کی قلم
 کو کون روک سکتا ہے۔ اس کی جو کچھ چاہیں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ مرزا صاحب
 اس شہار کا اصل معنایہ تیش عیسیٰ ثابت کریں کہ یہ جیسا کہ اشتہار کے آخری جملہ
 میں بیان کیے تھے میں کہ خدا نے جو چیز کلام میں ہر نام عیسیٰ رکھ کر اس کو ثابت کیا
 وہ ایسا ہے جو حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا یعنی یہودی قوم کو اپنی کوشش
 سے اور گورنمنٹ رومہ کو دیکھا دینا جو چاہا کہ حضرت عیسیٰ کو عیسیٰ بجا کر

سومرنا صاحب اپنی تین ایہ حضرت عیسیٰ مسیح پر بڑا ثابت کرتے
 کہ وہ حضرت عیسیٰ کو تو یہودیوں کی کوشش اور گورنمنٹ مردم کی ادوار
 صلیب لگائی لیکن مرنا صاحب اپنی بریت کا کہتے ہیں کہ ہم
 اور آریہ لگ نفع مان نہیں پہنچا سکتے اور نہ پہنچا سکتے ہیں۔
 آپ کو اطمینان کرنے دے خدا نے یہ غلط بتلایا ہو گا کہ آریہ جی آپ
 دشمن ہیں اور آپ کے برخلاف کہنے کھنڈ اس میں اور گورنمنٹ آپ کو
 دنیا چاہتی ہے۔ اور نہ ہی کوئی آپ کے خطی خیل کو جو عیسیٰ پر ہے
 دعویٰ کرتے ہیں کوئی مان سکتا ہے۔ ہاں اگر ثابت ہو تو یہ ہم
 حضرت عیسیٰ مردوں کو زندہ کر سکتے تھے۔ آپ زندوں کو مردہ کرتے
 (۲) حضرت عیسیٰ پر ایک تنفس پر اپنا رحم و کرم بھیجا تھا آپ ہر ایک
 اور پرائیا اور محمدی خدا کا قہر نازل کرتے ہیں۔ (۳) سچا مسیح روحانی
 جسمانی غرضوں کو مندرست کیا کرتا تھا انکو شفا دیا کرتا تھا۔ لیکن
 کاسچ مرنا مندروں کو بھی کرتا ہے۔ عذاب الہی نازل کرتا ہے اور
 کو منضوب اور مقہور کرتا ہے (۴) سچا مسیح فرماتا ہے کہ خزانہ آسمان

جمع کرد اور اپنا سرکان خدا کے پاس بنواؤ۔ گرانیسویں صدی مسیح
 ناب۔ عالیشان محل۔ مسیح صحن اور گلزار بنوانے کے لیے خدا سے
 اہل اہم پائا کر اور مردوں کو پیہ چل کر تا ہے۔ ۵۰ سچا مسیح لوگوں کو
 خداوند نفاٹے کے احکام پر چلنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اور اپنے
 نہیں اس کا فرمانبردار اور اسکی مرضی پر نہ کرنا کرتا ہے لیکن
 انیسویں صدی کا مسیح خدا کو اپنا محتاج ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ
 جبر میرا نہیں اور ہر خدا کا نہیں ہے۔ ۶۰ سچا مسیح نئی اور جدیدی کی
 پہاں تک ہدایت کرتا ہے کہ اگر تمہاری گالی پر کوئی ایک طمانچہ
 مارے تو دوسری اسکی طرف پھیر دو۔ لیکن اسی دن صدی کا مسیح
 خدا کے قہر۔ ایک سال کی موت۔ دو سال۔ ۳ سال۔ چھ سال کی
 موت کی دہمک چیتا ہے۔ جو شخص کہ خدا پر ہی خدا صاحب کی طرف
 کے برخلاف کچھ کہو یا لکھو فوراً خدا کا اہل اہم اسکی موت کے لیے نازل
 رہا سچا مسیح ساری عمر بچہ پر یہیں گذرتا ہے اور غیر شاوی
 رسنے کے اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ لیکن انیسویں صدی کا مسیح

شایدیں کے لئے الہام پائے اور اگر خواہش کردہ استری شادی
 کے لئے نہ ملے تو اسکو رشتہ دار مقہور کیسے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ایک
 کی پیشدیکھوئی کے متعلق ظہور میں آیا۔ دیکھو اشتہار (۱۵ مارچ ۱۹۴۶ء)
 میں نے مختصر طور پر انیسویں صدی کے مسیح کو حضرت مسیح کے ساتھ موازنہ
 کر کے دکھادیا۔ اب عادل گورنمنٹ کی توجہ مرزا صاحب کے اشتہار کی
 طرف کھینچتا ہوں کہ کیا پھر گورنمنٹ کو اعلیٰ درجہ کی دھمکی نہیں کرے
 طفیل سے گورنمنٹ اسن داخل ہیں۔ اور جدھر میرا سنا ادم مر خدا
 کا منہ ہے۔ کیا سینکڑوں آدمیوں کی موت کی دھمکی دینا اور یہ کہنا کہ فلاں
 شخص پر خدا کا قہر اتنے عرصہ میں نازل ہوگا۔ نو جدہری جرم نہیں کیا
 کہ گورنمنٹ خود مرزا صاحب کی سینہ زدیوں اور ناجائز کارروائیوں
 سے خود خیل کر گئی۔ فقط

محمد اس

For Review

1376



1376;U

1376 (31)

1376

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम सुरत सगर

लेखक पंडित श्रीकांत राम उपाध्याय

प्रकाशन वर्ष 1902

आगत संख्या 1376

को ३ म ।

सा ० संख्या _____ पूंजिका संख्या _____

पुस्तकों पर सर्वप्रकार की निशानियां लगाना
अनुचित है ।

कोई विद्यार्थी पन्द्रह दिन से अधिक पुस्तक नहीं
रख सकता ।

ہم نے تمہیں ہمارا
ہم نے تمہیں ہمارا
ہم نے تمہیں ہمارا
ہم نے تمہیں ہمارا

جلت کے کرتار تم ہو سوا می سکھوں کے بھنڈار تم ہو سوا
 ہر اک کے رکشک تمہیں ہتھتی منتے پہونچے تمہیں ہمار
 تمہیں نے کرپا سے ہم کو اپنے عطا کری ہے منشیہ یونی
 تمہیں نے بخشی ہے عقل و دانش منتے پہونچے تمہیں ہمار
 ہماری خاطر میں بنائی - ہماری خاطر میں ہی آگئی
 ہماری خاطر بنایا سورج منتے پہونچے تمہیں ہمار
 ہمارے کارن بنائی وایو - ہمارے کارن بنائی خوشبو
 ہمارے کارن بنایا جل کو منتے پہونچے تمہیں ہمار
 ہمارے کارن بنائی ماما - پتا دیا پرورش کا کرتا
 ہزاروں آرام ہم کو بخشے منتے پہونچے تمہیں ہمار
 ہمارے چلنے کو میر بخشے - دے پکڑنے کو ہاتھ تمہیں
 بنائی آنکھیں کہ دیکھیں ہر شے منتے پہونچے تمہیں ہمار
 زبان چکھنے کو تم نے وی ہے - دیکھیں سننے کو کان پر ہو
 تمہیں نے بخشا ہے نطق شکر منتے پہونچے تمہیں ہمار
 ہزاروں کہانے لذیذ شیریں - ہزاروں چیزیں تلخ و تھیں

ہمارے کارن بنائی تم نے خستے پہونچے تمہیں ہمارا
 قمر جو تم سے پتی کو چھوڑے۔ جو تمہیں رکشک سے نانا جوڑے
 کہیں بھگنا لگے نہ اس کا خستے پہونچے تمہیں ہمارا

غزل

دزن " رنج و غم و فراق میں جو مبتلا نہیں "

(۱) سب اور سے نراش ہیں اب آتش ہے تیری

بجارت کی ناؤ ڈوبتی ہے پار کر صحرای

(۲) جن کے بزرگ تھے سکل و دیوانہ وہ

ور در ہیں بیک مانگتے نہیں شرم ہے دزی

(۳) سب کرم ہیں ہو گئے وود یا کو چھوڑ کر

چھل کپٹ راگ دولٹش میں رہتے ہیں ہر گہری

(۴) کچھ بچا و چارہ ہے نہیں پاتر و کپا تر کا

پاکہندی اور سور کہوں کی ہے جس سم بن پڑی

(۵) لا چار اور غریب کو دیتے ہیں سب نکال
 دہن دان دان پاتے ہیں کر جوڑ پگ دھری
 (۶) دشمن ہزار ہو گئے بیجا کشور کے
 شہل و سنکوچ تیاگ جو کھتا کہری کہری

کھینچن

تو سکھ کا سامنا آٹھوں پہر ہو	دواسوں پر تیرا تابو اگر ہو
تو اس پر برمجہ پر تیری نظر ہو	جو کشتی چاہتا ہے اے بشر تو
پہرانا یا م تو شام و سحر ہو	جو اپنے آتما کی چاہے شہی
شرن میں ایش کے آیا اگر ہو	غم درنج و محن سب دور ہو ویں
جب اس دنیا و فانی سے سفر ہو	بجز اعمال ہو گا ساتھ پرکون
تو پہر و کھ ہر گہری پیش نظر ہو	بلکھ اس سے اگر ابن ہو جائے

شرن میں لی آؤ تم سر تم
 جو سکھ سمیت تمہیں پیش نظر ہو

غزل

ہم نے نظروں سے مہتوں کو جو گرا رکھا ہے
 سر پہ بُت خانہ کو پوپلوں نے اٹھا رکھا ہے
 بُت پرستوں نے جو دیدوں کو چھپا رکھا ہے
 حبوہ حق کو تہ سنگ و بار رکھا ہے
 کہہ دو ان پوپلوں سے الگ نہ کریں آریوں سے
 ورنہ ایک بات میں سب پول کہلا رکھا ہے
 صدقہ اس فہم کے اس عقل و خرد کے قربان
 خود تراش ہے مگر نام خدا رکھا ہے
 جھانج و کہڑتاں سے تم کس کو جگاتے ہو جی
 واہ کیا خوب خدا تک کو سٹا رکھا ہے
 خنجر صدق اگر میان سے نکلے باہر
 سر بٹالت کا ابھی تن سے جدا رکھا ہے
 کعبہ و دیر و کلیسہ سے ہمیں کام نہیں

اُس کے شیدائیں جہاں جس نے بنا رکھا ہے
 اِس طرف جمع اختیار کا نام سماج
 کھیل تماشوں کا داناں نام سجھا رکھا ہے
 واہ کیا کہنا ہے شرا تیری ان غزلوں کا
 تو نے ہی خوب ہی دشمن کو جلا رکھا ہے

غزل

مردوں کا کام نیک میں ڈرنا نہیں اچھا
 نامردوں سے امید کا رکھنا نہیں اچھا
 کیا غم پر چار و چھرم میں اگر جان ہی جائے
 بدرسم اور بد کام میں مرنا نہیں اچھا
 کرنے سے پہلے سوچ لو ہر کام کا انجام
 آغاز کر کے پیچھے کو ... ہٹنا نہیں اچھا
 وعدہ نہ بنانا یہ ہے شیطان کی سیرت

ایں کو زباں دے کے سگدنا نہیں اچھا
 لڑنا کسی سے خوب نہیں اس جہان میں
 پر خاص کر ماں باپ سے لڑنا نہیں اچھا
 مبارک راج راجندر نے کر کے دیکھا دیا
 بھائی کو بھائیوں سے جیگڑنا نہیں اچھا
 بڑھنا اسی کا خوب ہے جس سے ہوں نیک کام
 ظالم وہ کبھی چوس کا بڑھنا نہیں اچھا
 دارفنا ہے شیرمیاں کس کو قیام ہے
 دو روزہ زندگی میں اکڑنا نہیں اچھا

غزل

وزن بے ظلم جس نے کیا کہہ دو وہ موا ہے کہ نہیں
 کون کہتا ہے کہ ظالم کو سزا ملتی نہیں
 نیک کاموں کی کہو کس کو جزا ملتی نہیں

قلم کرتے ہیں جو سکھوں پہ کچھ پا کر زور
 چند ہی دن میں دماں اُن کی ہوا ملتی نہیں
 زر پہ مغرور ہو گئے ہیں زمانہ کو بیچ
 ایک دن ایسوں کو سوکھی بھی غذا ملتی نہیں
 دیکھ تکلیف میں اور دن کو سہا کرتے ہیں
 چڑ کے سڑتے ہیں انہیں ڈنڈوی قضا ملتی نہیں
 سوگ اور نرک اس جا ہی سمجھ لو بھائی
 بعد مرنے کے کوئی دوسری جا ملتی نہیں
 سکھ کے پانے کے لئے داس تو ہو سبے حقیر
 اس سے بڑھ کر تجھے کوئی اور دلا ملتی نہیں

غزل

فقط ہے دیدست سچا یہی ہم نے دیا ہے
 اسی کو آوی شہری سے رشی مینوں نے دیا ہے

سبھی ساتھی ہیں جیتے جی مرے پیچھے نہیں کوئی
 نہ بندھو ہے نہ پوتا ہے نہ بیٹا ہے نہ دادا ہے
 وہی مالک ہے سب جگ کا کہ جس کا نام ایشور ہے
 اُسی ایشور کی کر پائین کھیاں اپنا گذارا ہے
 وہی ہر روپ میں ویلک وہی موکش کا ہے داتا
 نہ سرجو ہے نہ جمنہ ہے نہ گنگا جی کی دھارا ہے
 وہی ہے سرشٹی کا کارن وہی ہے یوگ پوجن کے
 نہ بخھ منڈل نہ سورج ہے نہ چندر ہے نہ تارا ہے
 مجازی عشق کو چھوڑو حقیقی کو کرو حاصل
 بھلائی خلق کی خاطر یہ ویدوں نے پکارا ہے
 سبھوں کو چھوڑ کر اُس کی عبادت تم کو واجب ہے
 کہ سب میں رم رہا ہے تس پہ ہی وہ سب سے نیارا ہے
 نہیں ہے روپ رنگ اُس کا نہ کارا نہ ناشی
 نہ نیلا ہے نہ پیلا ہے نہ اودا ہے نہ کارا ہے
 سوار تھ چھوڑ کر جس نے کیا رو پکار دسیا میں

دیا اور دھرم کو جانا دھمی ایشور کا پیارا ہے
 یہ دیکھو یہاں تم اُس کی ہمیں پیدا کیا پیچھے
 دیا آنے سے پیسے دودھ چپاتی میں اُتارا ہے
 پڑیں گے نرک میں اور سکھ نہ پاویں گے وہی یارو
 ہمیشہ سے جنہوں نے خوب سر پتھر سے مارا ہے

غزل

وزن :- ”مقدّر اپنا اپنا آزماتے جس کا جی چاہے“
 ہے بے کس اب تو یہ بھارت ستالے جس کا جی چاہے
 نہیں کوئی یارو حامی ہے رولالے جس کا جی چاہے
 دیا تاج دھرم ویدک کو نہ جانا نام و دیا کا
 کرائی یا قرآنی اب بنا لے جس کا جی چاہے
 دُہائی بھدر پُرسوں کی دُہائی راڈرا جوں کی
 چلا دھرم اب رسالت کو بچالے جس کا جی چاہے

میاں اور بھوت کو پوچھا تھا لکھوں ہی جیو دنگو
 نڈراب کان پنچوں سے چھکا لے جس کا جی چاہے
 بڑی دین دیکھ کر کیا بڑا چھوٹا نہ بردیکھا
 بٹھا کر گہریں دو دیو اکو رلا لے جس کا جی چاہے
 کہے کوئی ہی جوہت کی اُسے سچیں دھیری
 نہیں سکتا کو سنتے ہیں سنا لے جس کا جی چاہے
 دشا بگڑی ہے بھارت کی سدا رو داس نچ بن کر
 پڑا یہ دھرم مٹا ہے - اٹھا لے جس کا جی چاہے

غزل

وزن: مہمقدر اپنا اپنا آزمائے جسکا جی چاہے
 فقط گن کرم کو اچھا بتائے جس کا جی چاہے
 کھلا شہ قی کا دروازہ ہے آئے جس کا جی چاہے
 یہی چیلنج دیتے ہیں سماجوں میں ہر ایک جاہم

ہمارے پاس سے سنشے مٹے جس کا جی چاہے
 تر آنی ہو کرانی ہو کہ منہ دو دھرم والا ہو
 سچائی اپنے مذہب کی دکھائے جس کا جی چاہے
 شرادھ اور مورتی پوجا نہ ثابت ہونگے ویدوں
 بڑا ویدی پہ ہو کر غل جھائے جس کا جی چاہے
 صداقت اُن کی ہے مواجو و ہراک ملک کے دل میں
 سر سے ویدوں کو جھوٹا بتائے جس کا جی چاہے
 دئے کانشی میں دگیا پن کہ پنڈت کوئی ویدوں
 کہے تو مورتی پوجا دکھائے جس کا جی چاہے
 سچائی خود بخود کہہ دیگی کس کا بول بالا ہے
 ذرا قرآن سے ویدوں کو ٹٹا جس کا جی چاہے
 نہ ستیہ اپدیش کھونے سے گھسی باز آئیں گے ہم تو
 ہمیں دل کہوں کر نکالی سنائے جس کا جی چاہے
 کئی نوٹس دئے تھے ہم نے بھارت دہرم منڈل کو
 کہ اُن سب میں آکر لب بلائے جس کا جی چاہے

دل صدق کوئی بھی نہ اپنے سامنے آیا
مگر اب چاہے جو باتیں بناؤ جس کا جی چاہے
نہیں پہونچے گی مانی آریہ پُرسوں کو ہرگز ہی
خدا چودہ ہزار اب پھر ٹائے جس کا جی چاہے

غزل

نہیں درود دل یہ چپانے کے قابل
یہ قصہ تمہیں بے سنانے کے قابل
ہوا انقلاب اب زمانہ کا اب
کیوں کیا زیاں پر نہ لائیکے قابل
جو تعظیم کرتے تھے سر کو جھکا کر
سمجھتے وہ خدمت کرانے کے قابل
جو عالم تھے ہر علم و فن میں وہی اب
ہوئے جابلوں میں گننے کے قابل

ملی پہلو اں تے جو ملکوں میں مشہور
 رہے اب نہ کہی اڑانے کے قابل
 بھارت پہ کیجئے مہرائے مہرباں
 نہ بدلو ہے اب ستانے کے قابل

غزل

وزن :- ”میں دی سوں پیاری شکنتا ہتھیں یاد ہو یاد ہو“
 کبھی دیش باغ بہار تھا ہتھیں یاد ہو کہ یاد ہو
 کبھی بے نظیر و یار تھا ” ” ” ”
 کسی فن کی کسی علم کی نہیں کچھ خبر ہیں اب ہی
 کبھی موجدوں میں شمار تھا ہتھیں یاد ” ” ” ”
 کبھی آریہ ورت کے آدمی تھے جہاں ہر کسے شرونی
 کبھی سب میں غرور و قار تھا ہتھیں یاد ہو کہ یاد ہو
 کبھی گارگی سی تھیں ستری نہیں کوئی کرتا تھا ہمسری

کہی علم ان کا سنگار تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 ہوئے ہر مہین کہ نرادر ب کہ اود د ان بنی ہیں سب
 کہی ان پہ وار و مدار تھا تمہیں ۰ ۰ ۰
 ہوا مدانس کا شوق ہے جو پڑا گلے میں طوق ہے
 کہی اس میں چھو لوں کے ارہے تمہیں ۰ ۰ ۰
 نہ ستارہ اپنا خراب نہیں چاند زیرِ سحاب تھا
 یہ چمکتا آئینہ وار تھا تمہیں ۰ ۰ ۰
 ذرا ہرشی کو تو دیکھئے کہ سدا ریش کا کر گئے
 یہی وہ بیان بل و نثار تھا تمہیں ۰ ۰ ۰
 نہیں لیکبرام سے میرا ب کہ گھٹائے بحث ہیں سب
 نہیں اور کچھ اُنہیں کار تھا تمہیں ۰ ۰ ۰
 کہی دھوم اپنی تھی چار سو کہی شہرت اپنی تھی کو جو
 نہیں آریہ ورت یہ خوار تھا۔ تمہیں ۰ ۰ ۰
 بڑے دودان تھے ہم فدا ہڑے بدھتی دان ہم فدا
 جسے دیکھو ہم پہ نثار تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

غزل

ورن :- جس نے حضرت کی رسالت کو نہ مانا ہوگا :-
 قول سوامی جی کا جس نے نہیں مانا ہوگا -
 دین دُنیا میں نہ پہراُس کا ٹھکانا ہوگا
 صاف کہہ دوں گا کہ ہوں وید کے ست کا قائل
 حال دل جس کو مجھے صاف سنا نا ہوگا
 جب میں جانوں کہ ہوئی آج سپس یہ محنت
 وید کے ست میں یہ جب سارا زمانہ ہوگا
 آریہ پن جس نے تجا موہ نہ لہیرشہ پیارو
 مفت میں وقت اُسے اپنا گنو ۱۶ ہوگا
 آریہ بنتے ہو گمراہ میں یہ جانے رہنا
 کرو دہ بے لوجہ کو دریا میں ڈوبنا ہوگا
 آویش نیج کرتے نیجودیش کی اُنتی بھائی
 ایسے لوگوں پہ فدا سارا زمانہ ہوگا

غزل

سچا مہرشی ایک اِس دُنیا میں آگیا
 دُوبلی ہوئی دہ ناؤ ہماری تراگ
 بھارت کے یُدہ سے تے پڑے گہور نیندیں
 کر کے دیا وہ نیند سے ہم کو جگا گیا
 ستیہ وید کے ورودھ جو ہم کرتے تے کُرت
 ویدوں کا بھاشیہ کر کے بھرم سب مٹا گیا
 ستیہ کو کر و قبول استیہ جی سے تیاگ دو
 لو آتما سے جانچ یہ رستہ بت گیا
 سب وِدیہین پا کے ہمارے تے گھات میں
 وہ ہرند سب کے پول کو ہم پر جت گیا
 بُت پوجنے سے اپنا جو ہندو ہوا تھا نام
 دیوار بُت پرستی کو جڑ سے گر گیا
 تھا نام اُس کا سوامی دیانند سُرستی

بہند و سے آج ہم کو دوبار بنا گیا
 اے گھاسی رام دین ہے ایشور کا آج دن
 کھویا ہوا ہمارا جو پھر دھرم پا گیا

غزل

میں وہی اُتم کہ جو ایشور گئی کو پا گئے
 ورنہ یوں تو سینکڑوں آئے ہیں صدائے
 مہرشی سوامی دیانند اس جگت سے کیا گئے
 دن جو تھے بھارت کے اچھے بس ہی گویا گئے
 دُوبنے کو تھا اسے وہ تیزنا سکھلا گئے
 تھا یہ ڈالوا ڈول بھارت وہ اسو ٹھہرا گئے
 جو بھٹکتے رات دن ہے راہ انہیں بتلا گئے
 جو اودیا کا دیوں پر اثر تھا مٹا گئے
 روشنی جو دھرم کی دیکھی نہ تھی دکھلا گئے

جو سنے ہم نے نہ پتے اپدیش : وہ سنا گئے
 تھی اُچاٹی دل کو اپنے اُس کو وہ بہا گئے
 شہزبیاں جو دید میں ہیں وہ ہیں سکھلا گئے
 ستیہ ساگر کا ہیں رستہ وہی بتا گئے۔
 بلکہ یوں کہے کہ اُس میں خوب ہی مٹا گئے
 دھرم کے ہوتے ہیں شیدا جیسے پنڈت بیکہرم
 دھرم پالن کے لئے جو جان تک ہی گنوا گئے
 دھرم سے تھا ایک پنڈت سے جدا میں ے خدا
 کیوں نہ ہو دینیہ داد اُنکو چٹے ملوئے گئے

غزل

وزن :- گھمائی ایک بیک جو ہوا پٹ بنیں لی کو اپنے قرار ہے
 کیا تم نے سوامی جی خوب ہی جو یہ ویدت کا پرچہ ہے
 ادہ جو ستیہ دھرم تھا ڈوبتا کیا اُنسی کا تم ابھار ہے

یہ تو حوصلہ تھا حضور کا دیا ویدمت کو جو یوں چلا
 لیا دھوکہ بازوں سے بس بچا تمہیں دہنیہ داوہزار ہے
 جو سوار تھیں نے نہ جان کر تہیں اڑائیں گے بال و پر
 کئے ان کے اپنی تہیں سر کیا نہیں پہ پر آپ کا رہے
 جو ہارے مال اڑاتے تھے اور ہیں ہی گئیں ساتھ تھے
 کہیں بھوت چوہیت پجاتے تھے اب تھیں ان کا شمار ہے
 کہیں رام کرشن کو بڑا تھا بت یا چھٹا وہ چودھا
 دیا تم نے دوش وہ سب مٹا تمہیں دہنیہ داوہزار ہے
 وہ جو سوڑ گھٹا کا اندھیرا سا تھا جو بھارت و شہ پہ چھڑا
 کیا نشٹ آپ نے سوڑ گھٹا نہیں باقی اس کا غبار ہے
 جو میں آریا ان سے یہ عرض ہے سہا بنوں نے عرض ہے
 تجھیں ویش برامرض ہے نیک مردوں کا کار ہے
 فراسو چٹے تو یہ بر ملا تھی کھی اسی ہی کے ہے گھریں کیا
 نہ دیکھی نہ سو رکھ و ردی تھا ہوا ہم پر سو جو شمار ہے
 اسے جاہلوں نے تو تنگ کیا کہ وہ چوڑا دیو ہے راستہ

پر و صحران پیچے کو اس نے پاکیا و شمنوں کا شکار ہے
 دیا نند سوامی نہ ہوتا تو تھا سنتا کون بیکار کو
 چلی لوٹ کہاتے دیار کو نہیں جن کا اب اعتبار ہے
 یہ ویش دشا و چار کر ہو طیار باندہ کے اب کھر
 نہیں وقت سونے کا نامور ہوا ملک آپ کا خوار ہے

غزل

دُورن دُور شو پتی کے درمیان میں جس نے لگائی ہو گئی
 بھولا کس پہ اے منشیہ - پرتا ہے کہہ یوں گئی
 کیا یہ خیال کر لیا کہ ہے امر یہ تیرا تن - بھولا
 عطر لگا کے بپہ تو - ہوتا ہے دل میں سرخرو
 رکھیوڑ ہیں نشیں یہ تو - ناش یہ ہو گا ایک دن - بھولا
 گاؤں - میرا شاہ مال و زر - جس سے ہے تیرا گرفتہ
 یہ سب یہ رہ گیا یہاں ہی - پر لوگ کا ہو گا بگمن - بھولا

رکھتے ہیں تجھ سے اب جو پیار۔ اتنا پتا اور ستری یار
 دیکھیں گے سب یہ ایک بار۔ جلتے ہوئے تیرا بدن۔ بھولا
 پیاری تیری تب آن کر۔ اریگی ہاتھ تان کر
 چھاتی پہ تیری اے بشر۔ ہو گا نہ اور کچھ تین۔ بھولا
 دوست کہیں گے بر ملا۔ جلدی سے لے چلو اٹھا
 دن ہے بہت سا چر گیا۔ ہوتی ہے دیر رٹ جن۔ بھولا
 اس سے نہ اب کام کر۔ پہونچے کسی کو جو ضرر
 موت کا دل میں رکھ تو ڈر۔ انت میں ہونے تا مہن۔ بھولا
 پریتی پر سپر اب تو کر۔ سب سے نول جب کا کے سر
 نند اہی کوئی کرے اگر۔ استنی اپنی اس کو گن۔ بھولا
 دہم کا تو سدا کر۔ جان ہی جائے تو نہ ڈر
 ہو گا تو اس طح امر۔ گرچہ لگیا یہ جن۔ بھولا
 موت ہے سر پہ ہر گھڑی۔ معلوم نہیں کب اپڑی
 تن ہے بہ یا کوئی مڑی۔ جانے یہ کب لگے گرن۔ بھولا
 تھے جو بہار راج نامور۔ جاگ میں تھا جن کا خوب ڈر

کھاتے ہیں ٹھو کریں اُن کے سر۔ کالنجیا کیا ہنسن۔ بہو ہا
 ایک پتی نہ اب یہاں۔ کنس کا اب کہاں نشان
 نیکشالو ان سے مہرباں۔ واس کی یہ لگی لگن۔ بہو ہا ہے

غزل

وزن بہ دوش پتی کے وہیاں جس نے لگائی ہو گئی
 کہک عدم کو ہو دیگا تیرا یہاں سے جب سفر
 بہت نہ ایک دم کی ہی تجھ کو لے گی اے بشر
 یار و عزیز و آشنا جن پہ ہے سب تیرا نگہاں
 کوئی نہ ہو گار نہا کوچے کرے گا جب اُدھر
 دین ہی نہ کام آئے گا۔ بل ہی نہ ساتھ جا سکا
 کہی نہ مونیہ لگائے گا دیتے ہیں تجھ یہاں جو سر
 باہا مہاراج ہو گئے۔ خالی ہی ہاتھ سب گئے
 منسکی جیسا پہ سو گئے۔ جن کا بڑا ہتا کر دفر

دعوت میں جو نہ چلتے تھے۔ عطر نہ گل کاٹتے تھے
 فوج کے سنگ نکلنے سے وہ ہی نہیں رہے امر
 پیدا میں پہ جو ہوا۔ سبھو و ہ ایک دن ہوا
 دیکھے گا گور کا کوا۔ فرق نہ اس میں ہاں بہر
 بہیم و کرتن ہیں اب کہاں ہوا رہن در آن کشتن
 شہو سری کے پہلوں تک کی ملی نہ کچھ خبر
 جان گئے دنیا کو سرائے ہو لو نہ اس پہ ہر ہاں
 جانا ہے رہنا نہ ہاں داس کہے جہکا کے سر

مانڈ - کھروا

داورا

ٹیک - ساری آویویتی جائے مور کچھ اب تو چیتورے
 بالک پن سب کیل میں گنوا یو یون پتنی ساتھ
 بروہہ اوستھا چتا میں کہوئی ہاتھ ملیں بھیات
 مور کچھ اب تو چیتورے

باپنا ست بیگنی بہائی کوئی نہ اپنا ہو
 ات سے یہ کام نہ آدیں وہم ہی اپنا ہو
 مور کچھ اب تو چیتور سے
 آئے تھے اک دن م سے اترو ایک ہی گھاٹ
 ہوا لگی ان ہشتوں کی ہو گئے بارہ باٹ
 مور کچھ اب تو چیتور سے
 مالا تیری کاٹھ کی ڈوزے رہی پرو
 من میں گھنڈی پاپ کی تو نام جیسے کیا ہو
 مور کچھ اب تو چیتور سے
 مالا موم سے لڑ پڑی رہے کاٹھ پہرت موٹے
 من کی مالا پھیرے بدالیش سے لگی تو
 مور کچھ اب تو چیتور سے
 مالا پھیلات دن گئے ر سے مٹانہ من کا پھیر
 کر کی مالا چھوڑ کے ر سے من کا سنکا پھیر
 مور کچھ اب تو چیتور سے

آنکھ کان کچھ سو نہ دھ کے رے نام نہ بن بنے
 اندر کے پٹ تپ کہیں رے باہر کے پٹ دے
 سو کچھ اب تو چیتورے
 یہاں یقیناً گھس گھس کے رے نرا پہ پشوسان
 ایں سے نہ کو اچت ہے رے ہووے چتر سجان
 سو کچھ اب تو چیتورے
 سواری جی ساراج کارے گہرا گڑا نشان
 پائے پہ نہیں چاہے جہو سارا جہان
 سو کچھ اب تو چیتورے

غزل

دنیا سرائے بیچ جوائے چنے گئے
 نیکی بدی کا بہار اٹھا کے چنے گئے
 اکبر و عالم گیر و تہجد و جہان گیر

بکرم و بھوج نام کھائے چلے گئے
 ناناک کبیر داس بیٹے اور دیانند
 دنیا کو چنڈا پریشنائے چلے گئے
 تلسی و شور آدی تھے پیچھے ہوئی ہر چند
 بت کے نوین گر نختہ بنائے چلے گئے
 پیدا ہوئے جو شور نہیں چورب ہوئے
 زور و ظلم تھے جن نے چٹکے چلے گئے
 نیکیوں کی نیک نامی جگ میں رہی ہو چیا
 بد جو بدی سے نام و برائے چلے گئے
 سوار تھے کو سادھ تو نے نیکی نہ کی گلا
 اکبر جہاں سے کیا بہا لے کر چلے گئے

غزل

بب سے بھارت میں ہوئے رست کے مٹانے والے

اور گہر گہر میں یہہ پتھر کے پوجانے والے
 بیج سے شام تلک چین نہیں ملتا ہے
 اس قدر بڑھ گئے مفت کے کھانے والے
 بہو لے بھالوں سے گھوکا مال بہت پوپوں نے
 شکر ایشور کا ہوئے بہت ستانے والے
 اپنی کج فہمی سے ہم لوگ ہوئے تھے گمراہ
 وینہ ہے تجھ کو رد راست پہ لانے والے
 اپنے تن من نے تجھے ایسی دغا دہی تھی
 موکش ہو جاتے تیرے سو رنگ میں جانے والے
 اسے خداوند رہیں وہ زخ میں جو ہیں شش ملیت
 بال بہ ہوا کو شب و روز رو لانے والے
 دیکھ کہ آریہ پُرشوں کی ترقی دن دن
 سخت حیران ہیں اب کمال بجانے والے
 وید و قیاس کی اشاعت کا یہ سُن سُن چرچا
 چلے جاتے ہیں گھوڑوں کے سنانے والے

نفع عام میں جو خرچ کریں تنہوڑے ہیں
 ہیں بہت ناچ میں دولت کو لٹانے والے
 زہد و تقویٰ میں جو کیتا ہے وہ اب غنا میں
 رہ گئے اب تو فقط گھنٹہ پلانے والے
 کوئی ہی لیتا نہیں زندہ انا تہوں کی خبر
 ادت مردوں کو میں پر وودہ پلانے والے
 کرتے سجدھیا ہیں صبح و شام بلانا غم جو
 بے شبہ ہیں وہی کلیان کے پاسے والے

ادم - شانی - شانی - شانی



نئی کتابیں اور نئے نسخے

برائے فروخت

موجودہ مطبع ستیہ دہرم پرچارک جلد ہر

اپریش نگر بارودیم تریم ہو کر چپی ہے قیمت

ترجمہ دیدانت دیوانت نازن جو مشکی مشک مرقوم نرس کر اردیس چپا گیا

آریہ جنتری بابت ۱۹۰۲ء - یہ - وودہ ہے

مسیح مذہب کا فخر بدہ دہرم ہے

پارسی مذہب کا فخر ویرک دہرم ہے

صیوا جی اور روشن آراؤنتر ادب کی شادی

بھارت کی شجاع اور عالم شریوں کے کارنامے

زیر طبع ہے

سکرت زبان کی عظمت

ایضاً

ایضاً

ایضاً

معدن الہندیہ

تماکھو

المشاکھ لبثی رام اسٹنٹ منجر مطبع ستیہ دہرم پرچارک جلد ہر



1377, U

1377

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम निंदीया के भोजन के औषध

लेखक मास्टल मुन्शी राम रामा जी

प्रकाशन वर्ष

आमत सख्या ५७७

पंजिका

बो ३ स ।

सा० संख्या ————— पंजिका संख्या

पुस्तकों पर सर्वप्रकार की निशानियां लगाता
अनुचित है ।

कोई विद्यार्थी पन्द्रह दिन से अधिक पुस्तक नहीं
रख सकता ।

क्र.सं.	संख्या	पंजिका संख्या
१	१	१
२	२	२
३	३	३
४	४	४
५	५	५
६	६	६
७	७	७
८	८	८
९	९	९
१०	१०	१०
११	११	११
१२	१२	१२
१३	१३	१३
१४	१४	१४
१५	१५	१५

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۱۱	نیوگ کی ایک وجہ دھمی یا گیدھ کی	۲۴	۱۹
۱۲	سمرتی۔ و منو سمرتی ..	۲۵	۲۰
۱۳	نیوگ سے پیدا شدہ پتر کھیتیرج کی	۲۶	۲۱
۱۴	حیثیت اور حقوق از منو و شت	۲۷	۲۲
۱۵	گوتم۔ پاراشر۔ یا گیدھ و لکھ ..	۲۸	۲۳
۱۶	اورس کے علاوہ دیگر گیارہ لڑکوں	۲۹	۲۴
۱۷	کولہ کا ماننے کی وجہ ..	۳۰	۲۵
۱۸	زنا کار سے پیدا شدہ گولک	۳۱	۲۶
۱۹	اور گنڈ لڑکے ..	۳۲	۲۷
۲۰	منو سمرتی کے اشوک جو نیوگ کے خلاف	۳۳	۲۸
۲۱	پیش کئے جایا کرتے ہیں	۳۴	۲۹
۲۲	پتی کی حیات میں اس کی اجازت نیوگ	۳۵	۳۰
۲۳	پتی کے پویش و نیش یعنی منتوا بخیر	۳۶	۳۱
۲۴	ہو جانے پر نیوگ اور پسر بواہ ..	۳۷	۳۲
۲۵	تھان پور اور اس سے نیوگ کی تاریخ نمایاں	۳۸	۳۳
۲۶	۱۱	۳۹	۳۴
۲۷	۱۲	۴۰	۳۵
۲۸	۱۳	۴۱	۳۶
۲۹	۱۴	۴۲	۳۷
۳۰	۱۵	۴۳	۳۸
۳۱	۱۶	۴۴	۳۹
۳۲	۱۷	۴۵	۴۰
۳۳	۱۸	۴۶	۴۱
۳۴	۱۹	۴۷	۴۲
۳۵	۲۰	۴۸	۴۳
۳۶	۲۱	۴۹	۴۴
۳۷	۲۲	۵۰	۴۵
۳۸	۲۳	۵۱	۴۶
۳۹	۲۴	۵۲	۴۷
۴۰	۲۵	۵۳	۴۸
۴۱	۲۶	۵۴	۴۹
۴۲	۲۷	۵۵	۵۰
۴۳	۲۸	۵۶	۵۱
۴۴	۲۹	۵۷	۵۲
۴۵	۳۰	۵۸	۵۳
۴۶	۳۱	۵۹	۵۴
۴۷	۳۲	۶۰	۵۵
۴۸	۳۳	۶۱	۵۶
۴۹	۳۴	۶۲	۵۷
۵۰	۳۵	۶۳	۵۸
۵۱	۳۶	۶۴	۵۹
۵۲	۳۷	۶۵	۶۰
۵۳	۳۸	۶۶	۶۱
۵۴	۳۹	۶۷	۶۲
۵۵	۴۰	۶۸	۶۳
۵۶	۴۱	۶۹	۶۴
۵۷	۴۲	۷۰	۶۵
۵۸	۴۳	۷۱	۶۶
۵۹	۴۴	۷۲	۶۷
۶۰	۴۵	۷۳	۶۸
۶۱	۴۶	۷۴	۶۹
۶۲	۴۷	۷۵	۷۰
۶۳	۴۸	۷۶	۷۱
۶۴	۴۹	۷۷	۷۲
۶۵	۵۰	۷۸	۷۳
۶۶	۵۱	۷۹	۷۴
۶۷	۵۲	۸۰	۷۵
۶۸	۵۳	۸۱	۷۶
۶۹	۵۴	۸۲	۷۷
۷۰	۵۵	۸۳	۷۸
۷۱	۵۶	۸۴	۷۹
۷۲	۵۷	۸۵	۸۰
۷۳	۵۸	۸۶	۸۱
۷۴	۵۹	۸۷	۸۲
۷۵	۶۰	۸۸	۸۳
۷۶	۶۱	۸۹	۸۴
۷۷	۶۲	۹۰	۸۵
۷۸	۶۳	۹۱	۸۶
۷۹	۶۴	۹۲	۸۷
۸۰	۶۵	۹۳	۸۸
۸۱	۶۶	۹۴	۸۹
۸۲	۶۷	۹۵	۹۰
۸۳	۶۸	۹۶	۹۱
۸۴	۶۹	۹۷	۹۲
۸۵	۷۰	۹۸	۹۳
۸۶	۷۱	۹۹	۹۴
۸۷	۷۲	۱۰۰	۹۵
۸۸	۷۳	۱۰۱	۹۶
۸۹	۷۴	۱۰۲	۹۷
۹۰	۷۵	۱۰۳	۹۸
۹۱	۷۶	۱۰۴	۹۹
۹۲	۷۷	۱۰۵	۱۰۰
۹۳	۷۸	۱۰۶	۱۰۱
۹۴	۷۹	۱۰۷	۱۰۲
۹۵	۸۰	۱۰۸	۱۰۳
۹۶	۸۱	۱۰۹	۱۰۴
۹۷	۸۲	۱۱۰	۱۰۵
۹۸	۸۳	۱۱۱	۱۰۶
۹۹	۸۴	۱۱۲	۱۰۷
۱۰۰	۸۵	۱۱۳	۱۰۸
۱۰۱	۸۶	۱۱۴	۱۰۹
۱۰۲	۸۷	۱۱۵	۱۱۰
۱۰۳	۸۸	۱۱۶	۱۱۱
۱۰۴	۸۹	۱۱۷	۱۱۲
۱۰۵	۹۰	۱۱۸	۱۱۳
۱۰۶	۹۱	۱۱۹	۱۱۴
۱۰۷	۹۲	۱۲۰	۱۱۵
۱۰۸	۹۳	۱۲۱	۱۱۶
۱۰۹	۹۴	۱۲۲	۱۱۷
۱۱۰	۹۵	۱۲۳	۱۱۸
۱۱۱	۹۶	۱۲۴	۱۱۹
۱۱۲	۹۷	۱۲۵	۱۲۰
۱۱۳	۹۸	۱۲۶	۱۲۱
۱۱۴	۹۹	۱۲۷	۱۲۲
۱۱۵	۱۰۰	۱۲۸	۱۲۳
۱۱۶	۱۰۱	۱۲۹	۱۲۴
۱۱۷	۱۰۲	۱۳۰	۱۲۵
۱۱۸	۱۰۳	۱۳۱	۱۲۶
۱۱۹	۱۰۴	۱۳۲	۱۲۷
۱۲۰	۱۰۵	۱۳۳	۱۲۸
۱۲۱	۱۰۶	۱۳۴	۱۲۹
۱۲۲	۱۰۷	۱۳۵	۱۳۰
۱۲۳	۱۰۸	۱۳۶	۱۳۱
۱۲۴	۱۰۹	۱۳۷	۱۳۲
۱۲۵	۱۱۰	۱۳۸	۱۳۳
۱۲۶	۱۱۱	۱۳۹	۱۳۴
۱۲۷	۱۱۲	۱۴۰	۱۳۵
۱۲۸	۱۱۳	۱۴۱	۱۳۶
۱۲۹	۱۱۴	۱۴۲	۱۳۷
۱۳۰	۱۱۵	۱۴۳	۱۳۸
۱۳۱	۱۱۶	۱۴۴	۱۳۹
۱۳۲	۱۱۷	۱۴۵	۱۴۰
۱۳۳	۱۱۸	۱۴۶	۱۴۱
۱۳۴	۱۱۹	۱۴۷	۱۴۲
۱۳۵	۱۲۰	۱۴۸	۱۴۳
۱۳۶	۱۲۱	۱۴۹	۱۴۴
۱۳۷	۱۲۲	۱۵۰	۱۴۵
۱۳۸	۱۲۳	۱۵۱	۱۴۶
۱۳۹	۱۲۴	۱۵۲	۱۴۷
۱۴۰	۱۲۵	۱۵۳	۱۴۸
۱۴۱	۱۲۶	۱۵۴	۱۴۹
۱۴۲	۱۲۷	۱۵۵	۱۵۰
۱۴۳	۱۲۸	۱۵۶	۱۵۱
۱۴۴	۱۲۹	۱۵۷	۱۵۲
۱۴۵	۱۳۰	۱۵۸	۱۵۳
۱۴۶	۱۳۱	۱۵۹	۱۵۴
۱۴۷	۱۳۲	۱۶۰	۱۵۵
۱۴۸	۱۳۳	۱۶۱	۱۵۶
۱۴۹	۱۳۴	۱۶۲	۱۵۷
۱۵۰	۱۳۵	۱۶۳	۱۵۸
۱۵۱	۱۳۶	۱۶۴	۱۵۹
۱۵۲	۱۳۷	۱۶۵	۱۶۰
۱۵۳	۱۳۸	۱۶۶	۱۶۱
۱۵۴	۱۳۹	۱۶۷	۱۶۲
۱۵۵	۱۴۰	۱۶۸	۱۶۳
۱۵۶	۱۴۱	۱۶۹	۱۶۴
۱۵۷	۱۴۲	۱۷۰	۱۶۵
۱۵۸	۱۴۳	۱۷۱	۱۶۶
۱۵۹	۱۴۴	۱۷۲	۱۶۷
۱۶۰	۱۴۵	۱۷۳	۱۶۸
۱۶۱	۱۴۶	۱۷۴	۱۶۹
۱۶۲	۱۴۷	۱۷۵	۱۷۰
۱۶۳	۱۴۸	۱۷۶	۱۷۱
۱۶۴	۱۴۹	۱۷۷	۱۷۲
۱۶۵	۱۵۰	۱۷۸	۱۷۳
۱۶۶	۱۵۱	۱۷۹	۱۷۴
۱۶۷	۱۵۲	۱۸۰	۱۷۵
۱۶۸	۱۵۳	۱۸۱	۱۷۶
۱۶۹	۱۵۴	۱۸۲	۱۷۷
۱۷۰	۱۵۵	۱۸۳	۱۷۸
۱۷۱	۱۵۶	۱۸۴	۱۷۹
۱۷۲	۱۵۷	۱۸۵	۱۸۰
۱۷۳	۱۵۸	۱۸۶	۱۸۱
۱۷۴	۱۵۹	۱۸۷	۱۸۲
۱۷۵	۱۶۰	۱۸۸	۱۸۳
۱۷۶	۱۶۱	۱۸۹	۱۸۴
۱۷۷	۱۶۲	۱۹۰	۱۸۵
۱۷۸	۱۶۳	۱۹۱	۱۸۶
۱۷۹	۱۶۴	۱۹۲	۱۸۷
۱۸۰	۱۶۵	۱۹۳	۱۸۸
۱۸۱	۱۶۶	۱۹۴	۱۸۹
۱۸۲	۱۶۷	۱۹۵	۱۹۰
۱۸۳	۱۶۸	۱۹۶	۱۹۱
۱۸۴	۱۶۹	۱۹۷	۱۹۲
۱۸۵	۱۷۰	۱۹۸	۱۹۳
۱۸۶	۱۷۱	۱۹۹	۱۹۴
۱۸۷	۱۷۲	۲۰۰	۱۹۵
۱۸۸	۱۷۳	۲۰۱	۱۹۶
۱۸۹	۱۷۴	۲۰۲	۱۹۷
۱۹۰	۱۷۵	۲۰۳	۱۹۸
۱۹۱	۱۷۶	۲۰۴	۱۹۹
۱۹۲	۱۷۷	۲۰۵	۲۰۰
۱۹۳	۱۷۸	۲۰۶	۲۰۱
۱۹۴	۱۷۹	۲۰۷	۲۰۲
۱۹۵	۱۸۰	۲۰۸	۲۰۳
۱۹۶	۱۸۱	۲۰۹	۲۰۴
۱۹۷	۱۸۲	۲۱۰	۲۰۵
۱۹۸	۱۸۳	۲۱۱	۲۰۶
۱۹۹	۱۸۴	۲۱۲	۲۰۷
۲۰۰	۱۸۵	۲۱۳	۲۰۸
۲۰۱	۱۸۶	۲۱۴	۲۰۹
۲۰۲	۱۸۷	۲۱۵	۲۱۰
۲۰۳	۱۸۸	۲۱۶	۲۱۱
۲۰۴	۱۸۹	۲۱۷	۲۱۲
۲۰۵	۱۹۰	۲۱۸	۲۱۳
۲۰۶	۱۹۱	۲۱۹	۲۱۴
۲۰۷	۱۹۲	۲۲۰	۲۱۵
۲۰۸	۱۹۳	۲۲۱	۲۱۶
۲۰۹	۱۹۴	۲۲۲	۲۱۷
۲۱۰	۱۹۵	۲۲۳	۲۱۸
۲۱۱	۱۹۶	۲۲۴	۲۱۹
۲۱۲	۱۹۷	۲۲۵	۲۲۰
۲۱۳	۱۹۸	۲۲۶	۲۲۱
۲۱۴	۱۹۹	۲۲۷	۲۲۲
۲۱۵	۲۰۰	۲۲۸	۲۲۳
۲۱۶	۲۰۱	۲۲۹	۲۲۴
۲۱۷	۲۰۲	۲۳۰	۲۲۵
۲۱۸	۲۰۳	۲۳۱	۲۲۶
۲۱۹	۲۰۴	۲۳۲	۲۲۷
۲۲۰	۲۰۵	۲۳۳	۲۲۸
۲۲۱	۲۰۶	۲۳۴	۲۲۹
۲۲۲	۲۰۷	۲۳۵	۲۳۰
۲۲۳	۲۰۸	۲۳۶	۲۳۱
۲۲۴	۲۰۹	۲۳۷	۲۳۲
۲۲۵	۲۱۰	۲۳۸	۲۳۳
۲۲۶	۲۱۱	۲۳۹	۲۳۴
۲۲۷	۲۱۲	۲۴۰	۲۳۵
۲۲۸	۲۱۳	۲۴۱	۲۳۶
۲۲۹	۲۱۴	۲۴۲	۲۳۷
۲۳۰	۲۱۵	۲۴۳	۲۳۸
۲۳۱	۲۱۶	۲۴۴	۲۳۹
۲۳۲	۲۱۷	۲۴۵	۲۴۰
۲۳۳	۲۱۸	۲۴۶	۲۴۱
۲۳۴	۲۱۹	۲۴۷	۲۴۲
۲۳۵	۲۲۰	۲۴۸	۲۴۳
۲۳۶	۲۲۱	۲۴۹	۲۴۴
۲۳۷	۲۲۲	۲۵۰	۲۴۵
۲۳۸	۲۲۳	۲۵۱	۲۴۶
۲۳۹	۲۲۴	۲۵۲	۲۴۷
۲۴۰	۲۲۵	۲۵۳	۲۴۸
۲۴۱	۲۲۶	۲۵۴	۲۴۹
۲۴۲	۲۲۷	۲۵۵	۲۵۰
۲۴۳	۲۲۸	۲۵۶	۲۵۱
۲۴۴	۲۲۹	۲۵۷	۲۵۲
۲۴۵	۲۳۰	۲۵۸	۲۵۳
۲۴۶	۲۳۱	۲۵۹	۲۵۴
۲۴۷	۲۳۲	۲۶۰	۲۵۵
۲۴۸	۲۳۳	۲۶۱	۲۵۶
۲۴۹	۲۳۴	۲۶۲	۲۵۷
۲۵۰	۲۳۵	۲۶۳	۲۵۸
۲۵۱	۲۳۶	۲۶۴	۲۵۹
۲۵۲	۲۳۷	۲۶۵	۲۶۰
۲۵۳	۲۳۸	۲۶۶	۲۶۱
۲۵۴	۲۳۹	۲۶۷	۲۶۲
۲۵۵	۲۴۰	۲۶۸	۲۶۳
۲۵۶	۲۴۱	۲۶۹	۲۶۴
۲۵۷	۲۴۲	۲۷۰	۲۶۵
۲۵۸	۲۴۳	۲۷۱	۲۶۶
۲۵۹	۲۴۴	۲۷۲	۲۶۷
۲۶۰	۲۴۵	۲۷۳	۲۶۸
۲۶۱	۲۴۶	۲۷۴	۲۶۹
۲۶۲	۲۴۷	۲۷۵	۲۷۰
۲۶۳	۲۴۸	۲۷۶	۲۷۱
۲۶۴	۲۴۹	۲۷۷	۲۷۲
۲۶۵	۲۵۰	۲۷۸	۲۷۳
۲۶۶	۲۵۱	۲۷۹	۲۷۴
۲۶			

حلیج

ہم نے حتی الامکان اچھی طرح تحقیق کر کے اس تحریر کو پبلک میں لانے کا ارادہ کیا ہے۔ اگر اسپر کسی صاحب کو کوئی اعتراض ہو تو وہ ہم سے براہ راست خط و کتابت کرے یا جس اخبار میں وہ اعتراضات چھپا دیں۔ اسکی ایک کاپی میرے پاس بھی بھیج دیں تاکہ جواب دیا جاسکے۔ طالع نہ پانے کی صورت میں کوئی نوٹس نہ لیا جادیا جائے اساتذہ کو مستر ضیغ خصوصاً اور دیگر سے عموماً ہماری یہ درخواست ہے۔ کہ اعتراض کو وقت اگر اُن کو تحقیقات راستی منظور ہے۔ ہمارے پیش کردہ اصول کو ضرور مد نظر رکھیں۔

ماستر فٹشی رام شرم پستاد جگیش آری سماج گنگوہ
صنلغ نہ ہار نیوز



دیساچ

آج تک جس قدر بھی اعتراض سنا تن و حرمی مسلمان اور عیسائی صاحبان کی طرف سے مسئلہ نیوگ پر ہوئے یا ہو رہے ہیں۔ انکی تہ میں یہ خیال کام کر رہا ہے۔ کہ نیوگ جیسی تعلیم کسی مستند مذہبی کتاب میں نہ موجود نہیں۔ بلکہ یہ مسئلہ محض مہرشی سوامی دیانند جی بانی آریہ سماج کے اراد کی اہمک ہے۔ اس لئے جس قدر سختی سے اس پر نکتہ چینی کی جاوے گی اسی قدر ہمیں آریہ سماج کو نیچا دکھانے یا عوام کی نظروں میں گرانے میں کامیابی ہوگی۔ اسی خام خیال کی بناء پر مخالفین آریہ سماج جیہ کبھی ان کو اپنی تقریر یا نثر میں آریہ سماج کے ذکر کرنے کا اتفاق ہوا اس پر نہایت ہی محسوس اور کینہہ اعتراض کرنے سے باز نہیں رہے

جسکا مقولہ اور مدلل جواب بارہا دیا جا چکا ہے۔ جواب باصواب یا کچھ بھی وہ برابر نہیں لکھو
 بودی دیلوں کو نئی نئی شکل دیکھو پیش کرتے رہتے ہیں۔ ایسے مٹھہ دھرمی متعزضین کی تکی
 تو کسی طرح ممکن ہی نہیں۔ مگر جو پچشتاں رست ہو کر ستیہ استیہ کا زرنہ کرنا چاہتے ہیں
 انکی خاطر ملحوظ رکھ کر ہم اس مسئلہ پر وچار کیا جاتے ہیں۔ اور ہم سے ہذا متنبہ کرنا
 کی مستند کتب مذہبی سے دکھایا جاتے ہیں کہ ان میں نیوگ یا نیوگ جیسا کوئی اور انتظام
 برابر موجود ہے۔ جو بعض حالتوں میں نیوگ کی جائزہ حدود سے تجاوز کر کے صریح
 دھرم کاری تک پہنچ گیا ہے۔ پس اگر بحالت مجبوری یعنی آپت کال میں سوامی ویانند جی نے
 قدمائے مجوزہ انتظام سے بطور شاہد کے جائزہ دیدی ہے تو اس انتظام کے عیب و
 ثواب کے ذمہ دار اسکے موجزن ہیں۔ نہ کہ سوامی جی ماورائے سے بھی زیادہ قصور وار
 مہاتما ہیں جنہوں نے اس پر عمل کیا۔ اس حالت میں جبکہ نیوگ کو نندت قرار دیا جاوے۔
 علاوہ ازیں اس رسالہ میں قانون مروجہ کی رو سے فیصلہ پیشا اور برخلاف نیوگ
 تفتیہ اور سناٹن دھرم یا پورا ناکست میں ایک ہی استری کے ایک ماہی وقت میں بائیں
 اور نزل ہی نہیں۔ بلکہ انیک پتی اور مختلف اوقات میں یکے بعد دیگرے آئیں پتی تک
 شادی کرنے کا ثبوت بالتفصیل اور بالتشریح مایند دھرم اپنکوں سے دیا جاوے گا
 اور حسب ضرورت اسپر اعتراضوں کا جواب بھی ۛ

نوٹ: اس تحریر پر اعتراضات ہوں گے جواب ہم ہونگے کوئی سمجھا سچا ذمہ دار نہ ہوگا جو کہ ہندو مت میں غلط
 موقوف۔



اصلیت تبرک

ہمارے رشی نبیوں نے دھارمک کاموں کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اول دھرم اُن کاموں کا نام ہے۔ جن کے کرنے میں پن۔ اور نہ کرنے میں پاپ ہوتا ہے۔ دوسرے وہ کام جن کے کرنے میں پاپ اور نہ کرنے میں پن ہوتا ہے۔ وہ ادھرم کہلاتے ہیں تیسرے وہ کام جن کے کرنے میں نہ کچھ پن اور نہ کرنے میں نہ کچھ پاپ ہوتا ہے۔ یعنی آپت دھرم بالا چاری۔ مطلب یہ کہ افعال کوئی یا فرایض لازمی دھرم۔ افعال نا کر دنی ادھرم اور حالت مجبور ہی میں دھرم یا پن کی رکشا کے لئے جو کام کئے جائیں وہ آپت دھرم۔ جیسے روزانہ پنج مہا یگیہ کی ادائیگی دھرم۔ گوشت خدی مشراب خوری اور جوئے بازی وغیرہ ادھرم اور مرض کے دفعہ کے لئے علاج اور جان کی حفاظت کے لئے لڑائی وغیرہ آپت دھرم ہے۔

نیوگ اپت دھرم ہے۔ کیونکہ محض دھرم رکش کے لئے لاچار
حالت میں اس پر عمل ہونا تحریر ہے۔ یہ غلط اور سراسر غلط ہے
کہ اگر یہ سماج گیارہ خاوند کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ ستیا رتھ پرت
میں سوامی دیانند جی نے گیارہ خاوند تک نیوگ کی حد بتلائی ہے۔
نہ کہ ہر حالت میں گیارہ خاوند لازمی قرار دئے ہیں۔ جو شخص بھی
واکیہ اور حد کرنے والے واکیلوں میں تمیز ہی نہیں کر سکتے۔ ان کا
ناواقفیت پر مبنی سراسر غلط الزم لگانا کسی حالت میں بھی نیک نیتی کا
سوارا لئے ہوئے نہیں ہو سکتا۔ اب ہم اپنے دعوے کی تائید میں
ستیا رتھ پرکاش سے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

بہت بہت ممنون

ستیا رتھ پرکاش اور نیوگ

”سوال۔ جب قطع نسل ہو جائے۔ تب بھی اس کا خاندان
معدوم ہو جائیگا۔ اور عورت اور مردزنا کاری وغیرہ میں لگ کر
استطاع حمل وغیرہ بہت بد فعلیاں کریں گے۔ اس لئے پندرہواہ ہونا
اچھا ہے۔“

جواب نہیں نہیں۔ اگر عورت اور مرد بے بچہ رہیں تو کوئی بھی خرابی پیدا نہ ہوگی۔ اور اگر خاندان کے سلسلہ کو جاری رکھنے کے لئے کسی اپنی ذات والے کا لڑکا گود میں لے لیونگے اس سے خاندان چلیگا۔ اور زنا کاری بھی نہ ہوگی۔ اور اگر بے ہم چہ یہ نہ رکھ سکیں تو نیوگ کر کے اولاد پیدا کریں۔

اس مقام پر سوامی جی نے صاف الفاظ میں بتلادیا ہے کہ ایسے استری پرش جن کا پرش یا استری مرگئی ہو۔ یا کسی اور طرح سنان اُپتی کے ناقابل ہوں۔ بے ہم چہ یہ دھارن کر کے کسی لڑکے کو متبنا بنا لیویں۔ اور اگر وہ بے ہم چہ یہ دھارن نہ کر سکیں۔ تو نیوگ کر کے اولاد پیدا کریں۔ مگر زنا کاری کبھی نہ کریں۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ آیا ایسی حالت میں نیوگ کی اجازت دینی چاہئے یا نہیں یا سوائے نیوگ کے کوئی اور انتظام بھی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اس پر مچار کرتے وقت ذیل کی باتوں پر

ضرور دھیان دینا چاہئے * ویدک بواہ کی چند خصوصیتیں

اول۔ ایک مرد کے لئے ایک عورت اور ایک عورت کے لئے ایک مرد ہے

دوم۔ شادی دوم کا اختیار نہ مرد کو ہے اور نہ استری کو استری یا
پریش کی حیات میں تو کیا۔ بعد وفات بھی نہیں ۔

سوم۔ بواہت استری پریش کا سوائے موت کے ایک دوسرے
سے قطع تعلق نہیں ہو سکتا۔ اور چہ کال کی جدائی بھی ٹھیک نہیں
یہ اور بات ہے کہ ناقابلیت اولاد یا کسی اور مجبوری حالت میں تک
جماع کیا جاوے۔ مگر اور کسی قسم کا تیاگ جائز نہیں ۔

چہارم۔ رنڈی یا کسی اور غیر استری سے عارضی تعلقات زن و
شوہری پیدا کرنا یا کسی اور طرح ویرہ ضائع کرنا قطعی ممنوع ہی نہیں
بلکہ گناہ کبیرہ ۔

پنجم۔ شادی بغرض پیدا ایش اولاد ہوتی ہے۔ اور وہ بھی مقررہ
اوقات پر سماگم کر کے۔ شہوت پرستی کے خیال سے نہیں ۔
ششم۔ جو گہست آئشرم کا فرض ادا کرنے یا استئان پیدا کرنے
کے ناقابل ہوں۔ یا اس آئشرم میں داخل ہونا نہ چاہیں۔ ان کا
جوڑا ہرگز نہ ملا یا جاوے۔ لیکن جس بواہت کنیا کا پریش سے
سماگم نہ ہوا ہو۔ محض رسومات شادی ہی ادا ہونے کے بعد پتی
مرجاوے۔ اس کو دوسری شادی کا اختیار ہے۔ کیونکہ ایسی حالت

میں تکمیل شادی ہی نہیں ہوئی +

حالات مجبوسی جن میں نیوگ کی اجازت دی گئی ہے

اول۔ پریش کی استری یا استری کا پریش مر جاوے۔ اور اولاد کوئی نہ ہو
لیکن خواہش اولاد ہو +

دوم۔ پرشش نامرد۔ دائم المریض۔ یا علاج بیمار یا استری بانجھہ المریض
ماستان اُتیقی کے ناقابل ہو۔

سوم۔ خاوند کی مفقود الخجری اور عرصہ تک جدائی جس سے مفارقت
رائی مفہوم ہو یا کسی خاص عرصہ تک ملاپ کی امید منقطع ہو چکی ہو +
اب رنڈو یا بیوہ۔ نامرد۔ دائم المریض یا لا علاج مرد کی عورت یا یا بچہ۔
دائم المریض یا لا علاج بیمار عورت کا مرد۔ یا مفقود الخجری شوہر کی عورت
برہم چرچہ تو دھارن کر نہیں سکتے۔ مگر اولاد پیدا کرنے کی دل میں خواہش
ہے۔ کیونکہ ہر شخص اندر یہ دمن کر نہیں سکتا۔ ساتھ ہی وہ یہ بھی جانتے
ہیں کہ دوسری شادی غیر کے ساتھ۔ آشنائی۔ اور تازیت ایک دوسرے
سے جدائی کسی حالت میں بھی ممکن نہیں۔ اور کسی دوسرے طریقہ سے
ویر یہ ضائع کرنا گناہ عظیم۔ انہیں بکری بھی اندیشہ ہو سکتا ہے۔ کہ

اگر ہم خفیہ خفیہ زنا کریں گے۔ تو حمل حرام کا سقاط کرانے یا زنا سے
پیدا شدہ اولاد کو تلف کرنے کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ زنا کاری کی
وجہ سے عوام کی طعن و تشنیع اور شرمندگی سے بچنے کا ہی ایک ممکن
طریقہ ہے جس کے علاوہ غیر کے ساتھ سماج کرنے کے اخلاقی گناہ کے
راج و نڈ بھی برداشت کرنا پڑے گا۔ اور اگر کسی طرح راج ڈنڈ سے
بچ بھی سکے تو دنیا میں رُسوا و خوار تو ضرور ہی ہونگے۔ اور پر ماتما
جیو ہتیا وغیرہ کا نڈ بھی ادیشہ دینگے۔ آجکل ایسے بھوچار کی ہزار ہا
مثالیں موجود ہیں۔ اب جائے غم ہے کہ ایسے اولاد کے خواہشمند ہستی
اور پرش کیا کریں۔ ایسی حالت میں مخالفین، نیک جنک بدھوا بواہ بھی
پسند نہیں۔ سوائے اس کے کہ مرد کو رنڈی بازی وغیرہ اور
عورت کو خفیہ زنا کاری یا بانار کا راستہ بتلا دیں۔ کچھ انتظام کم ہی
نہیں سکتے۔ اور یہ طریقے زنا کاری کو پھیلانے اور اسقاط حمل وغیرہ
کو کمزور کو ترقی دینے کے ہیں۔ پس نیوگ کے مخالفین یا تو بذریعہ
نیوگ۔ عقلاً و شرعاً جائز اولاد پیدا کرنا تسلیم کریں۔ یا زنا کاری اور
اسقاط حمل وغیرہ معیوب افعال کی ترقی ہونے دیں۔ لیکن چونکہ نیوگ
سے ان کو نفرت ہے۔ اس لئے وہ لازمی طور پر بھوچار پھیلانے کی حق میں پڑے

نیوگ اوتھم دھرم نہیں ہے

باوجود ان تمام مجبوری اور لاچارہی حالتوں کے نیوگ اوتھم دھرم نہیں ہے۔ جس کی پابندی ہر ایک ویدک دھرمی کے لئے ہر حالت میں لازمی ہو۔ لیکن اوتھم بھی نہیں جس پر بوقت اشد ضرورت عمل نہ کیا جاسکے۔ بلکہ یہ ایک آپت دھرم یعنی زناء کاری سے بچنے اور بحالت مجبوری بطریق جائز اولاد پیدا کرنے کا ایک سادھن ماتر ہے۔ سب اوتھم دھرم تو سنتان کے ابھاد میں برہمچریہ رکھنا اور پھر لڑکا گود میں لے لینا ہے۔ گویا نیوگ عام آدمیوں کے لئے تو کیا۔ جس کے سنتان نہ بھی ہو اور وہ اپنے نفس پر قادر ہوں۔ ان کے لئے بھی جائز نہیں۔ مگر جو ایسا نہ کر سکیں۔ ان کے لئے سوائے نیوگ کے اور کوئی ذریعہ زنا کاری سے بچنے کا نہیں ہے۔ نیوگ کے کٹھن نہیوں کو پالنے کرنے کے لئے باقاعدہ برہمچریہ آشرم سے گزرے ہوئے اندریہ دمن کرنے والے دھرماتما پُرس کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر وہ بجائے سنتان اُپتتی کے شہوت پرستی کی نیت سے نیوگ استری سے سما کرے تو اس کا وہ فعل اس خیال کے آتے ہی آپت دھرم کا نیم پالنے کرنے کی بجائے

نوراً زنا و کاری میں تبدیل ہو جائے گا۔ یہ منوجی مہاراج کا قول ہے جس کی بقول لالہ ٹھاکر داس مصنف نیوگ آدی بھوپھار کھنڈن پارسر جی نے بھی تائید کی ہے +

نیوگ کے نیم آجکل کے کمزور انسانوں کے گزراپن نہیں ہو سکتے

اس لئے رفتار زمانہ کو دیکھ کر آپت کال یعنی لاچاری کی حالت میں جبکہ کوئی اور ذریعہ زنا کاری سے بچانے کا نظر نہیں پڑتا۔ رنڈوے مرد اور بیوہ عورت کی دوسری شادی کر دی جاتی ہے۔ پاراشر نارو اور دیگر سمرتی کا عمل نے بھی ایسی ہی آگیا دی ہے۔ جب تک برہم چہ یہ اور گریہت آشرم کو باقاعدہ نہ بنالیا جاوے۔ اس وقت تک یہ لاچار چلتیں بکثرت میں آئیں گی۔ ان دونوں آشرموں کا انتظام درست ہو جانے پر شاید نادر ہی نیوگ کی ضرورت لاحق ہوگی۔ نیوگ پر دھار کرتے وقت یہ بات یاد رکھنی چاہئے۔ کہ نیوگ یا حالت لاچاری کے متعلق قواعد کی جو تقسیم تیار تھے پر کاش میں درج ہے۔ وہ بطور شہادت کے ہے نہ کہ بطور اصول یا سدھانت کے۔ انتظام نیوگ کے مجذبین شاستر کار یا قدیم پیشواؤں دین تھے۔ جن کا ذکر اپنے اپنے موقع پر آئے گا +

موجودہ سناٹن دھرم اور نیوگ

دھرم شاستر ^{سی}وں سے نیوگ کا جواز

اتھاس اور پوران سے نیوگ کی تواریخی نظائر

مندرجہ بالا بحث سے ظاہر ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں یہ بیان شدہ
 اور مجوری حالات جن میں نیوگ کی اجازت دی گئی ہے۔ تین بڑے
 حصوں میں تقسیم ہو سکتی ہیں +

اول۔ پتی کے مرنے کے بعد نیوگ +

دوم۔ پتی کی اجازت سے اس کی حین حیات میں نیوگ +

سوم۔ پتی کے پردیش میں منفوا لکھ رہے ہو جانے پر نیوگ +

دیگر فروعیات کو چھوڑ کر ان تینوں پر سلسلہ وار دوچار کیا جاتا ہے

سناتن دھرم یا ہندو دھرم یا پورا ایک مت سے ایک ہی بات مراد ہے +

دھرم شاستروں اچھا س اور پیرانوں سے حوالہ جاتا پیش کرنے میں
 مصلحتاً یہ نیم برتا گیا ہے کہ کٹر سنا تن دھرمی بھاشیہ کاروں کے بھاشیہ
 سے ان اشلوکوں اور نظائر کا ترجمہ دیا گیا ہے جن پر اکثر جھگڑا ہوا کرتا
 اور ہمارے سنا تن دھرمی اصحاب ارتھوں میں کھینچا تانی یا اپنے مطلب
 کا بنالینے کا الزام آریہ سماج پہ لگایا کرتے ہیں۔ لیکن جن کے ارتھوں
 میں کوئی دوا دہ نہیں بلکہ سنا تن دھرمی اور آریہ سماجی بھاشیہ کا لڑن
 میں سہمت ہیں۔ ان میں اس نیم کی پابندی ضروری نہیں سمجھی گئی ہے نہ
 کے لئے ہم نے ارتھ بھید کوٹ نوٹ یا جداگانہ اعتراض کی صحت میں
 لیکر اچھی طرح صاف کرنے کی کوشش کی ہے۔ مترجموں کے نام اور مطالب
 وغیرہ کا مفصل تہ ذیل درج کیا جاتا ہے۔ یہ سب ٹیپ کا کار کٹر سنا تن دھرمی
 ہیں جن میں سے پنڈت بھیم سین جی وہی پنڈت ہیں۔ جو آریہ سماج سے
 علیحدہ کئے جانے پر اسکے سخت برخلاف ہو گئے ہیں۔ اور سنا تن دھرمی
 اصحاب ان کو اپنے اقوں پر بلا تے ہیں +

(۱) منو سمرتی مترجم پنڈت رومی دست جی شاستری المعروف بالو ارتھ دیو
 مطابق شرمیت کا کوک بھٹ رجبت مالو ارتھ لکتا دلی مطبعہ نے ساگر پبلیکیشنز
 نوٹ لے متفق لے اختلاف معنی +

(۲) ونشت گوتم۔ اور پاراشتر سمرتی منجھلا اشٹاوش سمرتی بھاشا ٹیکا پنڈت
 مہر چند جی حسب الاجازات شریمان نشی نوکثور جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ مطبوعہ بھارت
 بندھو پریس علی گڑھ ۱۹۵۹ء

(۳) پی ہر سہ سمرتی منجھلا اشٹاوش سمرتی بھاشا ٹیکا پنڈت بھیم سین جی۔
 برہم پریس اٹاواہ ۱۹۵۹ء

(۴) یاگیہ وکیہ سمرتی۔ تاتپریہ ترنی۔ ٹیکا شری گلزار شاستری دھرم
 شاسترا دھیا پاک رچت برائے افادہ طلباء پائنچال (پنجاب) دیش
 یونیورسٹی مترجمہ شری پنڈت گوبہ پرشاد جی۔ مطبوعہ نوکثور پریس لکھنؤ
 بار سوم ۱۹۵۸ء

(۵) مہا بھارت بھاشا بھاشش۔ چھاپہ پرتاپ چندر رائے مطبوعہ کلکتہ
 پریس کلکتہ۔ ۱۹۵۹ء باہتمام بابو ہریش چندر

(۶) پدم پوران۔ بھاشا ٹیکا پنڈت ہمیش دست شکل کرت۔ مطبوعہ
 نوکثور پریس لکھنؤ۔ بار دوم ۱۹۵۹ء

(۷) شری بھاشا گوت پوران۔ بھاشا ٹیکا۔ پنڈت نارائن شاستری مطبوعہ
 شری ونیکیشور پریس ممبئی

اب حوالہ میں محض گرنہ کا نام اور اشلوک یا ادھیائے وغیرہ دیا جائیگا

اور جہاں ایک ہی گرتھ کے دو بھاسیہ کار ہونگے۔ وہاں ہر ایک کا نام بھی
تحریر ہوگا۔ علاوہ ازیں اگر اس دوران میں کسی ایسی کتاب کے حوالہ پیش
کیا جاویگا۔ جس کا اوپر ذکر نہیں آیا۔ تو اس کا پورا پتہ مناسب موقع پر
درج ہوگا۔

بہتی کے مرنے کے بعد نیوگ

نیوگ و وصی یعنی طریق

(۱) منو سمرتی

منو جی مہاراج نے اپنی منو سمرتی میں یہ نیم برتا ہے کہ جب وہ
کسی مضمون کو شروع یا ختم کرتے ہیں۔ تو اس سے پہلے اور اس کے
بعد آغاز یا اختتام کی اطلاع دے دیتے ہیں۔ منو ادھیما سے نو
شلوک ۵۶ میں لکھا ہے۔ اب اس سے آگے استریوں کے
مہانت کال کے دھرم کو کہیں گے۔

پھر شلوک ۱۰۳ میں تحریر ہے۔ یہ استری پرش بکاء لپس میں
پرہتی نچمت و صرم کما اورستان کے نہ ہونے میں ستان کی پرہتی

بھی کہی اب چا آدمی کے دھن کے دھجگ کو سنو، پس ان ۴۸ (۵۶) لغات
(۱۰۴) اشلو کوں میں استر یوں کا آپت دھرم مذکور ہے۔ اور یہی ان اشلو کوں
کا نفس مضمون یا پر کرن ہے۔ اسی سلسلہ مضمون میں طریق نیوگ بتلایا گیا ہے۔
بڑے بھائی کی جو بہو ہے۔ وہ چھوٹے بھائی کی گروہ کی استری کے سامان
ہے۔ اور چھوٹے بھائی کی بہو بڑے بھائی کی پتر برہو کے سامان ہے۔
بڑا بھائی چھوٹے بھائی کی استری کے سنگ اور چھوٹا بھائی بڑے
بھائی کی استری کے سنگ ستان کے اجماد کے بنا ہی گمن کرتے
ہیں۔ وہ پتت ہو جاتے ہیں۔ ستان نشٹ ہو جانے میں استری کو دیور
کے رکاش سے اتھو اچری کے سینڈ پرش کے سنگ سے منوفا پخت
اتن کر فی یوگیہ ہے۔ بدھوا استری کے سنگ نیوگ کرنے والا پتر
شریر کے گھرت لگا کے رازی کے سمے مون دھارن کر کے بھوگ
کرے۔ اس طرح ایک پتر پیدا کرے۔ نیوگ دھرم کو جاننے والے
دوسرے آچاریہ ایک پتر والا ستان بہت کے پتر ہے۔ ایسے
ہر دوسرے نیوگ کو دیکھ جانی کہ استری میں دھرم سے دوسرا پتر پیدا
نہ نیوگ کو دیکھ جا کر نیوگ کو نفیول جا کر نہیں کیونکہ اگر نیک سے ایک اولاد پیدا کرنا مثلاً
دھرم مانا جاوے تو وہ پیدا کرنا ڈبل دھرم ہوگا۔ اس کا منشا یہ ہے کہ ایک ستان
(۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵

کرنے کو مانتے ہیں۔ بدھوا آدی استری میں نیوگ کا پر یوجن ہو چکے۔ تو استری کے
 بچی کا بڑا بھائی اور وہ چھوٹے بھائی کی استری یہ دونو آپس میں گورو کی طرح
 اور پتر بدھو کی طرح برتیں۔ جو چھوٹا بھائی کی استری کے سنگ یا بڑا بھائی کی
 استری کے سنگ نیوگ کئے ہوئے پرشٹس پور دوکت مون دھارن آدی
 ودھی کو تیاگ کے اچھا پونڈک بھوگ کرتے ہیں۔ وہ پتر بدھو۔ گورو پتنی
 ان کی بیج پر اپت ہونے والے کی طرح تہمت ہو جاتے ہیں۔

منوادھیائے نو۔ اسٹلوک ۵۸ لغایت ۶۲۔ مانو ارتھ لکھا دلی حسب
 شرح کلوک بھٹ)۔

۵۱ (۲) دشت سمرتی

کی موجودگی عدم موجودگی کے قریب قریب رہنے۔ اسٹے نیوگ کا مطلب پورا ہوتا نہ دیکھ کر دوسری لاپرواہی
 اسی دشت سمرتی کے مقام مذکور بالا (اسٹلوک ۵۸ لغایت ۶۲) پر بحث کرتے ہوئے پتر بدھو میں جن کی
 فراتے ہیں۔ اسے بھٹ پرش کی تہی چھ مہینے تک کھارا اور ملن کو چھوڑ کر پوشیہ بھوجن کرتی ہوئی برت کے
 برتھو پر سوچھ مہینے کے بعد تہی کا شرا دھکر کے تہی کو ودیا پڑھانے والے اور کرم کٹانے والے گورو
 اور تہی کے بھائی آدی کی سبھا کر کے رت سائے ہو تو استری کے لئے سنتا کی خوش پسینا خاص ضرورت
 ہونے پر استری کا تہا بھائی چپکے لئے نیوگ کر دیوے (کہ اپن ہما سنتا ان مہنت پچی کا ستھا اپن۔ قانم مقام ہو شرا کہ
 کرم رہتے نہ گنا۔ بدی اوہ مرست تہی کی تہی امنت (پنگل) سوچھا چارنی (نیک چلن) (باقی نوٹ اگلے صفحہ پر)

جس کے مرے ہوؤں کی جو استری ہیں وہے چھ مہینے تک برت کریں
 کھاری دستا اور لون کا بھونچن نہ کریں۔ بھومی پر سو دیں پھر چھ مہینے پیچھے نہ لے
 کریں۔ اور پتی کو سٹہ اوہ دیکھ دیا کرم گورو۔ یونی سمبھن ھیل اکٹھا کر کے استری
 کا پتا اور بھرتا نیوگ کو کرا دے۔ ارتھات عو مرے پرش سے گر بھ کو دھان
 کرا سے۔ اور جو اُمنت یعنی باڈلا اور پتی کین ہو۔ ناٹھ میں بڑی ہو۔ سو بارس
 تک کی اوستھا کی نہیں۔ اسے نیوگ نہ کرا دے۔ اور دیور۔ آدی بھی لگی
 نہ ہو۔ پر جاپتی (بڑے پر بھات) مہورت میں نیوگ کرے۔ اور پتی کے
 سان انکی سیوا کرے۔ مہنسی کھور بانی اور کٹھو دند ان کو نہ کرے۔
 پورو پتی کے دھن میں سے بھی جن۔ دستر اور لمپین ان کو کرے۔ اور

اور دگنی ہو۔ تو وہ پتا آدی نیوگ نہ کرے۔ یہی اُمنت آدی نہ ہو۔ کتور لیشٹ ہو تو بھی سو دھکا
 کی آویسے پہلے نیوگ نہ کرا دے۔ اور جس سے نیوگ کرانا چاہے۔ وہ بھی روگی نہ ہو۔ نیکتا
 پرش چار گھڑی رات ہے۔ بواہت پرش کے تیلہ برابر نیکتا استری سے بیواہ کیے
 پرتو استری کے ساتھ اُپھاس ٹٹھا۔ مخول کسی پر کار کی بات جیت نہ کرے۔ اور
 نہ دھکا دے۔ اور کسی اوجت کو دیکھ کر مرست پتی کے تیلہ نیکت پرش کو پیٹنے کا بھی دھکا
 نہیں ہے۔ بھوجن دستر شان دھنا نا اور انو لپین ان کا مول میں پورو مرست پتی کے
 دھیان سے چلنے والی ہو۔ ارتھات نیکت کو پتی مان بھوجن نہ کرے۔ رتیہ جایشہ اگلے صفر میں

اور جس استری کا نیوگ نہ ہوا ہو اس میں پیدا ہوا پتر پیدا کرنے والے کا ہوتا ہے
یہ ثا ستر کاروں نے کہا ہے۔ یدنی نیوگ کرنے والی استری کے دھن کا
لوہ ہووے تو نیوگ نہیں ہے۔

(ادھیائے سترہ - صفحہ ۹۲۱-۹۲۲ - چھاپہ نو لکھنوی -)

(۳) گوتم سمرتی

اگر پتی کے ابھاد میں سنتان چاہے تو گوردو کا پتر - دیور - پنڈ

نیک نہ ہوئی اینہ کی استری میں آپن کیا پتر اچھا دک پرش کا ہو گا۔ رشی لوگ ایسا کہیں
یدی نیکتا استری میں انین پتر بھی اچھا دک کا ہو۔ تو وہ نیکت پتر کے دھن کا بھاگی ہو گا گا بھو
کے لالچ سے نیوگ نہیں ہے۔ لوہ سے نیوگ کرنے میں کوئی اچار یہ پتر بچت کرنا کہتے ہیں +
گوتم سمرتی کے مقام مذکور پر اپنی بھاشیہ کے صفحہ ۵۰۹ و ۵۱۰ پر یہی نیڈت بھیجیم سین جی فرماتے ہیں
پتی کے ابھاد میں سنتان کو چاہتی ہو تو دیور گوردو پتر - پنڈ - گوتم رشی جیکہ ایک ہی ہوں

ایسے پتی کے کل کے کوئی پرش اچھا پتی کے کل کے کسی پرش سے رتو کال میں ویرج وان لیکر
سنتان آپن کر لیتے۔ کوئی اچار یہ کہتے ہیں کہ دیور سے بھن پرش کے ساتھ نیوگ
نہ کرے۔ پتی سے اینہ دوسرے پرش اونگھن کر کے تیسرے سے استری سنگ نہ کرے
نیوگ کے نیت سے سے بھن کال میں نیکت کے ساتھ سنگ کرے۔ تو وہ سنتان
اچھا دک نیکت پرش کی ہوگی اور پتی کے جیوت رہتے ہی یدی اینہ کس پرش سے

گو تر رشتی ان تینوں کے سمبندھی اتھو ایونی ماتر (پتی کل کے سمبندھی)
 انکے سنگ رتو کال میں گمن کرے۔ اور کوئی یہ کہتے ہیں کہ دیور کو چھڑ کر
 اور وسیلے سے گمن نہ کرے۔ رتھالت دیور سے سنتان اُپن کرے اور
 سمے کے بنا رتھالت رتو کال کے بنا دوسرے کی سنتان پتی کی نہیں
 ہوتی ہے۔ اور جیتے ہوئے پتی کی استری میں جس کے سنتان پیدا ہو
 اسی اتھو دونو کی سنتان ہوتی ہے۔ ید ی پتی رکھشا کرے۔ تو
 اسی کی ہوتی ہے +

سنتان اُپن ہو۔ تو وہ سنتان اُس اپنا دک کا دونو کا مانا جاوے۔ اٹھلتی جگے کو تو
 لکیتا اپنا دک کا اور لکیتے کے تو تو سے کشیتے ملے کا یہی استری کا پتی اس کی رکھشا بھی
 کرے۔ تو اسی کی سنتان ہو گا +

نوٹ ۱۔ ان سب حوالوں کے پیش کرنے میں کسی لفظ کا دو بدل نہیں کیا
 گیا۔ بجنہ بھاشیہ کار کی عبارت دیدی ہے۔ مطلب کو واضح کرنے کے لئے
 اس نشان سے معنی دئے گئے ہیں۔ خطوط وحدانی میں بھی بھاشیکار کے ہی
 الفاظ ہیں +

نوٹ ۲۔ محض ساتی پنڈتاں کے بھاد دکھلانے کے لئے دو مختلف بھاشیکاروں کے
 الفاظ میں یہ حوالے پیش کئے گئے ہیں +

(اوهیائے اٹھارہ صفحہ ۷۶۔ چپا پہ نو لکھتوری۔)

(۴) شکرنتی

اوهیائے تین۔ اشلوک آئیں میں بھی نیوگ سے سنتان پیدا کرنے کی
آگیا دی گئی ہے +

(۵) یاگیہ وکیہ سمرتی

جس کے پتر اُتین نہ ہوا ہو۔ اس (استری) کے پاس رتو کال میں
سب انگوں میں گھی لگا کے اپنے پتاؤ دی بڑوں کی آگیا سے ویلور۔ سنپٹ۔
اٹھوا کوئی سگو ترگن کرے۔ جو پریش کے پاس نہ گئی ہو۔ پرتو گرہ رہنے تک
ہی جاوے۔ نہیں تو پتہ ہوتا ہے۔ اس پر کار اُتین ہوا پتر کشیدترج کہلاتا ہے
دس جاتی ویک پر کرن شلوک ۶۸۔ ۶۹۔ تا پتر یہ ترنی ترجمہ پنڈ ست
گوری پر شاد جی +

نیوگ کی ایک وجہ و دھی

یہی یاگیہ وکیہ تا پتر یہ ترنی صفحہ ۸۰۔ اشلوک ۳۴ و ۳۵ میں آیا ہے۔
”جس کینا کا واکدان ویدستروں کے ذریعہ تپ کے حواسے کر دیا گیا ہو یعنی پانی
گرہن منسکار یا بودا کی مکمل کارروائی سپت پدی وغیرہ ہو چکی ہو۔ ہونے پر

درجہ جائے۔ تو اس کنیا کو دیور (پتی کا بھائی جیٹھا و چھوٹا) بیاہے! ویتھا و دی
 (اپنے انگ میں گھی لگا کر مون ہو کر) جب تک کوئی سنتان اُپن نہ ہو۔ ہر ایک
 دو کال میں اس ستری کو شویت و ستر۔ سفید کپڑے پہنا اور من بانی اور
 شریہ کا سنجم کر اگر ایک ہی بار گن کرے ۱۱

(۲) منو سمرتی

جس کنیا (پتی سمبھوگ بہت) جس کا پتی سے ساگم (صحبت) نہ ہو (ہو)
 کاسیند و اگر ان (کنیا دان سنگھپ) کرنے کے پیشچات = بعد پتی مر جائے
 اس کو اس ودھان سے سنج دیور = (اپنا خاص دیور) پراپت ہو (وہ دیور)
 بونگ ودھی سے اس کے پاس جا کر شویت و ستر ودھان کئے ہوئی۔
 اور کائے من۔ بانی = (جسم۔ دل۔ زبان) سے پوتر ہوئی کے ساتھ اپنی
 پرینت = (حل ہو جانے تک) گر بھادھان کال میں ایک ایک پرپر گن کرے
 (صحبت کرے) جب گر بھادھان ہو جاوے تب یقین (صحبت کرنا)
 تیاگ دیوے +

۱۱ مختلف چھاپوں کی منو سمرتی میں کہیں کہیں ایک شلوک کا فرق ہے اسلئے اگر ناظرین کو کوئی ایسا
 موقع پیش آئے تو غلطی شمار نہ کرنی چاہئے ایک شلوک آئے چھپے سمجھ لینا چاہئے ہم نے زیادہ تر
 حوالہ جات مانوارتھ گمناولی اور بھاشائیک منو سمرتی سوامی تلپی رام جی سے لئے ہیں +

(منوادھیائے نوہ شلوک ۶۹ و ۷۰ -)

ہا سے پیش کردہ مذکورہ بالا ارتھ اور شش کلوک بھٹ مترجمہ پنڈت
روی دست جی شاستری کے تخریر کردہ ارتھ میں صرف اس قدر اختلاف ہے کہ ہم نے
درجاستہ کرتے "مستبدوں کا ارتھ جو اصل شلوک میں موجود ہیں۔ والدان یا کنیاؤں
سنگٹ کے ہیں۔ اور شاستری جی نے سنگٹ کے رارسنتان کے پیدا کرنے میں ہیں
لکھا ہے "پر تپتی ہوتی اور ایک ایک بار سنتان پیدا کرے۔"

گویا شاستری جی نے یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ اگر سنگٹ
ہونے کے بعد کنیا کا پتی مر جاوے۔ تو اس کا دیور اس سے شادی کر کے
ہر رتو کال میں اس سے گن کر کے ایک ایک سنتان پیدا کرے اور
یہ شادی دیسی ہی ہے۔ جیسی دیگر عام شادیاں ہوا کرتی ہیں۔ مگر
پنڈت جی کا یہ خیال غلط ہے۔ کیونکہ کسی مانیہ مستند شاستری میں سنگٹ
یا مکلاوہ یا گونا وغیرہ کی ودھی یعنی طریق موجود نہیں۔ یہ سنگٹ وغیرہ الفاظ
بھی سنسکرت کے نہیں۔ رجب زمانہ قدیم میں بذریعہ سو مبر جوان اور ستھا میں
شادیاں ہوا کرتی تھیں۔ تو کوئی رسم ایسی نہ تھی۔ جو شادی کے بعد بغرض
مکمل شادی ادا کی جاتی ہو۔ یہ مکلاوہ اور سنگٹ وغیرہ رسوم بعد کی
ایجاد ہیں۔ جن کا شاستروں سے کوئی تعلق نہیں۔ دوسرے اگر یہ عام

شادی ہوتی تو ایک ایک بار گن کر سننے کی جب تک ستان ہو شتر۔ لگا دینے
 کی کیا ضرورت تھی۔ صرف اس قدر کہ دینا کافی تھا کہ ایسی کینا سے اسکا
 دیور بواہ کرے۔ تیسرے اس اہتر دین شلوک میں **तामनेन विधानेन**
 شبد پڑھے ہیں جن کا صاف اور سیدھا ارتھ اُس کو اس ودھی سے ہے۔
 ہے۔ اور شتر دین میں **यथाविध्य** شبد صاف اسی ودھی سے
 کے معنی رکھتے ہیں۔ یہ ودھی کو سی ہے۔ بواہ ودھی سرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ
 یہاں بواہ کے طریق کا بیان نہیں۔ منوجی ۵۶ شلوک سے طریق
 نیوگ بیان کر رہے ہیں۔ ۶۴ تک۔ عام طریق بیان کر کے ۶۹ شلوک میں
 اسی نیوگ ودھی یعنی طریق نیوگ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ درمیانی چار
 شلوک ۷۵ تا ۷۸ ملاوٹی ہیں۔ جن پر مناسب موقع پر بحث کی جاوے گی
 اسی طرح ۷۹ سے بعد بھی ۱۰۰ تک نیوگ پر کرن ہی ہے۔ اسلئے عین تھا ودھی
 یعنی اسی طریق سے نیوگ کی ودھی سے سوائے اور کوئی نہیں ہو سکتی
 کیونکہ ۵۶ سے ۱۰۰ تک کا نقش مضمون نیوگ یعنی آپت کال میں ستان
 پیدا کرنے کا ہی ہے۔ مزید برآں یا گہ وکیہ سمرتی سے بھی جس کا حوالہ اس
 بار سے نہیں دیا گیا ہے۔ ہمارے خیال کی تائید ہوتی ہے۔ اسلئے دیا
 نتیجہ کرتے سے سگائی سرگز مراد نہیں ہے۔ اور ایسی شادی کرتے والے

دور کو ایسی گینا سے صرف ایک سنتان پیدا کرنے کا ہی اختیار ہے۔ مگر عام شادی کی طرح زیادہ سنتان آپن کرنے کا ۔

کھشیرج کی حیثیت اور حقوق

بعض لوگ نیوگ سے پیدا شدہ لڑکے کو بہت ہی کم حیثیت کا مانتے اور اسی بنا پر نہایت کینے حملے کیا کرتے ہیں۔ اب ہم شاستروکت پر مانوں سے اس مضمون پر بحث کرتے ہیں ۔

لڑکے بارہ طرح کے ہوتے ہیں۔ ان میں سے پہلے چھ یعنی اورس۔ کھشیرج اور دتک یعنی سینے وغیرہ تو ترکہ پردی کو پانے والے اور رشتہ دار ہوتے ہیں۔ اور بندھو یا رشتہ دار بھی۔ مگر آخری چھ یعنی کاین (کنواری سے پیدا شدہ) اور کرہیت وغیرہ رشتہ دار تو ہیں۔ مگر ترکہ باپ کا نہیں پا سکتے ۔

منوادھیاسے لڑا۔ اشلوک ۱۵۹ و ۱۶۰ کے پیرہی و شٹ سمرتی صفحہ ۱۷۲ پر پنڈت بھیم سین جی نے بھی کھشیرج وغیرہ کو دایا بھاگی مانا ہے اور بارہ طرح کے پتر بھی (۱) جو اپنی منکوہ عورت سے خاوند سے پیدا ہو۔ وہ اورس یعنی صلی بیٹا کہلاتا ہے منوادھیاسے ۹

اشلوک - ۱۶۶ +

(۲) جو اولاد نامرد - لاعلاج - بیمار اور مرے ہوئے کی عورت بطریق نیوگ پیدا کی جاتی ہے۔ وہ کھشیرتج اولاد اس عورت کے خاوند کی کہلاتی ہے +
(منوادھیائے ۹ - اشلوک ۱۶۷)

(۳) مہرشی گوتم جی اور دوشٹ جی اپنی اپنی سمرتیوں میں ان دونوں اولادوں کی یوں تعریف کرتے ہیں یہ بارہ پتروں میں سے ستکار سے بواہی اپنی استری میں بارہ سمرتی بھاشا ٹیکا پنڈت مہرچند چھاپہ نوکٹوری کے صفحہ ۴۹ پر لکھا ہے۔ ادھیائے ۴ - اشلوک ۲۴ - اور س - کھشیرتج - دھک اور کر تیرم یہ پتر ہیں۔ جس کو مانا پتا دیدیں وہ دھک ہوتا ہے جو اپنے سے پیدا ہو وہ پہلا اور س - اور وہ نہ سچ - نیکت جس کے لئے گوردھ فیرو لے آگیا۔ دیدی ہو - دوسرے کی استری میں جو ہو - وہ دوسرا کھشیرتج (دوشٹ سمرتی صفحہ ۹۱۷ - ۹۱۸ - اور گوتم سمرتی صفحہ ۹۵ - چھاپہ نوکٹوری) پنڈت بھیم سین جی نے بھی اپنی دوشٹ سمرتی کے ادھیائے سترہ - اشلوک ۱۷۱ صفحہ ۶۸ پر کھشیرتج کی یہی تعریف کی ہے +
(۴) یاگیہ وکیہ سمرتی - صفحہ ۷۹ - اشلوک ۲۹ میں لکھا ہے - جس (مرد) کے پتر نہ ہو - اس نے جو اپنے بڑوں کی آگیا سے دوسرے کے

کھشیر (استری) میں پتر پتن کیا ہو۔ تو وہ پتر دونوں جی اور کھشیر کا
 پنڈو دینے والا اور دھن لینے والا بھی دھرم پور روک ہوتا ہے۔ پتر پرن
 دیکھو صفحہ ۲۷ ص ۵۔ کتاب ہند۔ جہاں کھشیرج کی تعریف بجا مالہ یا گیرو لکھ
 سمرتی لکھی گئی ہے۔ پھر اسی سمرتی کے صفحہ ۱۸ پر اشلوک ۳۱ میں لکھا ہے
 کہ ان بارہ پرکار کے پتروں میں پہلے پہلے (کے ابھار) = عدم موجودگی
 میں نہیں تو ان کے انتر جو جو پڑھے ہوں۔ وہ پنڈ دیتے۔ یہ تو
 ہوئی کھشیرج کی تعریف۔ اب اسکی حیثیت اور حقوق بھی سنئے۔
 اور دھن لینے کے اوصاف بھی جوتے ہیں۔

اور اس یعنی صلبی بیٹا اور کھشیرج یعنی بیروگ سے پیدا شدہ یہ دونو
 ترکہ پداری کو لے سکتے ہیں۔ باقی ماندہ جو دس بیٹے ہیں وہ گوترا اور دولت
 دونو کو سلسلہ سے لینے والے ہیں۔ مطلب یہ کہ اورس اور کھشیرج
 کا تو وہی گوترا ہوتا ہے۔ جوان کے والد کا اور دونو ترکہ پداری کے حقدار
 باقی دس پتر سلسلہ سے یعنی یکے بعد دیگرے۔ منوادھیما سے تو۔
 اشلوک ۱۶۵ +

(۴) بارہ طرح کے لڑکوں میں سبھاالت نہ ہونے اول اول کے دوسرے دوسرے
 دولت کو پاتے ہیں۔ منوادھیما سے تو۔ اشلوک ۱۸۴۔ اگر حفت بیٹے

ہوں تو دولت کو بھی جفت ہی پاتے ہیں ۔

(۳) لیکن ادرس کی موجودگی میں کھشترج پیدا ہو جائے۔ یعنی ایک شخص پہلے اولاد پیدا کرنے کے ناقابل یا نامرد تھا۔ اس کی عورت میں وید نے والد وغیرہ کے حکم سے بیٹا پیدا کیا۔ اور پھر سالہ وغیرہ سے نطفہ کی ترقی پاکہ اس آدمی نے اپنی عورت سے پیدا کیا۔ تو اس حالت میں اُس کی جائداد کے دو وارث ہوئے۔ ادرس اور کھشترج اس بارے میں منوجی فرماتے ہیں کہ اگر دیور لاولد ہو تو اس کے تخم سے پیدا شدہ پیدا شدہ کھشترج اُس کی دولت کو پاد سے۔ ورنہ جو دیو صاحب اولاد ہو تو ادرس اور کھشترج دو تو اس طرح سے اپنے باپ کی جائداد کو تقسیم کریں۔ کہ ادرس پانچ حصہ اور کھشترج چھ حصہ اگر کھشترج صاحب صفت ہو تو پانچواں حصہ پاد سے۔ جب ایک ہی مرد کے ادرس کے علاوہ بارہ قسم کے پتروں میں سے اور بھی موجود ہو تو کھشترج کو پانچواں یا چھٹا حصہ دیکر باقی سب لڑکوں کو منظر رحم کھانا اور کپڑا دینا اور اس کے علاوہ دیگر گیارہ لڑکوں کو لڑکا ماننے کی وجہ یہ کھشترج وغیرہ گیارہ پتروں کو خاندان اور ورنوں کے دھرم ناش

نہ ہونے کے لئے رشیوں نے اولاد تسلیم کیا ہے۔ یہ سب گیارہ پتر جو
دوسرے کے پتر کے۔ وہ بحالت عدم موجودگی اور اس نام لڑکے کے
بیٹے ہیں۔ وہ نہ جو جس کے لطف سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کا بیٹا کہلاتا ہے
دوسرے کا نہیں۔

(منوادھیائے ۹۔ اشلوک ۱۸۰ و ۱۸۱۔)

نودھیا۔ ان دو اشلوکوں کو ملا کر پڑھنا چاہئے۔ بعض چالاک لوگ ان کو
علیحدہ علیحدہ بے موقع لاکر کھشیرج کی حیثیت کو گرانے کی کوشش
کیا کرتے ہیں۔

جب رشیوں نے ان گیارہ لڑکوں کو اورس یعنی صلبی بیٹے کا
قائم مقام تسلیم کر لیا۔ تو ان کے صحیح النسب ہونے میں شک ہی
کیا رہا۔ ہم بھی تو اسے مصیبت یعنی آپت کال کا دھرم ہی
مانتے ہیں +

زنا کاری سے پیدا شدہ گوشت کھنڈ نامی لڑکے

بعض معتزہین سادھارن دھرم (فرائض لازمی) سے آپت دھرم
(حالات مجبوری) کا کھنڈن کیا کرتے ہیں۔ یعنی زنا کاری کی تندہی

نیوگ کی تندر کرنے لگ جاتے ہیں۔ گویا ان کے خیال میں زنا کاری اور نیوگ ایک ہی بات ہے۔ مگر ان کا یہ خیال سراسر غلط ہے۔ نیوگ سے پیدا شدہ کھیشترج لڑکا پتا کے گوتم اور دھن کو پاتا ہے، اور دھارمک کاموں میں اسے مثل مانی لڑکے کے حصہ لینے کا حق حاصل ہے۔ کھیشترج کی ایسی حیثیت کو جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ منوجی مہاراج۔ یا گیہ دکیہ جی باراشرجی گوتم جی اور دشت جی نے تسلیم کیا ہے۔ حالانکہ انہی مہشروں نے زنا کاری کو محبوب بتلا کر کنڈ اور گوگ کہتے ہیں۔ اس لئے زنا کاری دیا ہے۔ جیسا کہ ذیل کے حوالہ جات سے ظاہر ہے۔ اس لئے زنا کاری کو محبوب قرار دینے سے نیوگ کی تردید ہرگز نہیں ہو سکتی۔

(۱) منوجی مہاراج فرماتے ہیں۔ "پراستری (دوسرے کی استری سے پیدا شدہ) سے اُتین دوپتروں کو کنڈ اور گوگ کہتے ہیں۔ پتی کے جیتے ہو۔ وہ کنڈ اور مرنے پر ہو۔ وہ گوگ ہے۔"

(منو ادھیائے تین۔ اشلوک ۱۷۴ -)

(۲) پتی کے جیتے جی جو زنا کاری (جاری) سے پیدا ہو۔ وہ کنڈ اور پتی کے مرے پیچھے جو اسی طرح (جاری) سے ہو۔ وہ گوگ کہلاتا ہے۔ "پاراشرمتی چھاپہ نوکشوری ادھیائے ۴۔ اشلوک ۲۳۔"

(۳) یاگیہ وکیہ سمرتی صفحہ ۳۵۔ اشلوک ۲۶۔ چھاپہ نو لکھنوی میں بھی یہی تعریف ان ہر دور لوگوں کی لکھی ہے۔ جس سے سناٹن و سمری بھاشیکار بھی انکار نہیں کر سکے۔

منو سمرتی کے ان چند اشلوکوں پر دوچار جونیوگ کی تردید میں پیش کئے جا پا کرتے ہیں

یہ منو سمرتی ادھیائے نو کے ۶۴ لغایت ۶۸۔ اشلوک ہیں۔ جبکہ ارتھ کلوک بھٹ شارج منو سمرتی کے انوسار مانو ارتھ دیپکا سے پیش کیا جاتا ہے +

(۱) اور دوج جاتی ارتھات برہمن۔ چھتری اور ویشی (ان کو دو دھوا استری کا انیہ پرشوں کے سنگ نیوگ نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ استری کا انیہ پرش کے سنگ نیوگ کرنے میں پتی برتا سناٹن دھرم کونٹ کرتے ہیں۔ اشلوک ۶۴ +

نوٹ۔ اس اشلوک پر دوچار کرنے سے صاف دکھائی دیتا ہے کہ یہ نیوگ کی تردید نہیں کرتا۔ بلکہ تائید کرتا ہے۔ دوجوں کو (دوج)

دھوا استریوں کا (دوجوں سے) اینہ پرشوں کے ساتھ نیوگ نہیں کرنا
 چاہئے۔ کیونکہ (دوج) استریوں کا (دوجوں سے) اینہ پرش کے
 سنگ نیوگ کرنے میں سناق دھرم کا ناش کرتے ہیں۔ ترجمہ میں
 اختلاف صرف یہ ہے کہ ہم تو پرشوں کی بجائے "ورن" شبہ لاتے
 ہیں۔ اور پورا لگب لگ پرش۔ مگر مطلب ایک ہی ہے۔ صرف سمجھ کا پھیر
 ہے۔ دوجوں سے اینہ پرش کون ہیں جو دوج ہوں اور دوجوں
 سے دوسرا ورن کون ہے۔ جو دوج ہیں۔ اگر ہم پرش اور ورن کو
 چھوڑ کر اچھے گریں تو یوں ہو گا۔ دوجوں کو دوج و دھواؤں کا دوسرے
 کے ساتھ نیوگ نہیں کرنا چاہئے۔ دوسرے کون جو دوج نہیں ہیں
 مطلب یہ کہ نیوگ تو ہونا چاہئے۔ مگر دوجوں کے علاوہ غیر کے ساتھ
 نہیں۔ پس اس بات میں اس کے یوں معنی ہوئے۔ دوجوں کو
 دوج و دھواؤں کا اپنے (ورن یا پرش) کے ساتھ نیوگ کرنا چاہئے
 خاوند تو ہر ہی چکا ہے۔ بہر صورت خاوند کے سوا دوسرے پرش
 سے ہی نیوگ ہو گا +

(۲) بیاہ پر یوجن کے منتروں میں نیوگ کہیں نہیں کہا ہے۔ اور بواہ
 کی ودھی میں بھی اینہ پرشوں کے سنگ استری کا پھر بواہ کرنا

نہیں کہا ہے۔ اشلوک ۶۵ یہ

نوٹ۔ اس سے نیوگ کی تردید نہیں ہوتی۔ صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بواہ
اور نیوگ الگ ہیں۔ ایک نہیں۔ نیوگ دوسرا بواہ نہیں ہوتا۔ اس لئے
یہ اشلوک نیوگ کے برخلاف نہیں۔ بدھوا کے پسر بواہ کے خلاف ہے
بواہ پر کن کے منتروں کے علاوہ اگر کسی اور جگہ نیوگ کا ذکر ہو۔ تو
اس اشلوک سے اس کی تردید نہیں ہو سکتی۔ بواہ۔ پسر بواہ اور نیوگ
علیحدہ علیحدہ دہشتے ہیں۔ ان کا ذکر بھی اپنے اپنے موقع ہو سکتا ہے
ایک ہی جگہ نہیں۔ اگر بواہ کے منتروں میں پسر بواہ یعنی استری کا
دوسرے پرش کے ساتھ بیاہ نہیں لکھا۔ تو پرش کا اٹھس کی پہلی
استری کے مر جانے پر دوسری استری کے ساتھ بیاہ کرنا کہاں کھلپٹ
(۳) دودان برہمنوں کے کہ یہ پیشو دھرم ارتھات نیوگ کرنا مذمت ہے
دین راجہ کے راجہ میں یہ دھرم نشیوں کا بھی چلا گیا تھا اشلوک ۶۶
(۴) دہین راجہ پیدرن پر تھوی کا راجہ کرنا بیہیا۔ اس واسطے راج شہ
کہلایا۔ دھمار کہ ان تھا۔ سو کا ماتر نشہ بدھی ہوئی کے بھائی کی بھیا پیا
کے سنگ بھوگ کر کے درن سنگ دھرم چلاتا بھیا۔ اشلوک ۶۷
(۵) تب سے لیکر جو پرش ایگان سے بدھوا استری کا نیوگ سہستان کے

واسطے کرتا ہے۔ جس کو سرشیٹ پرش نندت کرتے ہیں۔ ۶۸ +
 نوٹ۔ مہرشی منوجی مشروغ دنیا میں پہلے منومنتر میں ہوئے۔ اور
 راجہ دین جبکا بیٹا پر نعت تھا جسکا ذکر سرشیٹ بھاگوت پوران میں آیا
 ہے۔ ساتویں منومنتر دیوموت میں ہوا۔ اس طرح راجہ دین ۲۶۶۲۰۰۰۰
 (ایک منومنتر کی میعاد و علما وہ سندھی) ۶۸ + ۱۷۲۸۰۰۰ (ایک سندھی
 کی میعاد) ۸۷۷ معہ کلپ کی مشروغ سندھی اور چھ چھ منومنتروں کی
 سندھیوں کے = ۱۸۵۲۴۱۶۰۰۰ = ۱۲۰۹۶۰۰ + ۱۸۷۰۳۲۰۰۰۰
 اس یا اس سے بھی کچھ زیادہ عرصہ منوجی کے بعد ہوا۔ بھلا بھیر منوجی
 کیسے نکھ سکتے تھے۔ کہ راجہ دین اُن سے پہلے ہوا۔ سرشیٹوں نے
 لوگ کی نندا کی۔ اور تب منوجی نے اس کو اپنی سمرتی میں درج کیا
 بنایا یہ اشوک ملاوٹی ہیں۔ مگر ان سے بھی نیوگ کی نندا نہیں ہوتی
 یوگاماتر ہو کر بھائی کی استری سے گن کرتا ہے۔ وہ نیوگ ہی نہیں ہے
 ایسا کہ منوجی فرماتے ہیں +

جو پرش پدروکت نیوگ دوسری کو تیاگ کر اچھا پور بک بھوک
 کرتے ہیں۔ وہ پستیر بدھو (جیٹ کی بہو) اور گندو پتی (گورو کی استری)
 ششید بھاگوت اسگندھ ۴۔ اویہائے ۱۷ +

انکی سچ پرست ہونے والے کی طرح پست ہو جاتے ہیں کہ اس ساری
جست کا یہ نتیجہ نکلا کہ پہلے دو جوں کا دو جوں میں نیوگ چلا آتا تھا
جب سے راجہ بین نے مریدا پور یک نیوگ کو توڑا الم غلم سب کا سب کے ساتھ
نیوگ پیدا دیا۔ اور رن شکر تاپھیلا دی۔ تب سے نیوگ کی غذا ہونے لگی
اس سے پہلے نہ ہوتی تھی۔ جن الفاظ کے امپر ہم نے خط کھینچا
ہے۔ وہ اصل اشوک میں موجود نہیں :-

دوسرے راجہ دین ہو چکنے کے ہزاروں برس بعد مہا بھارت
کے زمانہ میں جس کو ابھی پانچ ہزار برس گزرے ہیں۔ منو سمرتی
کی رو سے اس میں نیوگ کو دھرم مانا گیا ہے۔ اس مہا بھارت کے
مصنف ویدوں کے عالم اور سناٹن دھرمیوں کے ویدویاس جی۔
ایشور اوتار ہیں جنہوں نے نیوگ کو نہ صرف سناٹن دھرم مانا ہی ہے
بلکہ اس پر خود عمل کر کے تین اولاد بھی پیدا کی :-

تیسرے اسی مہا بھارت کے زمانہ میں نیوگ سے پیدا شدہ دھرتا شتر
پانڈو۔ اور پانڈو کے پانچ لڑکے یو دھشٹر وغیرہ اپنے والد کی جائز وارث
اولاد تسلیم ہوئے۔ ایسا ہی مہاراجہ رام چندر جی کے گورو ششٹی جی
لے شریک بھاگوت سنگھ اول دھیا تین میں یاس جی کو کیسویا ایشور اوتار مانا گیا ہے

بھی راجہ خود اس کی استری سے نیوگ کیا تھا۔ نیوگ کو دھرم جان کر شی
 ہرشیوں اور ایشور اوتاروں نے خود اس پر عمل کیا۔ اپنی رانی کشتی کو
 نیوگ کی ہریت کرتے ہوئے راجہ پانڈو مہا بھارت آدی پر سب اور
 ۱۲۰۔ میں یوں فرماتے ہیں کہ دھرم شاستر میں کہا ہے کہ چھ طرح کے
 پتر بندھو سکے رخص کے حقدار ہوتے ہیں۔ اور چھ پرکار کے پتر
 حقدار نہیں ہوتے۔ ری پر تھے۔ میں ان بارہ طرح کے پتروں کی حالت
 کہتا ہوں۔ سنو پہلا اور سب جو بیانی عورت سے بچتی دھارہ (خاص
 خاوند سے) پیدا ہو چلی بیٹا۔ دوسرا ایسے پتر جس کے دھارہ بچ کر
 (خاص اپنی عورت سے) پیدا ہو۔ یعنی نیک آدمی کے نہ یہ کسی کی
 استری میں پیدا ہو۔ تیسرا جو مول لئے ہوئے ویرج کے دھارہ بچ
 (اپنی) کشتی (استری) میں پیدا ہو۔ اس کو پرکیت پتر کہتے ہیں۔
 وغیرہ وغیرہ۔ ان بارہ طرح کے پتروں میں پہلا نہ بن پڑے۔ تو اس
 بچھلا۔ پھر اس سے بچھلا۔ پھر وہ بھی نہ ہو تو اس سے بچھلا۔ اس طرح
 کے ماما کو پتروں کی خواہش کرنی چاہئے۔ لوگ آپت کال میں
 لے راجہ پانڈو کا اشارہ منوادیہا مئے تو۔ اشوک ۱۵۹ و ۱۶۰ کی طرف ہے
 جن میں بارہ طرح کے پتروں کا لفظ لفظ یا یوں کہتے ٹھیک ہی نشانگوئے ہے۔

چھٹے چھٹے دور بھائی سے پتر کی کامنا کیا کرتے ہیں۔ سو مٹی جو ستو۔
 (مصنف منو سمرتی) نے کہا ہے۔ کہ آدمی اپنے ویرج (تخم) کے بتا (غیر)
 اینہ جن (دوسرے شخص) سے سریشٹ اولاد پیدا کر سکتے ہیں۔
 اس سے صاف ظاہر ہے کہ مہا بھارت کے زمانے تک منو سمرتی میں کوئی
 ملاٹ نہ تھی۔ ورنہ راجہ دیو دھن۔ جنہوں نے پانڈوؤں کو راجہ سے
 بیدخل کرنے کے لئے ہر طرح کی جائز و ناجائز کوششیں کی تھیں۔
 نیوگ سے پیدا شدہ پانڈوؤں کو ناجائز اولاد کی محبت آسانی سے
 استعمال کر سکتا تھا۔ اور سچ ہی میں انہیں ناجائز وارث قرار دیا
 سکتا تھا۔ مگر ان کی پیدائش کے طرز پر کسی بھی محصر مخالف نے
 انگلی نہیں اٹھائی +

چوتھے۔ اگر منوجی کو یہ منظور ہوتا کہ نیوگ کی ہر حالت میں طاقت
 کر دے تو دو لفظوں میں فیصلہ ہو سکتا تھا یہ نیوگ کی قطعی ممانعت ہے
 انہیں کیا ضرورت تھی کہ پہلے نیوگ کی ودھی اور اس سے پریشہ
 اولاد کی حق رسی وغیرہ متناہین لکھتے اور پھر بعد میں خود ہی اس کی تردید
 کر دیتے۔ کل منو سمرتی میں خاص وہ اشلوک جن میں نیوگ کا ذکر یا تعلق
 ہے۔ قریب ۴۴ کے ہیں۔ ان میں سے ایک تیسرے اوجھائے میں

اور ۲۴ نوں ۱۰ ادھیائے میں ہیں پچھلے ان ۲۴ اشلوکوں کے صرف چار
اشلوک ۶۵ لغایت ۶۸ نوں ۱۰ ادھیائے کے نیوگ کے خلات ہیں
خود اپنی کلام کو قطع کرنے کے لئے انہیں اس قدر ورق سیاہ کرنے
کی کیا ضرورت تھی +

نیوگ کا مفصل ذکر تو نوں ۱۰ ادھیائے میں آیا ہے۔ مگر نہ سمرتی
کے تیسرے ادھیائے میں ہی منوجی فرماتے ہیں یہ مرے ہوئے بھائی
کی بھاریا = (استری) میں پوند دکت دھرم (نیوگ ودھی پرنی کر کے)
کر کے نیوگ بھی کیا ہو۔ پرتو جو اس میں رتو دھرم = (ایام حیض سے نفرت
کے بعد ہی) گوتیاگ = (چھوڑ) کر کا منا پور باب = (حسب خواہش) زن
(بھوک) کرتا ہے۔ وہ ودھی شریچ کہلاتا ہے۔ اشلوک ۱۶۳۔“

مانوارتھ مکتا ولی۔ گویا منوجی اول ہی اول اسی ادھیائے میں اطلاع
مانوارتھ مکتا ولی۔ یعنی بھاشائیک شومرتی مذکوک بھٹ کے انوسار مانوارتھ دیپکا کے مشیر
چمر کی تعریف میں لکھی ہے۔ جو پرش مر گیا ہو۔ یا نینک (نامرد) ہو دے۔ یا پشو کا رو
کرنے والی۔ یا ویا دھی کر کے پیڑت ہو۔ ایسے ایسے منشیوں کی استری میں
گھرتا کتو یہ آدمی نیوگ دھرم کر کے جو کوئی پتر جنما ہے۔ وہ کشتیرج پتر
منوہ کوں نے کہا ہے۔“ کلوک بھٹ سے۔ زیادہ کٹر پور باب
(باقی نوٹ صفحہ ۴۰ پر دیکھو)

دیتے ہیں۔ کہ نیوگ بھی ایک قسم کا دھرم ہے۔ چھپرہ تو کال میں عمل کر کے
 بیوہ سے دوسرا پریشان اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ یہاں بھی نیوگ کو
 دھرم ہی کہا ہے۔ پنڈت دھرم نہیں +

بنتی کی حیات میں اس کی اجازت سے نیوگ

رسالہ ہندا کہ صفحہ ۲۹ پر سوا الہ منوادھیانے نو۔ اشلوک۔ ۱۶۷
 یہ دکھایا جا چکا ہے کہ نامرد۔ مخنث اور لا علاج بیمار وغیرہ آدمی
 کی عورت سے بھگم شاستر بطریق نیوگ پیدا ہو۔ وہ کھشیترج کہلاتی
 ہے۔ جس کا عاصف منشا یہ ہے کہ نامرد وغیرہ اشخاص اپنی استری
 کو نیوگ کی اجازت دے سکتا ہے پھر اسی ادھیانے کے اشلوک ۱۶۲
 میں ایسے کھشیترج کا ذکر ہے۔ جو سب حالت نامردی وغیرہ اپنے والد
 کے دوسرے پریش سے پیدا ہوا ہو۔ اور پھر اس کے والد کی بیماری
 یا نامردی دور ہو جانے پر اس کا بھائی اور اس پیدا ہوا ہو۔ اور پتا کی
 جائداد کے ایسے اور اس اور کھشیترج میں تقسیم ہونے کا طریق درج
 ہے۔ پس مذکورہ بالا حالات میں کھشیترج اسی صورت میں پیدا ہو سکتا
 ہے۔ جبکہ پتی اپنی استری کو نیوگ کی اجازت دے۔ یہ تو مرد کے اولاد

پیدا کرنے کے ناقابل ہونے کی صورت میں شاستر کی آگیا ہے۔ لیکن استری
 کے باوجود۔ لا علاج بیمار۔ دائم المرغین یا لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا کرنے
 کی حالت میں بعضوں کی رائے میں خاوند کو دوسری شادی کر لینے
 چاہئے۔ مگر ساتھ ہی ان کو اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ہندو
 شاستروں میں عورت کے تیاگ سے مراد عیبائیوں اور مسلمانوں
 میں مروجہ طلاق نہیں۔ پیدا لیش اولاد کے ناقابل ہونے زنا کاری
 یا دیگر ناموافق اور مجبوری حالت میں صرف ترک جماع کا حکم ہے
 ہر حالت میں خاوند اس کو گزارہ دے گا۔ اور تعلق تادم زیت نہیں
 چھوٹ سکتا۔ ایسی حالت میں ایسے مرد کو صرف اولاد کی خواہش
 باقی رہ جاتی ہے۔ جو نیوگ سے پوری ہو سکتی ہے۔ شہوت پرستی
 کے لئے نہ شادی ہوتی ہے۔ اور نہ ہونی چاہئے۔ ایک مرد کے لئے
 ایک عورت اور ایک عورت کے لئے ایک مرد۔ یہی ایک قدرتی اصول
 ہے۔ اور یہی دیکھ دھرم کی ایک اعلیٰ خوبی ہے۔ دوسری شادی
 کی نہ مرد کو اجازت ہے۔ اور نہ عورت کو۔ بصورت خواہش اولاد
 نیوگ ہو سکتا ہے۔ اگر مرد نامرد وغیرہ ہونے کی صورت میں عورت کو نیوگ
 کی اجازت دے سکتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ مرد عورت کے

باجھ وغیرہ ہونے کی صورت میں دوسری شادی کر سکے۔ کیوں نہ نیوگ کر کے
 اولاد پیدا کر سکے۔ ورنہ مرد کی ناقابلیت کی صورت میں عورت کو بھی دوسری
 شادی کی اجازت ہونی چاہئے جبکہ عورت کی کام پیشہ شامرو سے آٹھ گنی
 ہے۔ یہ اصولی بحث ہے۔ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔ کہ کسی شامروکار
 نے ایسی حالت میں مرد کو دوسری شادی کی اجازت دی ہو۔ یا کسی
 راجہ یا کسی دیگر مائتہ پرش نے اس کے خلاف عمل کیا ہو۔ کسی شخص کو
 اسٹے پوزیشن کو دیکھ کر ہی اسکے قول و فعل کو غلطی سے بترا یا ویدک قسیم

لے یہ چمک نہتی کا بچن ہے کہ عورتوں کی خوراک آدمی سے دو گنی۔ جیسا اور شرم چوگنی
 یقین چھ گنا۔ اور خواہش شہوت آٹھ گنا ہوتی ہے +

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳) بھاشیہ کار ہونا مشکل ہے۔ اس نے بھی استری کے دائم المرض یا مرد نامرد
 یا استری اس سے دودھ کرنے والی ہے۔ ایسی حالتوں میں نیوگ سے پتر (منو بھاشیہ میں لکھا ہے)
 اندیوگ کہ دھرم بتلایا ہے۔ جو لوگ سوامی دیانند کہ محض اسٹے بدنام کیا کرتے ہیں کہ انہوں
 نے خاوند یا استری کی عین حیات میں نیوگ بتلایا ہے۔ یا لڑائی استری کے خاوند کو
 نیوگ کی اجازت دی ہے۔ وہ ذرا اس منو کے فرمان کو دجاریں۔ اور اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر
 کہیں۔ کیا یہ مشابہ سوامی دیانند کے دماغ کو اختراع ہے۔ یا قدما کی تحریروں کا
 محض ایک حوالہ ہے +

کہ لینا سرسرا دانی ہے۔ ہر شخص کو قدرتی طور پر یہ حق حاصل ہے کہ اصول کی بنیاد پر بڑے سے بڑے آدمی کے اختلاف رائے ظاہر کرے یہ خیوں اور ہر شیوں کا تو کہنا ہی کیا ؟

پتی کے پردیش میں نشیمن یعنی مفقود الخیر ہو جانے پر نیوگ

پتی کے پردیش چلے جانے کی صورت میں جبکہ وہ لاپتہ ہو جاوے۔ یا کسی خاص عرصہ تک واپس آنے کی امید نہ ہو شاستر کاروں کی مختلف شرائط

پاراشمرتی کا نشیمن ہونے کا مثلاً اور اٹھائے پتی کے نشیمن یعنی گریہ مفقود الخیر ہونے کی صورت میں دوسری شادی کی صاف تاکید کرتا ہے۔ سمیش بد ناری نام ہے۔ کہنا کے پتی بعد گائی مڑ نہیں لالٹھا کہ اس جی وکیل مصنف نیوگ آدمی ہو چار کنڈن لگتے ہیں جو ہر تلاش کرنے پر دوش

سمرتی میں نہیں ملا کیونکہ حوالہ کا پورا پتہ درج نہیں کہ پردیش گئے پتی کو استری پانچ برس انتظار کر کے اس کے پاس چلی جاوے۔ مگر یہ بھی ہو سکتا ہے جبکہ خاوند کا پردیش پتہ چلا

رہے۔ لاپتہ ہوئے کی صورت میں وہ کہیں نہیں جاسکتی۔ اس لئے یہ انتظام ناممکن ہے۔ سبب اس لئے لاپتہ ہونے خاوند کے خوراک کی کرے اس کا کوئی جواب نہیں ملتا۔ اور لاپتہ

اور بھی مشاوک ہو جاتی ہے جبکہ دوسرے سمرتی کاروں کی طرح اس میں آخری علاج دوسری شادی کا بھی ذکر نہیں بطلب یہ کہ پانچ برس گزرنے پر دوبارہ ری یوں ہی بھگتی پھرے

ہیں۔ کوئی تو استری کو خاص عیاد تک انتظار کرنے کے بعد نیوگ کی اور کوئی
دوسری شادی کی اجازت دیتے ہیں +

(۱) ناروجی فرماتے ہیں

پتی پردیش چلا گیا ہو۔ مینیا سی۔ نامرو۔ یا پتت ہو گیا ہو یا مر گیا ہو
یہ پانچ مصیبتیں پیش آجانے پر استری کی خواہش ہو۔ تو دوسرا پتی
کر سکتی ہے۔ پردیش گئے ہوئے کی بلہمنی آٹھ برس تک انتظار کرنے
کے بعد اگر سنتان والی نہ ہو تو چار برس انتظار کرنے کے بعد دوسرے
پتی کو گرجن کر لیوے۔ کشری ورن کی استری سنتان والی چھ برس
اور بناسنتان والی تین برس۔ دیش کی سنتان والی استری چار برس
اور بناسنتان والی دو برس تک پتی کے آنے کی راہ دیکھ کر دوسرے
پتی کو سو بکار کرے۔ شودر ورن کی استری کے لئے کوئی عیاد
مقرر نہیں۔ یہ پردیش گئے پتی کے نیم ہیں۔ اور جو یہ خبر ملتی ہے
کہ پتی زندہ ہے۔ تو مدت انتظار دو گنی کر لیوے۔



نار و سمرتی بواہ پر کرن۔ اشلوک ۱۸ و ۱۹

(۲) گوتم سمرتی میں لکھا ہے۔

کسی استری کا کہیں بدیش چلا گیا۔ تو چھ برس تک اس کی باٹ
 لیجھے۔ کال کشپ کرے۔ یدہ سن پڑے کہ ایک گرام یا نگر میں ہے
 تو پتی کے سمپ چلی جاوے۔ یدہ دو پتی سنیا سی ہو گیا ہو۔ تو پھر
 اس کے پاس نہ جاوے۔ یونی سمبندھی و دویا سمبندھی براہمن
 بھائی۔ براہمن کے کہیں اگیات نکل جانے پر چھوٹا بھائی کنیا کے
 سوکاراگنی استھا پن اور بواہ کرنے کے بارہ برس تک اور کئی
 اچار یوں کے مت میں چھ برس تک باٹ دیکھے۔ تو متی ہونے
 سے پہلے اگر پتا یا چچا بھائی وغیرہ شادی نہ کریں۔ تو تین بار
 تو متی ہونے کے بعد پتا کے دے ہوئے اچھو شغل کو تیاگ
 کر کے سوکیم کسی انندت ست پاترور سے بواہ کر لیوے (رتو متی
 ہونے سے پہلے بواہ نہ کرے۔ تو پتا آدمی کو پاپ لگتا ہے۔
 گوتم سمرتی بھاشا ٹیکا پنڈت بھیمن سین جی۔ صفحہ ۳۷۔ گوتم سمرتی
 منجملہ اشٹادش سمرتی مترجمہ پنڈت مہر چند جی بھاشا ٹیکا۔ صفحہ ۶۸۔

(چھاپہ نوکٹھوری) بھی یہی ارٹھ کئے گئے ہیں +

(۳) حسب رائے منوجی پر دلش گئے پتی کی استری کو چاہئے کہ اگر خاوند بھوجن و ستر وغیرہ کا بندوبست کر گیا ہو تو اسے لازمی طور پر کر کے جانا چاہئے۔ ورنہ استری کے بگڑ جانے کا اندیشہ تو نیک چلن گزارہ کرتی ہوئی سزگار وغیرہ کو چھوڑ دیوے۔ اگر کچھ انتظام نہ کر گیا ہو۔ تو سینا پر ونا وغیرہ ایسی کار گیری یا سہرے جو معیوب نہ ہوں۔ دن کاٹتی ہوئی پتی دھرم کاریہ کے لئے گیا ہو۔ تو اس کی استری آٹھ برس اور دیا کے لئے گیا ہو تو چھ برس اور کام کو گیا ہو تو تین برس تک انتظار کرے۔ منوا دھیا کے لئے۔ تو اسلوک ۴ تا ۷ اس پر کھوک بھٹ جی اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اتنی مدت انتظار کرنے کے بعد استری اپنے پتی کے پاس چلی جاوے۔ اور مہرشی سوامی دیانند جی سرسوتی کی رائے میں نیوگ کر لیوے۔ نوٹ۔ اصل اسلوک میں نہ پر دلش جانے کے واسطے ہریت ہے۔ اور نہ نیوگ کے لئے۔ مدت انتظار کرنے کے بعد منوجی نے صاحب الغاظ میں دونوں سے کوئی سی رائے بھی نہیں دی۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ اگر پتی کا پتہ معلوم ہو۔ تو اس کے پاس چلی جاوے۔ مگر

جب وہ مفقود الخبر ہو۔ تو کس کے پاس جانے پس ایسی حالت میں دہی
 صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو ایسی عورت کو حسب رائے مہر شہی نارو۔
 کو تم اور پارا مشرعی دوسری شادی کی اجازت دی جاوے۔ یا نیوگ
 کرنے کی۔ مگر نیوگ کی اجازت زیادہ قرین قیاس ہے۔ کیونکہ آپ صم
 بنی مجبوری حالت کا وقت کاٹنے کے لئے یہی ایک جائز طریقہ ہے
 جو لوگ آریہ سماج پر یہ الزام لگایا کرتے ہیں۔ کہ پتی کے پردیش
 چلے جانے پر آریہ سماج استری کو اجازت ہے۔ کہ وہ بیکانہ بیٹھی
 رہے۔ بلکہ پتی کی عدم موجودگی میں بچے پیدا کر دیتی رہے۔ اور
 دابھی پر کئی بچے پیش کرے۔ جو بلا محنت اولاد کو پا کر بہت خوش
 ہوگا۔ وہ آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ زیادہ سختی کس نے روا رکھی ہے
 اور گندویا سنا تن دھرمی شاستر کاروں نے یا سوامی جی نے عورت کے
 بالکل صاف جواب اچھا۔ یا مصیبت کا وقت کاٹ کر پھر بھی اپنے
 پتی کی بنے رہنا۔ بہر صورت ان کو ایک بات ضرور بانی پڑیگی
 پردیش گئے پتی کی استری کی دوسری شادی یا نیوگ مگر افسوس تو
 یہ ہے کہ وہ کسی بات کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ وہ حیران
 ہیں کہ ہم تو بیواؤں کا بقی اور خاص کر ان بیواؤں کا جنہوں نے

جتنی کامنہ بھی نہیں دیکھا۔ دوسرا۔ بواہ کرنے سے سر ملاتے ہیں اگرچہ
 اکھشت یونی کے پتر بواہ کے جواز سے انکار کرنے کی کوئی دلیل
 انکے پاس نہیں۔ مگر یہ کیا بلا لگے پڑی۔ جو پر مٹل گن کرنے والے
 خاندن کی عورت کا پتر بواہ یا نیوگ بھی شاستر وکت ثابت ہے۔ کسی
 حالت میں بھی پتر بواہ جائز نہ مانتے والے ذرا غور کریں کہ وہ
 اپنی مٹ وھری سے شاستروں کے احکام کی کسی توہین کر رہے ہیں
 اور خواہ مخواہ میں کیوں کر یہ سماج کو بدنام کر رہے ہیں جبکہ خلائق
 نہیں بلکہ لاکھوں برس گذرے۔ خاص انکے مانتہ بزرگوں نے یہ
 احکام قلبند کئے تھے۔ اور اس قدیم زمانہ میں یہ راج تھے *

اتھاس اور پوران سے

نیوگ کی تواریخی

نظارہ

خاندن کے مرنے کے بعد نیوگ کی تطہیریں
 جب راجہ شانتو کے دونوں کے وچتر ویرج اور چتر اچھ

جوانی میں بے اولاد مر گئے۔ اور انہی ہر دور انیاں امبکا اور امبالکا
 بیوہ بے اولاد رہ گئیں۔ تو راج کاج سنبھالنے کے کورودنش میں کوئی
 اولاد نہ رہی۔ تو رانی ستیہ دتی نے اپنے سوتیلے بیٹے بھیشم جی
 سے اس آپت کال میں اولاد پیدا کرنے کے لئے کہا۔ تو اس نے
 اس بناء پر کہ اس نے اپنی سوتیلی ماما کی راجہ شانتو سے شادی
 کے وقت یہ پرہیجیا کی تھی کہ میرے اولاد سخت نشین نہ ہوگی۔ ایسا
 کرنے سے انکار کیا۔ لیکن ساتھ ہی بھیشم جی نے بتلایا کہ کشتری
 دنش میں راج کل کا جو سنا تن دھرم چلا آیا ہے اسے سن کر
 دودوان پر دھتوں کے ساتھ رانیوں کا نیوگ کرادیجئے۔ اور
 تمہیں بیان کیا۔ کہ جب پرشرام جی (ایشور اوتار) نے اپنے
 آتا پتا کے خون کے عوض میں انیس مرتبہ تمام روئے زمین
 کے کشتریوں کو قتل کر دیا۔ اور دنیا میں کشتری نیست و نابود
 ہو گئے۔

(کشتریوں کی عورتیں جمع ہو کر برہمنوں کے پاس گئیں اور
 انہی سے اولاد کی خواہش ظاہر کی۔ اور کہا کہ تم براہمن ہو
 اور وید کے مطالبہ خوب جانتے ہو۔

انکی درخواست پر وید خواں برہمنوں نے اولاد پیدا کی

اور

دل میں یہ نشیج کر کے راینوں کے پاس گئے۔ جو اولاد اس طریق سے پیدا ہوگی۔ وہ بواہت خاوندوں کی ہوگی۔ اور یہ سدھان ویدوں کا ہے۔ مہا بھارت آدے پر ب او صیائے ۱۰۳۔ اس پر رانی ستیہ دتی نے کہا کہ رشی پاراشتر جی سے کنواسے پن میں میرے ہاں ایک پتر کرشن و دیپا ن و یاس جی پیدا ہوئے تھے۔ وہ بڑے دھرماتما ہیں۔ ان سے راینوں کا نیوک کر دینا مناسب سمجھتی ہوں۔ اس کو بھیشم پتا مہ جی نے منظور کر لیا۔ اپر رانی ستیہ دتی نے وید و یاس جی کو بلا کر ویدو راینوں سے دھرت راشٹی اور پانڈو اور واسی سے دوسرے پیدا کرے۔

اس پر صرف دوا اعتراض ہو کر رہے ہیں۔ ایک یہ کہ وید و یاس جی نے محض اپنی ماما کی آگیا پالن کرنے کے لئے مجبور ہو کر نیوک کیا۔ دوسرے یہ کہ انہوں نے اولاد پیدا کرنے

۱۵ اس واس نام شرمید بھاگوت بدھان اسگندھو ادھیائے۔

بیسٹ میں بلکا آیا ہے۔

رانیوں کی صحبت نہیں بلکہ محض نظر بھر کر دیکھا۔ اور انکی لڑکھٹائی یا
 دیو درشتی سے و حاملہ ہو گئیں۔ ان ہر دو اعتراضوں کی تردید ہم
 مہا بھارت ہی سے کرتے ہیں۔ اس مقام پر یہ یاد رکھنا چاہیے
 کہ اعتراض اول تو نیوگ سے انکار کرنے کی غرض سے ہمارے
 سناٹن دھرمی اصحاب نے کھڑا ہے۔ اور دوسرا شرمید بھاگوت
 پوران اسگندھ ۹ اور بیاسے بائیس کا بیان نیوگ پر پڑھتی ہے
 جب وید ویاس جی کی ماتا ستیہ دی نے ان کو بلا کر رانیوں سے
 نیوگ کرنے کی ضرورت بتلائی۔ تو مہا بھارت اور کل پورانوں
 کے مصنف (جیسا کہ موجودہ سناٹن دھرم سمجھا مانتی ہے) اور
 ایشور کے اکیسویں اور وید ویاس جی نے جواب دیا۔ "اے ماتا
 نوسب دھرموں کو جانتی ہے۔ اس سے تیری بدھمی دھرم میں
 لگی ہوئی ہے۔ اس نے میں تیری آگیا سے دھرم کو کارن سمجھ کر
 تیرے منور تھ کو پورا کرونگا۔ یہ بات تو سناٹن ہے۔ بھراتا کے
 پتر متر اور ورن کے سمان پیدا کرونگا۔ لیکن یہ دونوں انیاں میرے
 بتائے ہوئے برت کو کریں گے۔

لہ نیوگ زمانہ قدم سے چلا آتا ہے۔ اور وید انکول ہے +

اب ناظرین خود فیصلہ کریں کہ وید ویاس جی کا مندرجہ بالا جواب
مجبوری کو ظاہر کر رہا ہے یا رضامندی کو۔ مجبور ہو کر ایٹور اوتار
جیسی اعلیٰ حیثیت کا انسان پاپ کر م کو سنا تن دھرم نہیں بتلا سکتا
کیا وید ویاس جی کو یہ علم نہ تھا کہ پاپ کر م کا بھیل خواہ وہ کسی کے
کہنے سے کیا چاوے۔ لازمی طور پر آل کے فاعل کو بھگتنا پڑے گا
اور وہاں کسی عذر کی شنوائی نہیں۔ مہا بھارت میں یہ کہیں نہیں
لکھا کہ وید ویاس جی نے ماما کی طرف سے ایسی درخواست
ہونے پر کچھ پس و پیش کیا۔ یا ماما نے یہ درخواست کرتے وقت
ایسے الفاظ استعمال کئے۔ جن سے وید ویاس جی کو مجبور کئے جانے
کا اشارہ بھی ٹیکتا ہو۔ جو نہی کہ یہ درخواست ہوئی۔ فوراً منظور ہوئی
اور اسے دھرم کا راج کہا گیا۔

دوسرے۔ مہا بھارت آدی پر باب ادھیائے ۱۰۶ میں لکھا ہے کہ
ہمارا راج کرن دیوی پائین کے ویرج اور اسکے گرج سے دھرت راشٹرا
پانڈو۔ اور اکن کے بھائی ودر کا نے جنم لیا۔ چو پتر کے سود پپای
دھرم داسی کے ساتھ سنیوگ سے پیدا ہوا۔ ہے بھوپ
کہ رتن دیوی پائین کے ویرج اور ورجتر ویرج کے کشیتریں

کو روکل کے بڑھانے والے دیوکاروں نے اس طرح
جہنم لیا تھا۔

شری دیدیاس جی کے متعلق انکی اپنی تصنیف ہما بھارت
میں اس صاف اور صریح بیان نیوگ کے جو محض استری پُرش کے
سنگ سے ہی ہو سکتا ہے۔ مقابلہ میں معترفین کی کمزور اور لچر
دیو درشتی یا یوگ شکتی کی من گھڑت تاویلات جو محض نیوگ کی
ستر پوشی کے خاطر گھڑی گئی ہیں۔ کیا حیثیت اور کیا وقت رکھتی
ہیں۔ نظر سے غور توں کو حاملہ کر دینا ایک فرضی بات اور بیہودہ
خیال ہے۔ یہ شکتی اور وہ درشتی ایک لفظی مغالطہ ہے۔ جس کی

۱۵۔ یہ بات قابل غور ہے کہ شرمید بھاگوت پوران کی تحریر ہما بھارت کے مضمرین کے بالکل خلاف
حالات کو دوز کے مصنف دیاس جی ہی کہے جاتے ہیں ہر صورت ایک تحریر پر آتش ہو سکتا ہے
دیاس جی کا ہما بھارت کا مصنف ہونا ایک مسئلہ امر ہے جس کے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اسلئے
دیاس جی کا اپنا تحریر کردہ بیان مسند جب ہما بھارت بالکل ٹھیک ہے۔ ہما بھارت کو
بنے پانچھزار برس ہوئے۔ اور شرمید بھاگوت پوران کو صرف سات سو برس کو بھر
اسمیں بارہویں صدی کے جاری شدہ ویشنومت کے حالات منقبت موجود ہیں اور
ویشنومت کا بانی ایشور کا شرمہواں اوتار اسی بھاگوت کے اسگندھا اول دھیان

اصلیت کچھ بھی نہیں۔ کیا سچے یوگی دنیا کی کل نعمتوں پر لات مار کر
 اسی لئے یوگ سادھن کیا کرتے ہیں۔ کہ لا ولد مل کو نظر سے اعلان
 دیتے پھر یوگی حیوانیت کو چھوڑ کر روحانیت کی طرف مثال
 ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہنر چھین بھائی انکو معرفت الہی کے
 اعظم معراج سے گرا کر لڑکے دیتے والے پیروں فقیروں اور
 گندم نما جو فروش سادھوؤں کی ذیل میں شمار کرنا چاہتے ہیں
 اولاد تو جس طرح ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح ہوئی۔ مگر عقل کو بلائے
 طاق رکھ کر جو ناممکنات اور لغویات پر یقین رکھنا چاہیں۔ انکا
 کیا علاج۔ جو کان۔ ناک۔ انگلی اور دل سے چھ ایش پر ایمان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵) میں مانا گیا ہے وشنو مت کے بانی رامانج رمانی چاریہ آچاریہ جسکے سپرد دل مہری
 وشنو سپرد دل کہتے ہیں۔ جسے وشنو مت کہتے ہیں کر کے وشنو مت قائم کیا اور شکر ہاشیہ کے خلاف
 پشندوں اور گیتا اور برہم سوتر پر بھاشا ٹیٹا لکھی بارہویں صدی عیسوی میں مدراس میں ہوئے
 اسی وشنو مت کے پیروں کے لئے مافوق از بندوستان گلاشتہ و حال مصنفہ لالہ بیج ناتھ جی بی۔ سلم
 مسلمہ راجہ لاہوتی بانی پنج عدالت خفیہ صلو ۲۱۔ خاص رعایت بھاگوت میں تحریر ہوئے
 یہ شری مد بھاگوت جو یاس جی کے قریب قریب ۴ ہزار برس بعد بنی سو یاس جی کی ہرگز
 تصنیف نہیں ہو سکتی۔ یہ صرف وشنوؤں کی ایجاد ہے۔ اور بعد کی گھڑنت ۷

لائے ہوئے ہیں۔ وہ اگر نظر سے اُپتتی مان لیں تو تعجب ہی کیا ہے
 دیکھو شرید بھاگوت پوران کے ۹^۱ اسکندھ میں راجہ کرن کی پیشین
 ۱۱ اسکندھ میں بارہ اوتار کی ۱۲ اسکندھ میں ناروجی کی اور
 ۱۳ اسکندھ میں سنت کمد وغیرہ کی +

خاوند کی حیات میں اُس کی اجازت سے نیوگ کے نظام

شرید بھاگوت پوران جو ساتن دھرم بھلے ایک مستند
 دھرم پستک ہے اور جس کی کتھا سنا کر لاکھوں پورا نکاپند
 اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ اسکے اسکندھ نو^۹۔ ادھیائے نو^۹ میں
 ذکر آیا ہے +

ایک دفعہ راجہ سو داس نے شکار کھیلنے وقت ایک کشتہ
 مارا۔ اور اُس کے بھائی کو پکڑ کر چھوڑ دیا۔ وہ راکشہ راجا
 کار سوئیابن کر رہا۔ تاکہ راجا سے اپنے بھائی کا بدلہ لے۔ جب
 راجا کے گورو بشت جی آئے۔ تو وہ رسوئیآ آدمی کا مانس گورو جی

کے واسطے لے آیا۔ جیسپر بیٹ جی نے تھا ہو کر راجہ کو یہ شاپ دیا
 کہ تو بارہ برس تک رکشس ہو گا۔ رکشس بن جانے کے بعد راجا
 سو داس نے جنگل میں رہتے والی ایک برہمنی کے خاوندوں
 برہمن کو حالانکہ اس نے بہت منت سماجت کی پکڑ کر کھالیا چہر
 برہمنی نے راجہ کو شاپ دیا۔ کہ جس وقت تو استری سے سنگ کرگا
 اسی وقت مر جائیگا۔ بارہ برس گزر جانے پر جب وہ اپنی استری
 سے سنگ کرنے لگا۔ تو رانی نے برہمنی کا شاپ جان کے منع کیا

तत ऊर्ध्वं स तत्याज स्मिमुखं कर्मणाऽप्रज॥

वसिष्ठस्तदनु जातो मदयत्यां प्रजामधात्॥

॥३८॥

اتھ تاتیں پیچھے استری سکھ کو تیاگ کرت بھیو۔ ایسے کر کے
 اپنیتر بھیو۔ راجہ نے آگیا دیو چودشٹ سوں دینتی گرہہ را کھت
 بھیو شلوک ۳۸ +

سورانی سے تیر برس تائیں گرہہ کو دھارن کرتی بھیی۔ بالاک بھیو
 نہیں۔ تب دوشٹ جی رانی کے اورو کو پتھر کر کے مارت بھیو
 تب لڑکا بھیو۔ سوا سک نام کھائیو۔ شلوک ۳۹ سے صفحہ ۲۰ و ۲۱

اشلوک ۱۲ تا ۳۹۔ ترجمہ سلیس عبارت میں ہے اس کے بعد راجا نے اس سے
 سکھ کو چھوڑ دیا۔ ایسے کام سے وہ بے اولاد ہو گیا۔ راجا نے
 اجازت دی۔ جو سسٹ سے رانی دینتی گر بھ وھارن کیا
 (حاملہ ہو گئی) پس رانی سات برس تک حاملہ رہی۔ لڑکا پیدا نہ ہوا
 جب لڑکا پیدا نہ ہوا۔ تب دستش جی نے رانی کے پیٹ کو تھپہ سے
 پھوڑا۔ تب لڑکا ہوا۔ جو اس کا نام کہلایا۔

सावै सप्तसमा गर्भमविभ्रन्न व्यजायत॥

जघ्नेऽश्मनोदरं तस्याः सोऽश्वकस्तेन कथ्यते॥
 ہا بھارت آدمی پر ب ادھیائے ایک سو بیس میں راجہ پانڈو
 اپنی رانی کنتی کو بدیں الفاظ ٹیوگ کے ذریعہ اولاد پیدا کرنے کی
 اجازت دیتے ہوئے ہے۔ اے کنتی۔ میں اولاد پیدا کرنے کے ناقابل
 ہو گیا ہوں۔ مصیبت کے وقت میں لوگ کسی اوتھ دیور سے اولاد کی
 خواہش کرتے ہیں۔ یہ زنا کاری نہیں بلکہ دھرم ہے جس سے
 ایسے وقت میں جبکہ مجھ میں اولاد پیدا کرنے کی طاقت نہیں ہے
 عمدہ اولاد پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لئے اے کنتی میں تجھے اجازت
 دیتا ہوں کہ کسی برابر یا افضل ورن والے پرش سے اولاد پیدا کرے

زمانہ قدیم میں نیوگ کا رواج بتلانا کے لئے فرماتے ہیں۔
 زمانہ قدیم میں شارونڈاٹنی نامی استری نے اپنے خاوند اور
 دیگر رشتہ داروں کی اجازت سے ایک برہمن سے بذریعہ
 نیوگ تین اولاد پیدا کیں۔ اور راجہ سوڈاس نے اپنی استری
 دینتی کا بٹ من مہاراجہ رام چندر جی کے گورو سے نیوگ کرایا
 جس سے اسمک نام لڑکا پیدا ہوا (جس کا اوپر شرمید بھاگوت
 پوران میں ذکر آچکا ہے) اور یہ تو جانتی ہے کہ گوروں کے
 کل کو جاری رکھنے کے لئے مہرشی ویاس جی نے اپنے بھاجوں
 سے نیوگ کیا جس سے ہمارا جنم ہوا۔ اسی موقع پر راجہ پانڈو
 نے دھرم شاستر نمسرتی سے بھی کشیترج پتر پیدا کرنے
 کی اجازت دکھلائی ہے۔ جس کا ذکر اسی پستک کے صفحہ ۳۹ پر
 آچکا ہے۔ پورا نے زمانہ میں نیوگ کی مثال دیتے (جب اپنی
 سوتیلی ماما ستیہ وتی کی یہ درخواست کہ اپنی بھاجوں سے
 اولاد پیدا کرو۔ بوجہ اپنی پرتگی کے نامنطور کی) بھیشم پنامہ
 جی نے فرمایا۔ کہ راجہ بل نے رشی دیرگھ آتما سے پرار تھنا کی
 لے خاوند خود نیوگ کی اجازت دیتا ہے۔

تم میری رانی سے نیکو کار فرزند میرے لئے پیدا کر۔ تب نابینا ٹھی
 نے راجہ کی اس درخواست پر اس کی داسی سے گیارہ اور اس کی
 رانی سودیشنا سے پانچ اولاد پیدا کیں۔ اس طرح راجہ پانڈو
 سے اجازت پا کر کنتی نے تین براتھمن رشیوں۔ دھرم۔ دایو
 اور اندر سے تین اولاد دیو دھشٹر۔ بھیم سین اور رجن پیدا
 کیں۔ اور راجہ پانڈو کی دوسری رانی ماورسی نے خود اپنے
 خاوند سے بذریعہ نیوگ پتر پیدا کرنے کی اجازت چاہی۔ جس کا
 مہا بھارت میں یوں بیان کیا گیا ہے :

ماورسی نے کہا : اے شتروناشن ! مجھے نہ تو آپ کی ماہرلنی
 اور کنتی کی رعایت کا دکھ ہے۔ نہ ہی کنتی کے چتر و شتی ہونے کا
 لیکن مجھے اس بات کا بڑا دکھ ہے۔ کہ ہم دونو سوت سماں ہیں
 اس پر بھی میرے سنتان نہیں ہوئی۔ بھاگیہ و ش کنتی سے آپ کے
 سنتان ہوئی ہے۔ اس وقت اگر کنتی راج پتری میرے سنتان
 ہونے کا اپاؤ کرے۔ تو مجھ پر بڑی دیا ہووے۔ اس سے آپ بھی
 بہت ہو سکتا ہے۔ چونکہ کنتی میری سوت ہے۔ اس لئے اس
 استری خود خاوند سے اجازت پیدایش اولاد طلب کرتی ہے اور باقی ہے

خود کہنے کو ابھی مان ہوتا ہے۔ اگر آپ مجھ پر پرسن ہو دیں۔ تو آپ ہی
 اُن کو اجازت دیجئے۔ اس پر راجہ پانڈو نے جواب دیا۔ چو مکھ
 مجھے پہلے تمہارے خواہش معلوم نہ تھی۔ اس لئے تم سے اس معاملہ
 میں کچھ کہنے کا سامں نہیں کیا تھا۔ اب چو مکھ تمہارے اچھا
 معلوم ہو چکی ہے۔ اس لئے میں اس بارے میں کوشش بھی کروں گا۔ امید
 ہے۔ کہ کنتی میرے کہنے سے مان لیگی۔ بعد ازاں راجہ پانڈو نے
 خلوت میں کنتی سے کہا۔ تم سنتان روپ بیڑے سے مادری
 کا ادھار کرو۔ اس کو پتر و نہتی کر کے پدم کیرتی لو۔ اس پر کنتی نے
 مادری سے کہا کہ تم کسی دیوتا کا ارادھن کرو۔ اُن سے تمہارے
 انکے سدرش پتر ہو گا۔ چنانچہ ارادھن کرنے پر دونو اشونی کمار
 دیوتاؤں نے وہاں آکر نکل اور سہدیو نامی انوپکم روپ دان
 جڑواں پتروں کو جنم دیا (مہا بھارت ادھیائے ۱۲۳ و ۱۲۴)
 آدمی پر ب) +

کنتی کے نیوگ کرنے کو تسلیم کرنے میں تین عذر پیش کئے
 جاتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ کنتی نے اپنے خاوند راجہ پانڈو کی
 سدرش۔ مانند + سے بے مثل۔ لائالی +

آگیا گو اس واسطے قبول کیا کہ خاوند کی حکم عدلی سے پتی برت
 دھرم کے نشٹ ہونے کا اندیشہ تھا۔ ورنہ بطور خود کنتی نے بڑے
 زور سے نیوگ کی مخالفت کی۔ تیسرے یہ کہ اگر کسی راجہ نے اپنی
 رانی سے نیوگ کر لیا بھی۔ تو وہ ہمارے لئے نیوگ کو جائز نہیں
 ٹھہرا دیتا۔ جیسے ستیہ بادی راجہ یدھشٹر کے جوا کھیلنے سے جو بازی
 جائز نہیں ہو سکتی۔ جبکہ شاستروں میں اُس کی مذاموجود ہے۔
 راجاؤں کے اچرن سے دھرم کا فیصلہ مان لینا سخت غلطی ہے
 رانی کنتی کا بے بنیاد انکار از نیوگ مہا بھارت میں یوں لکھا ہے۔
 بے بنیاد اور فرضی اسلئے کہ مہا بھارت میں ہی ایسی تحریر موجود ہے
 جو اس کی کافی تردید کر سکے۔ اور اس انکار کو کوئی ملاولی ثابت کیسکے
 جب راجہ پاندو نے رانی کنتی کو نیوگ سے اولاد پیدا کرنے کو
 کہا۔ تو رانی نے جواب دیا ہے۔ اجن! میں آپ کی دھرم پتی ہوں
 آپکے ہی پریم میں پھنسی ہوں۔ مجھ سے ایسا کہنا ٹھیک نہیں ہے
 دیر بہانج! دھرم انوسار آپ ہی کو مجھ سے اپنے دیر یہ سے اولاد
 پیدا کرنی چاہئے۔ ایسا ہونے میں آپ کے ساتھ سوہرگ میں نہ
 ہا سکوگی۔ ہے گورو متھن! آپ ہی سنتان کے لئے مجھ سے ملے

کیونکہ میں من سے بھی دوسرے پرش سے نہیں ملا چاہتی۔ اس
بھومندل میں کون ہے۔ جو آپ سے سریشٹ ہو سکے۔ ہے دھارمک شال
آکھش! پہلے میں نے ایک پورا نک کتھامنی تھی ۱۱

اس پورا نک کتھا کا سارا نش یہ ہے۔ کہ زمانہ قدیم میں کو او نش
میں ایک راجہ دیو پتا ستو نامی بڑا دھارمک ہوا۔ جب شادی کے بعد
اولاد مر گیا۔ تو اس کی رانی اُس کی لاش سے لپٹ کر بڑا بلاپ کرنے لگی
جس پر آکاش بانی ہوئی۔ کہ اٹھنی چتر دشی کو رتو سنا تن کر کے مجھ سے
(میری لاش سے) اپنے بسترے پر لیٹنا۔ میں تجھ اولاد پیدا کرونگا
اس طرح عمل کرنے سے اس پتی برتا دیوی نے اپنے پتی دیو پتا
شو کے ویرج سے مین لٹکے اور چار لڑکیاں کل سات اولاد پیدا
کیں۔ اسی طرح آپ بھی یوگ کے دبل سے مانس کے موارہ مجھ سے
اولاد پیدا کر سکتے ہیں (مہا بھارت ادھیائے ایک سو اکیس صفحہ ۱۹۵) ۱۹۵
آدھی پر ب) +

تردید ہر سہ اعتراضات مذکورہ بالا

اول کنتی کا انکار یوگ کو کنتی اور پرمان سے تو کیا تردید کر سکتا ہے

نیوگ کے نیموں سے معمولی واقفیت پر بھی دلالت نہیں کرتا۔ برخلاف اس کے پتی سے اتینت پریم کو ظاہر کرتا ہے۔ گذشتہ اوراق میں ہم معقولی و منفقولی طور پر دو کھلاچکے ہیں۔ کہ نیوگ سے پتی برت دھرم کا ناش نہیں ہوتا۔ بلانیوگ بیشک پتی برت دھرم ناش ہو سکتا ہے۔ اگر زنا کاری سے اولاد پیدا کرنے کی کوشش کی جاوے۔

دوسرے۔ کنتی کی پیش کردہ پورا نامک کتھا ایسی ہی ناممکن اور سراسر نپاشٹک ہے۔ جیسا کہ دیگر پوراؤں کی کتھائیں ہوا کرتی ہیں۔ مردہ لاش کا بولنا۔ ثنات سال تک اسی مردہ حالت میں رہکر سات بچے پیدا کرنا۔ یا ایک ہی دفعہ سات بچے پیدا کرنا سراسر لغو ہے۔

جب راجہ دیوتپاشو نے اپنے ویرہ سے سات اولاد پیدا کیں۔ تو یوگ کے بل مانس دوارہ پتر پیدا کرنے کا اپدیش کنتی راجہ پانڈو کو کیوں سناتی ہے۔ اسے صاف کہہ دینا چاہئے تھا۔ کہ جس طرح اس لاش نے اپنی عورت سے اپنے ویرہ سے بچے پیدا کئے۔ ایسے ہی تم بھی کر دو۔ یا اپنے مرے کے بعد اسی طرح لڑکے گھڑ دینا۔ نظیر کی بنا بھی غلط۔ اور

۱۔ شری بھاگت پوران اسکندہ نو اوچھا سے نو۔ میں راجہ سدوداس کی استری سات سال تک گرجھوتی رہنا وغیرہ لغویات درج ہیں۔

اس سے اسندال بھی قطعی غلط۔ یہ بھی یاد رہے۔ کہ شاستر کے منشور کے خلاف پتی کا حکم نہ مانتے سے کسی طرح بھی پتی برت دھرم تششٹ نہیں ہو سکتا۔ نیوگ شاستر وکت ثابت ہے اس لئے دھرم ناشک نہیں +

تیسرے۔ کنتی خود ہی اپنے انکار کو ثابت کرتی ہے +

جب راجہ پانڈو کے بذریعہ نیوگ کنتی سے تین اولاد پیدا ہو چکیں۔ اور مہرے سے نکل اور سہدیو پیدا نہیں ہوئے تھے۔ تو اس نے رانی کنتی سے ایک اور یعنی چوتھا لڑکا بطریق نیوگ پیدا کرنے کو کہا۔ تو کنتی نے جواب دیا۔ ”دھرم جانتے والے لوگ آپت کال میں بھی چوتھے پر سوہ (لڑکے) کی پرستش نہیں کرتے۔ آپ دھرم کو جانن مارے ہو کر کیوں مجھے ایسا کہتے ہیں۔“ اوی پر پ اخیر ادھیائے۔ ۱۲۳۔

اب صاف ظاہر ہے۔ کہ رانی کنتی آپت کال میں نیوگ سے تین اولاد پیدا کرنا دھرم مانتی ہے۔ اور دھرم جانتے والے لوگوں کے قول کا حوالہ دیتی ہے۔ مگر چوتھی اولاد کو شاستر وکت نہیں جانتی۔ بھلا پھر وہ دیہ و دانہ نیوگ سے کیسے انکار کر سکتی تھی۔ یہ حصہ بعد کی نظر سے۔ کنتی نے کبھی نیوگ کی ہرگز مخالفت نہیں کی +

چو۔ تختہ۔ بیشک یہ تو چٹھا ملک ہے۔ کہ راجا اگر کوئی شدت کرے
 کرے۔ تو وہ قابلِ تقلید نہیں۔ مگر جب راجہ دھرم کے موافق کام کرے
 صرف اس وجہ سے بڑا نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ راجہ نے کیا ہے۔ لیکن یہ ہر وہ
 نیوگ یا دیگر نیوگ راجاؤں نے نہیں کئے ہیں۔ بلکہ ہر حالت میں برہمنوں
 نے ہی کئے ہیں۔ جو باہرین وید اور عالم باعمل تھے جن کے دھرماتما
 اور ہمتا تھا۔ اس لئے ہیں ہمارے سناتن دھرمی بھائیوں کو بھی کوئی عند
 نہیں ہے۔ پس یہ راجاؤں کا آپہرن نہیں رہا۔ بلکہ دھرماتماؤں کا چلن ہوا
 جو ہر طرح سے شائستہ و متواضع ہے۔

ایک شہری کے ایک بڑے قریبی دوست کی خانہ

اور وہ بڑی کے پانچ خاوندوں کے ساتھ جو ان پر سبھا میں دیکھ سکتے تھے۔
 شہری ویشیائیں جی یو۔ لے سکے اس سے بہت سبب پانڈو جی ویشیائیں
 راجہ پنچالی اور وہاں کے دوسرے لوگوں نے اٹھ کر ماراج کہ شہر میں
 اور وہ بڑی کو چیدار بنی۔ اس کے بعد وہاں چلا گیا۔ اس نے اس سے
 شادی کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اس کے جو اڑیاہم جو اس پر جو گفتگو ہوئی۔ وہ اس
 اڑیاہم میں غور ہے۔

کاسواگت کیا۔ مہا انو بھاد مرستی ان کا پرنام آور پور یکے کر
 کشل کھنیم پوچھ کر بیٹھے۔ پانڈو وغیرہ سب نے اتی تیحوی کرشن و دیپان
 کی آگیا سے مہا مولیہ آسن لئے۔ ہے پر ہتھوی ناٹھ ! پریت راج پتر
 راجہ پنچال نے ہتھوڑی دیر شیریں کلامی کر کے مہا تارشی سے درد پدی
 کے بیاہنے کے بارے میں سوال کیا ۔

ہے بھگوان ! سچ کہوں۔ ایک استری کے بہت پرشوں کی دھرم تپتی
 مہونے سے سنکر تا کا دوش پہنچتا ہے کہ نہیں ۔

دیا س جی بولے۔ کہ وید اور لوکا چاریں پر سدھ نہ رہنے سے وہ دھرم
 لوپ ہو گیا ہے۔ لیکن اس بارے میں تم لوگوں میں سے کس کی کیا
 رائے ہے۔ سنا چاہتا ہوں ۔

درد پد بولے کہ ہے دوج سرشٹ ! کہیں انیک (کئی) پرشوں کی
 ایک استری نہیں ہے۔ لوکا چار اور وید درودھ ہونے سے دھرم بکیت
 جان پڑتا ہے۔ پہلے مہاتماؤں نے بھی ایسا کام نہیں کیا۔ ودوان
 جنوں کو کسی طرح بھی دھرم کے راستے میں پاؤں ڈالنا نہیں چاہئے۔
 اس لئے میں ان کاموں میں ناٹھ ڈالنے کا حوصلہ نہیں کر سکتا ہوں۔

گودیہ اور لوکا چار ایک استری کے بہت سے پرشوں سے شادی کرنے کے خلاف ہیں ۔

یہ دھرم مجھے سدا سندیہ بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے +

درشت دمن بولے۔ ہے برہمنو! آپ دوجوں میں سریشٹ اور
پتول سے ملی ہیں۔ کہیں تو سہی۔ کہ بڑے بھائی سوامارگی ہو کر کیونکر
چھوٹے بھائی کی استری سے مل سکتا ہے۔ دھرم بہت سوکھشتم ہے
سو کونسا دشتے دھرم اور کون ادھرم عینیت ہے اس کا دچار نہیں کر سکتے
اسی سے ساہس پور و حوصلہ سے، کہا۔ کہ در ویدی پانچ پرشوں کی
استری بنے +

یہ دھرم بولے۔ میرا من کبھی اٹ پلٹ بات نہیں بولتا۔ من بھی کبھی
ادھرم پر نہیں جھگھکتا۔ اس بارے میں میرے من میں کبھی پرورتی ہے۔ سو یہ
کسی طرح بھی دھرم کے خلاف نہیں جان پڑتا۔ پورانوں میں بھی سنا ہے
کہ جٹلانا منی گوتم گوتم کی دھرم پالنے والی ایک تاپسی کنیا تھی۔ سات
شیدوں نے اس سے بوا کیا تھا۔ اور پور و کال میں تیسوی جتیندریہ
پرچیتا اس نام کے دسل بھائی تھے۔ برکش سے اچھی ہوئی ایک
گوتم کے خاندان میں سے +

یہ شریو بھاگوت پوران اسکندھ چار۔ ادھیائے اکتیس میں اسی نلوچنا نامی کنیا کا دسل
پرچیتوں سے بوا ہونا لکھا ہے +

کتنی کینا ان رسول سے بیاہی تھی۔ ہے دھرم جان کا رول میں سریشٹا
 کہا ہے کہ گورو جی آگیا کرتے ہیں وہی دھرم کیت ہے۔ اور سب گورو
 ہیں مانا ہی پر م گورو ہے۔ اس پر م گورو مانا نے ہم کو آگیا دی ہے۔
 کہ بھیک کی ساگر جی کو سیال کر بھو گیں۔ ہے دوج او تم ! میں نے
 اس لئے اس کر م کو پر م دھرم وچارا ہے ۛ

کنتی بولی۔ دھرم اچرنے والے یہ ہشتر نے جیسا کہا۔ وہ ٹھیک
 ہی ہے۔ میرے وہ بات جھوٹی نہ ٹھہر جائے۔ اس لئے میں بہت
 ڈر گئی ہوں۔ کیونکر میری اس بات کی سچائی بنی رہیگی ۛ

شری دیاس جی بولے۔ کہ بھدرے ! تمہاری بات کی سچائی بنی
 رہیگی۔ تم نے جو کہا وہ سنا تن دھرم ہے۔ ہے پانچال ! جو یہ ہشتر
 نے کہا ہے۔ وہ ہی دھرم کیت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔
 کہ جس طرح جن سے یہ سنا تن دھرم نشہ کیا گیا وہ سبھی سے نہیں
 کہوں گا۔ تم ہی سنبو ۛ

شری ویشنپائن جی بولے۔ کہ اس کے بعد پر بھو دیپائن بنگوان
 ویاس جی اٹھ کر راجا کا ماتھہ تمام کر راج سند رہیں گے۔ کنتی۔
 پانڈو۔ اور درشت دمن ان دونوں کی انتظار کرتے ہوئے وہیں

ہمیشہ رہے۔ بعد میں ہر شئی دریا میں ہاتھ مارو پد سے یہ کھنکا کئے
لگے۔

ایک پریشوں کی ایک استری ہوتا

وہم کے خلاف نہیں

(مہا بھارت آدمی پر پ۔ اوجھاسے، ۱۹۔ صفحہ ۳۰۰ و ۳۰۱)

ایک عورت کا اکیس دفعہ بواہ

یا بالفاظ دیگر

ایک عورت کے مختلف اوقات میں
یکے بعد دیگرے اکیس خاوند

پدم پوران صفحہ ۳۶۴ و ۳۶۵۔ دوسرا جہم کھنڈ اوجھاسے پچاسی

اشلوک ۵۳۔ لغایت ۵۷۔

اس بکیش دوپ میں ستیہ دھرم پران پُن متی دیو داس نام ایک

بڑا بھاری راجا رہتا ہے۔ اس راجا کے ہاں ایک آپتہ رتن اتنی اوتھ
 کنیا گن روپ سیتل سے اتنی منگل وتی ہے۔ اس کا دویا دیومی نام
 ہے۔ وہ روپ میں آج کل اس کے تلبہ بھوتل پر کوئی استری نہیں ہے
 اس کو اس کے پتانے ایک سہے دیکھا۔ بنائے روپ و تارنہ سے یکت
 ہونے سے سند منگل وتی ہو چکی تھی۔ اس کو پتی کے یوکیہ دیکھ کر راجہ
 دیو اس نے وچارا کہ اب تو یہ بواہ کے بنائے یوگیہ ہوئی۔ یہ کنیا
 ہم کس کو دیں۔ وہ ورجی جو کوئی ماتما ہوتا۔ اسے دیتے۔ اس
 پر چار چنتا میں ڈوب کر اُن راج اوتھ نے روپ ویش کے راجا
 ماتما چتر سین کو روپ اُدک میں اپنی کنیا کے سماں دیکھ کر
 ان کو اپنے یہاں بلایا۔ اُن ماتما نے اپنی کنیا بدھیماں چتر سین کو
 دی۔ پرنتو ہے راجن! بواہ ہی کے سہے کسی کارن سے راجہ
 چتر سین مرتک نہو گئے۔ تب دھرماتما راجا دیو اس نے بڑی چنتا
 کی۔ برہمنوں کو بلا کر اُن سے پوچھا۔ کہ اس ہمارے کنیا کے بواہ کے
 سہے میں چتر سین سورگ کو چلے گئے۔ تو اب اس کنیا کا کیسے کرم
 ہونا چاہئے۔ آپ لوگ ہم سے کہیں۔ برہمن بولے۔ کہ ہے ارجن!
 کنیا کا بواہ تو وید دھان سے ہو رہی گیا۔ وہ پتی اس کا مرتک

ہو گیا ہے۔ کچھ سنگ نہیں کیا۔ دھرم شاستریوں تو یوں دکھائی
 دیتا ہے۔ کہ کسی مہا مانسی دیتھیا یا دیوا وحی سے یکت ہو۔ بیاہ کرنے کے
 زنت تیاگ کر کے پتی چلا جاوے۔ اتھواسنیا سی ہو جائے۔ وہ کیول
 براہ ہی بھر ہوا ہو۔ تو وہ کینیا بنا بواہتا ہی سمجھی جاتی ہے۔ اس سے اس کا
 پھر سے بواہ کرنا چاہئے۔ جب تک وہ رجمانہ ہو۔ تب تک اس کو
 دوسرے پتی کو دینا چاہئے۔ پتا پھر وید و دھمی اس کا بواہ کرے۔ اس
 میں سند یہ نہیں ہے۔ ہے راجن! دھرم شاستر و شار دوں نے ایسا
 کہا ہے۔ اس کا بھی بواہ پھر سے کر دینا چاہئے۔ براہمنوں نے یہ راجا
 سے کہا۔ برہمنوں کی پریرنا سے دھرماتما دیو اس نے کینیا کے بواہ
 کے لئے پھر اُدیشم کیا۔ وہ دیو دیوی کو راجا نے پھر دیا۔ اُن مہاتما پنیکاری

پاتنجل مہا بھاشا دھیا ۷۴۔ پادا اول۔ سوتر ۱۱۶ کی رو سے وہ کینیا جس کا بواہ سنگا
 تو ہو گیا ہو۔ لیکن پتی سے صحبت نہ ہوئی ہو۔ کنواری ہی ہے۔ کیونکہ ایسی حالت میں
 تکمیل شادی ہی نہیں ہوئی۔ اور دلیل سے بھی صاف ظاہر ہے کہ ایک کنواری اور
 ایک بیاہی کینیا کی جس کا پتی سے سنگ نہیں ہوا۔ حالت میں کوئی فرق نہیں۔

ہر شٹ اس حالت میں۔ کاتیاہن پاراشتر۔ اور ناروجی۔ پنے صاف اجازت دوسری شادی
 کی دی ہے۔ جن میں سے چند ایک کا ذکر اسی پستک کے صفحہ ۳۴ و ۳۵ پر آچکا ہے۔

کا روپا سین نام تھا۔ جن کو پھر دیا۔ جیسے ہی براہ ہوا۔ کہ زہنت وہ
 بھی راجا مرنگ ہو گیا۔ جب مہادیوی دیو کا وہ بھی پتی مرنگ
 ہو گیا۔ تو تب راجا نے انہی تیسرے پتی کے ساتھ براہ کر دیا۔ وہ بھی
 بیاہ ہوتے ہی مرا۔ یہاں تک کہ براہ ہوتے ہی ہوتے آگیس پتی اس
 دیوادیوی کے مرنگ ہوئے۔ تب وہ ہار پتا پی راجا دیو اس نما
 دکھی ہوا۔ اپنے منتر یوں کو بلا کر اس نے نشہ کیا۔ سب کی سمی ہوئی
 کہ اب کے سوئیر کے کینا دی جاوے۔ اس بات کو چار کر پکڑ دیو
 کے سب راجا اکٹھے گئے گئے۔ اور ان سے کہا گیا۔ کہ دھرم میں زہنت
 پر تم لوگ سوئیر کے لئے بلائے گئے ہو۔ اس کا روپا دگن سن کر مرنگیو
 کے نیچے ہوئے سب راجا لوگ آئے۔ وہ استری کو دیکھ کر پر سپر
 سنگرام کرنے لگے۔ کہ جس میں سب موڑھ مارے گئے۔ ایک بھی
 بچا۔ دماں کے ماتھا کشتریوں کا مانا ش ہوا۔ وہ بیا دیوی مارے
 دکھ کے پیڑت ہو کر بن میں جا کر رُدن کرنے لگی۔ اس پر

ایک اعتراض

یہ کیا جاتا ہے۔ کہ دیوادیوی کے پتی سپت پدی نہ ہونے یعنی بیاہ نا کمل

کی صورت میں فوت ہو گئے تھے۔ اس لئے اس قدر بواہ ہو گئے
 در نہ کبھی نہ ہوتے۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ پدم پوران میں کہیں یہ نہیں لکھا۔ کہ
 سیت پدی ہونے سے پہلے ہی وہ پتی مر گئے۔ بلکہ لکھا ہے۔ کہ ”وید
 ودھان سے بواہ تو ہو ہی گیا“ ”بواہ ہوتے ہی ہوتے ہی یعنی بواہ ہونیکے
 فوراً بعد ہی۔ غیر یہ تو درجی بحث ہے۔ اسی پدم پوران کے لنگے ادھیڑ
 ۸۴ میں تحریر شدہ مندرجہ ذیل عبارت خوب ہی اس اعتراض کی تردید
 کرتی ہے۔ ”چترانام ہا پانی نے جو آب دیادی ہے۔ پچھلے جنم میں
 اپنے دوا چار سے جیسے سینکڑوں گھڑاڑے تھے۔ جیسے اس کے
 سینکڑوں درہرے اور اکیس بواہ ہو گئے“ ”اب صاف
 ظاہر ہے کہ دیادی سے شادی کئے بغیر تو سینکڑوں درہرے۔
 لیکن شادی صرف اکیس کے ساتھ ہوئی۔“

نیمسائی مت اور نیوگ

(پورا نے عمدنا میں بھائی کے لئے نسل جاری رکھنے
 کی شرح) *

حکم نیوگ

”اگر کئی بھائی ایک جگہ رہتے ہوں۔ اور ایک اُن میں سے بلے لڑ
مر جائے۔ تو اس مرد کی جو رو کا بیاہ کسی اجنبی سے نہ کیا جاوے۔ بلکہ اسکے
شوہر کا بھائی اس سے خلوت کرے۔ اور اسے اپنی جوڑو کرے۔ اور
بھاج کا حق اسے ادا کرے اور یوں ہوگا۔ کہ اس کا پلو بٹھا جو اس سے
پیدا ہو۔ تو اس کے مرحوم بھائی کے نام پر قائم ہوگا۔ تاکہ اس کا نام
اسرائیل میں سے مٹ نہ جائے۔“

(توریت ۲۵ — استنار)

نیوگ نہ کرنے پر سزا

اور اگر وہ اپنے بھائی کی جو رو نہ لینا چاہے۔ تو اس مرحوم بھائی کی
جو رو دروازہ پر بزرگوں کے پاس جاوے۔ اور کہے۔ کہ میرے شوہر
کے بھائی نے اسرائیل میں اپنے بھائی کا نام قائم رکھنے سے انکار
کیا۔ اور بھاج کا حق ادا کرنا قبول نہیں کیا۔ تب اس کے شوہر
کے بزرگ اس مرد کو طلب کریں۔ اور اس سے گفتگو کریں۔ سو اگر وہ

اسی بات پر قائم رہے۔ اور کہے کہ میں نہیں چاہتا۔ کہ اسے لوں۔
 تو اس کے بھائی کی جو رو اس کے بزرگوں کے سامنے اسکے پاؤں
 سے جوتا نکالے۔ اور اس کے منہ پر پتھو کے اور کہے۔ کہ اس شخص
 کے ساتھ جو اپنے بھائی کا گھر نہ بناوے۔ یہی کیا جاوے گا۔ اور
 امراٹیل میں اس کا یہ نام رکھا جاوے گا۔ کہ یہ اُس شخص کا گھر جس کا
 جوتا نکالا گیا۔

(استثناء ۲۵۔)

نیوگ کی نظیریں

نیوگ کے متعلق روت کی کتاب میں مسات روت کا قصہ
 غور طلب ہے۔ اور راتل اور لیاہ وغیرہ عورات کے حالات بھی
 قابل مطالعہ ہیں۔ جنہوں نے بموجب توریت نیوگ کیا۔ اور
 اسی روت کے شکم سے بوغر کے تخم سے عوبیہ نام لڑکا اپنے
 مرحوم باپ کا وارث پیدا ہوا جس کا پوتا داود بنی تھا۔ اور
 اسی کے خاندان میں بقول انجیل مسیح پیدا ہوا۔
 (دیکھو روت کی کتاب ۱۔ ۱۱)

پادری ٹی سی اسکات صاحب

نے اپنی تفسیر مٹی میں اناجیل کا نسخہ نامہ ملائے ہوئے صاف لکھ دیا
 صبح کے بہت سے بزرگ صرف شرعی بیٹے یعنی نیوگ زادہ تھے۔
 (دیکھو تفسیر مٹی مطبوعہ الہ آباد صفحہ ۶۱-۶۲) پادری صاحب فرماتے
 ہیں: اکثر مفسروں کی یہ رائے ہے کہ یوسف جو صبح کا باپ کہلاتا ہے
 یعقوب کا حقیقی بیٹا اور شرع کی رو سے پہلی کا وارث اور بیٹا تھا۔ یعنی
 جب پہلی بے اولاد مر گیا تو اس کے بھائی یعقوب نے بموجب حکم
 شرع بھائی کی جو روئے کر اس کے واسطے نسل جاری کی (تو قادیان
 مستثناء ہے) اس کی تشریح یہ ہے کہ سلیمان اور نائحقان داؤد
 کے دونوں بیٹے تھے۔ اور نائحقان سلیمان کی نسل سے ہوا۔ اور
 نائحقان سے جب نائحقان نے استحقاق کو جو رو کیا۔ اور اس سے
 پہلی پیدا ہوا۔ پس یہ دونوں یعقوب اور پہلی ایک ہی ماں کے بیٹے
 تھے۔ اور جب پہلی جو روئے کرے بے اولاد مر گیا۔ تب اس کے بھائی
 ہندو شاہنوں میں نیوگ ایسا لائے نہیں قرار دیا گیا۔ جیسا کہ بیسائی مستحق
 مقدس انجیل میں +

یعقوب نے اس کی بیوہ کو اپنی جو رو کر لیا۔ جس سے یوسف پیدا
ہوا۔ پس یوسف یعقوب کا اصلی بیٹا اور پہلی کا شرعی بیٹا تھا۔

ناقابلیت پیدائش اور کی حالت میں خود

عورت نے اپنے خاوند کو نیوگ کی اجازت دی

سرد نے جب وہ اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو گئی زیدائش باب ۱۲
آیت ۲) اپنے خاوند ابرام (ابراہیم) کو اپنی لونڈی ہاجرہ سے اپنے
(سرد کے لئے) اولاد پیدا کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ ہاجرہ کے
بطن سے اسمعیل نامی لڑکا پیدا ہوا۔ زیدائش باب ۱۶۔ آیت ۱۔
نجات ۵۔ اور سکی باب ۱۱) جو انبیاء دین میں سے ایک تھے۔

اسلام اور نیوگ

یوں تو جو کچھ توریت اور انجیل میں لکھا ہے وہ اسلام کے لئے
ہر طرح سے قابل تسلیم ہے۔ کیونکہ ان ہر دو کتب کا حضرت موسیٰ اور
حضرت عیسیٰ پر اہرام ہونا ضروری ہے۔ جو انبیاء اسلام میں سے ہیں۔

اور ایسے ہی حضرت اسماعیلؑ جن کی شرع کی رو سے بذریعہ نیوگ (پیدائش کا ذکر اوپر آچکا ہے) منجملہ اسلامی پیغمبران کے ہیں۔ اس سے کوئی سچا مسلمان اس نیوگ سے جس کا جو از توریت سے ثابت ہو ہرگز انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ پر توریت اور انجیل کے نازل ہونے کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ (دیکھو منزل اول۔ سیارہ اول۔ سورۃ البقرہ آیت ۲ لغایت ۱۰۰ اور ۵۴-۵۶)

پر دیس گئے شوہر کی عدم موجودگی میں
پیدائش شدہ اولاد اسی شوہر کی ہے

ہشتی زیور مصنفہ حضرت اقدس سراج العلماء و تاج الفضلاء مولانا حافظ اشرف علی صاحب حصہ چہارم صفحہ ۲ پر لکھا ہے۔
”میاں پر دیس میں ہے۔ اور مدت ہو گئی۔ برسیں گزر گئیں۔ اور یہاں لڑکا پیدا ہو گیا۔ تب بھی وہ لڑکا حرامی نہیں۔ اگر شوہر خیر پاکر لڑکے سے انکار کرے۔ کہ میرا نہیں۔ تو اس حالت میں شوہر

ا پر دسی پر حکم شرع سے معاف ہوگا۔

مرد مشرق اور عورت مشرق میں ہو

ایسے شوہر کی عدم موجودگی میں

پیدا شدہ اولاد اسی شوہر صلی کی ہے

امام ابو حنیفہ امام اعظم یہ فرمانے کے بعد کہ جو شخص نکاح کرے ساتھ ایسی عورت کے کہ اس کا نکاح اس کے واسطے حلال نہیں۔ بعد اس کے ہم پتہ کرے۔ تو اس کے اور پرہیز یعنی سزاے شرعی جاری کرنا واجب نہیں۔ ایک اور فتوے یوں دیتے ہیں۔ اگر مرد مشرق میں اور عورت مشرق میں ہو۔ اور وہیں بیٹھے بیٹھے مرد اس عورت کے ساتھ نکاح کرے۔ اور عورت کے اولاد ہو۔ تو وہ اولاد اس مرد کی ماہیت ہوگی اگرچہ ان دونوں میں کبھی ملاقات نہ ہوئی ہو۔ اس کی نسبت امام فخر الدین رازی تفسیر تفسیر صفحہ ۸۷۱۔ جلد سوم میں تحریر فرماتے

ہیں۔ ”یعنی تحقیق مرد مشرقی نکاح کرے ساتھ عورت مغربی
کے۔ اور اس عورت کے یہاں لڑکا پیدا ہو۔ تو ابو حنیفہ
صاحب نسب کو یہاں ثابت کرتے ہیں۔ یعنی اس لڑکے کو
اس مرد نکاح کا بیٹا سمجھتے ہیں۔ باوصف یقین کے ساتھ
اس بات کے کہ وہ لڑکا اس مرد کے نطفہ سے پیدا نہیں
ہوا۔“

پرات کے رخصت ہونے سے پیشتر لہن

سے پیدا شدہ لڑکا اصلی خاوند کا ہی ہے

بیاہ ہو گیا۔ لیکن لڑکی ابھی رخصت نہیں ہوئی۔ یعنی
شوہر کے گھر کا ٹنہ تک نہیں دیکھا۔ لڑکا پیدا ہو گیا۔ تو
لڑکا شوہر ہی سے ہے۔ حرامی نہیں۔ اگر انکار کرے۔
تو اس پر بھی لعان ہوگا۔ بہشتی زیور حصہ چھارم۔
صفحہ ۷۲

غیر عورت سے پیدا شدہ اولاد بھی حرامی نہیں

کسی نے اپنی بیوی سمجھ کر کسی غیر عورت سے صحبت کر لی اس کو بھی ہر مثل دینا پڑے گا۔ اور اس صحبت کو زنا کہیں گے۔ نہ کچھ گناہ ہو گا۔ بلکہ اگر میٹ رہ گیا۔ تو اس کے کا نسب بھی ٹھیک ہے۔ اور اس کو حرامی کہنا درست ہے۔ اس کے نسب میں کچھ دھبہ نہیں رہتی ریور حصہ ۲۱۔

مشرع اسلام کے چند دلچسپ مسائل

اسی بھتی ریور کے حصہ چارم صفحہ ۶۹ لغایت ۱۷ میں

”عمل کی مدت کم از کم چھ مہینے اور زیادہ سے زیادہ دو برس ہے۔ شریعت کا قاعدہ ہے کہ حیض تک ہو سکے۔ اور جسے کو رانی نہ کہیں گے۔ طلاق کے بعد اگر دو برس کے اندر لڑکا پیدا ہو۔ تو اسی مرد کا ہو گا۔ اگر دو برس کے بعد پیدا ہو۔ تو

وہ حرامی ہے۔ دو برس کے بعد پیدا ہونے پر بھی اگر مرد دعویٰ کرے کہ لڑکا میرا ہے۔ تو حرامی نہ ہوگا۔ اور ایسا سمجھیں گے کہ عدت کے اندر دھوکہ سے صحبت کر لی ہوگی۔ اس سے پردہ رہ گیا۔

مسئلہ دوم۔ کسی کا شوہر مر گیا۔ اگر مرنے کے وقت سے دو برس کے اندر لڑکا پیدا ہوا۔ تو وہ حرامی نہیں۔ بلکہ شوہر کا ہے۔

مسئلہ طلاق مروجہ اسلام کا ایک تار یک پہلو

قربان مجتہد دہلی ۱۳۹۹ صفحہ ۷۹۔ اور ہشتی زیور حصہ

چہارم صفحہ ۳ پر طلاق کے بعد پھر پہلے خاوند سے نکاح ہونے پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔ یعنی تیسری طلاق کے بعد (عورت) پھر نہیں رہ سکتی۔ بلکہ دونوں کی خواہش بھی ہو تو بھی نکاح نہیں بندھ سکتا۔ یہ سچ ہے اور خاوند کی صحبت نہ ہو چکی ہو۔ یہ کہ اگر مرد اپنی عورت کو تین دفعہ طلاق دیکر چوتھی مرتبہ اس سے نکاح کرتا چاہے۔ تو جب تک

دو دوسرے خاوند کے نکاح میں آکر اس سے ہم صحبت نہ
 ہو چکے۔ تثبیت تک پہلے خاوند پر حلال نہیں ہو سکتی۔ اسی
 تعلق میں دیکھو مشکوٰۃ باب المظالمہ ثانیاً۔ فصل اول۔ جلد سوئم
 صفحہ ۱۶۷۔ پیکر دیکھو قاسموس جلد ثانی باب اللام۔ فصل الحام۔
 صفحہ ۱۲۷۔

یہ تو کیفیت ہوئی طلاق وغیرہ کی۔ مسئلہ متہ و لفت حریر اور
 چند اسی قسم کے دیگر مسائل جن کے برابر غش و نیا کا کوئی مسئلہ نہیں
 ہو سکتا۔ کسی اور وقت کے محفوظ رکھتے ہیں۔ عند الضرورت اس
 قسم کے بیسیوں حوالہ جات مستند کتب مذہبی سے پیش کئے جاسکتے
 ہیں۔

قانون مروجہ اور نیوگ

بعض اصحاب تفسیریات ہند کی دفات ۲۹۳ لغات ۲۹۸
 نیوگ کو خلاف قانون ثابت کرنے کے لئے پیش کیا کرتے
 ہیں۔ ان ہی دفات پر ذیل میں غور کیا جاتا ہے:-

(۱)۔ دفعہ ۲۹۳۔ کسی عورت کو چھوٹ ٹوٹ یہ یقین

کرادینا کہ وہ اس کی جائز بیوی ہے +

(۲)۔ شوہر یا بیوی کے جیتے جی ہنا کسی عدالت سے باقاعدہ طلاق حاصل کئے یا سات سال تک پہلے شوہر یا بیوی کے لگا تاکہ کہیں سے کوئی پتہ نہ ملنے کے اس کے ساتھ دوسری شادی کرنا۔ کہ جہاں شوہر یا بیوی کے جیتے جی دوسری شادی کرنا ناجائز ہو۔ ۲۹۴۔

(۳)۔ دوسری قسم کے جرم کرتے وقت فریق ثانی سے پہلی شادی کا حال مخفی رکھے +

(۴)۔ جو شخص دھوکہ دہی کی نیت سے شادی کے نام سے کوئی ایسی رسم ادا کرے کہ جسے وہ جانتا ہے۔ کہ قانوناً وہ شادی نہیں ہے +

(۵)۔ بلا رضا مندی شوہر کے اس کی بیوی کے ساتھ مخصوص تعلق پیدا کرنا +

(۶)۔ شوہر یا خاوند کی حفاظت سے اس نیت سے کسی کی بیوی کو بھگایا نہ کہیں چھپا نا کہ وہ خود یا کوئی اور شخص اس سے ناجائز تعلق پیدا کرے +

ان وفات میں تین امور مد نظر رکھے گئے ہیں۔ اول۔ دھوکہ یا فریب سے۔ دوم۔ بلا رضا مندی شوہر یا محافظ۔ سوم۔ عدم پیشہ کی سورت میں سات سال کے اندر شادی کرنا۔ جہاں کہ ایسی شادی ناجائز ہو۔

نیوگ میں یہ تینوں باتیں نہیں ہوتیں۔ نیوگ میں نہ دھوکہ یا فریب ہوتا ہے۔ نہ بلا رضا مندی شوہر یا محافظ ہوتا ہے نہ دوسری شادی ہوتی ہے۔ اس لئے ان وفات کا نیوگ پر کچھ اثر نہیں۔

مقدمہ پشاور میں نیوگ کے

خلافت فیصلہ کی پڑتال

مخالفین نیوگ پر گندے اعتراض کرتے اور نیوگ کو زنا کاری بتلاتے وقت ۱۸۹۲ء کے مقدمہ پشاور میں یہاں کے قائم مقام سیشن جج مولوی انعام علی صاحب بی اے کے نیوگ کے برخلاف ریمارکس کا حوالہ دیا کرتے ہیں ان کے

خیال ہیں یہ ایک آسمانی وحی ہے۔ مولوی صاحب کچھ منترہ
 من الخطا نہیں تھے۔ جو ان سے غلطی ہونا نامکن ہو۔ جب مسئلہ
 نیوگ ہندوؤں اور آریوں زریق مقدمہ کی کتبہ مقدمہ سے
 ثابت تھا اور ہے۔ اور عیسائی اور مسلمان دینی کتبہ سے بھی
 مباح۔ اور قانونا بھی جائز۔ ایسی زبردست شہادت اور
 ثبوت کی موجودگی میں نیوگ کے برخلاف فیصلہ ہو۔ تو اندھیرا
 جج صاحب اپنے فیصلہ میں فرماتے ہیں "مٹی داریہ سماجی
 خود اس امر کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ وہ ان اصولوں پر جن میں
 ایک بیابا بھی ہوئی عورت کو اپنے اصلی خاوند کے جیسے جی
 کسی دوسرے بیابا سے ہوئے آدمی کے ساتھ ہم بستری کی
 پیدائست ہے۔ ایمان رکھتا ہے۔ یہ رسم بیشک اور بلاشبہ
 زنا کاری ہے"

لیکن قانون کتنا ہے۔ اگر کوئی شخص عورت سے اس کے
 خاوند یا محافظ کی اجازت سے ہم بستری کرے۔ تو ناجائز نہیں
 پس نیوگ جو برصا مندی شوہر یا محافظ ہوتا ہے۔ قانونا جائز
 ہے۔ خاص کر اس صورت میں جبکہ ہندو دھرم شاستروں

میں اس کی اجازت موجود ہے اور نہ صرف اجازت بلکہ ہندو
 بزرگوں اور دھرماتماؤں نے اس پر عمل بھی کیا ہے۔ پس یہ
 شرعاً بھی جائز ہوا۔ اور روایاً بھی۔ اور کسی خاص سوسائٹی
 یا قوم کا رواج بھی اس کے لئے ہندو قانون کے ہے اس طرح
 ہر پہلو سے اس کا جواز ثابت ہے۔

نیوگ زنا کاری کیوں نہیں

جیسے غور ہے۔ کہ چوری کیوں پاپ ہے اور مزدوری
 کیوں جرم نہیں۔ وجہ صاف ہے۔ کہ چوری میں روپیہ
 حاصل کرنے کے لئے ناجائز وسائل استعمال کئے جاتے
 ہیں۔ اور مزدوری میں جائز وسائل۔ لیکن طرح بیاہ اور
 نیوگ پر غور فرمائیے۔ بیاہی ہوئی عورت سے صحبت کرنا کیوں
 جائز ہے۔ اور کنواری سے کیوں ناجائز۔ ظاہر ہے کہ صورت
 اول میں براہوری۔ رشتہ داروں۔ اور جائزہ دارانہ کے روبرو
 خاص قسم کے عہد پیمان ہو کر مرد عورت کو اور عورت مرد کو
 صحبت کے لئے قبول کرتی ہے۔ اور دوسری صورت یعنی

کنوارے پن میں بغیر اس طرح کے قول و اقرار کے صحبت کیجاتی ہے۔ گویا برادری اور جائز ورثا کے سامنے خاص قسم کے عہد و پیمان کرنے کے بعد صحبت جائز اور بدول ایسے عہد و پیمان کے تعلق ناجائز سمجھا جاتا ہے۔ اب نیوگ کا بعینہ بیاہ کی طرح حال ہے یعنی رنڈ و امرد کسی بیوہ عورت سے خاوند یا جائز ورثا کی اجازت سے خاص قسم کے عہد و پیمان کر کے صحبت کرتا ہے۔ پس نیوگ ایک جائز جماعت ہے۔ جیسے علانیہ بیاہ میں قول و قرار ہوتے ہیں۔ ویسے ہی نیوگ میں۔ اور جیسے بواہت استری سے پرش کو رتو کال میں محض سفستان اُپتتی کے لئے سہاگم کرنا بتلایا گیا ہے۔ اسی طرح نیوگ میں بھی ہدایت ہے۔ بیاہ کا منشا بھی جائز وسیلہ سے اولاد پیدا کرنا ہے۔ اور نیوگ کا بھی۔ شہوت پرستی دونوں میں منوع ہے۔

مؤلف کی آخری التماس

ہم نے ان چند اوراق میں تجھان سکتی اپنے وعدہ دی کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے مطالعہ سے ناظرین پر بخوبی روشن

ہو جائیگا۔ کہ ہم کہاں تک اس کو سٹش میں کامیاب ہوسکتے
ہیں۔ ہماری جملہ ناظرین سے بار بار یہی پرار تھا ہے۔ کہ وہ
ذرا تعصب سے دل کو صاف کر کے میرے اس ناچیز تحفہ کو
پڑھیں۔ نزکیش مطالعہ سے میرا پورن وشوا اس ہے۔ کہ وہ ضرور
اسی نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ سوامی دیانند مسئلہ نیوگ کے موہنہ
تھے۔ میں اپنی کوشش کو سچل سمجھوں گا۔ اگر میری یہ
تحریر بے تعصب اشخاص کے دلوں پر یہ اثر مطلوبہ پیدا کرے گی
جو اس کا خاص منشا ہے۔

باسمہ شمس رام مشرا۔ ۱۱ گشت ۱۹۱۱ء

اشتہار ایک نظر اور دھڑکی اشتہار

دیر پا اور عمدہ سنہری طبع سیکھنا جس شخص کو مطلوب ہو۔
وہ ایک روپیہ بھیج کر پتہ ذیل سے دریافت کرے۔ ترکیب
نہایت آسان ہے۔

ایس۔ سی۔ دی گنگوہ۔ ضلع مہارنپور

ضمیمہ متعلقہ دھرم شاستر

(۱) اصول دھرم شاستر - مؤلفہ میسٹر ای۔ بیگیناٹن صاحب
 مترجمہ اردو لالہ کنند لعل صاحب، مطبوعہ مطبع قانونی ہندو ہاؤس
 مشن کے صفحہ ۵۵ پر قبیلہ لڑکے کا ذکر کرتے ہوئے
 لکھا ہے - بچوالہ منوار صیاسے نو - اشلوک ۹۰ و ۹۱ -
 سنو نے بارہ طرح کے بیاہ سکے ہیں -
 بیٹا اصلی جو زوجہ منکوحہ سے ہو - بیٹا ایک شخص کی زوجہ
 کا دوسرے شخص سے بطور جائز پیدا ہوا ہو - وغیرہ -
 یہ چھ قسم کے بیٹے اپنے گمانہ اور
 وارث ہیں -

(۲) اصول دھرم شاستر مذکور کے صفحہ ۹۸ پر کھشیرج کا یوں ذکر
 آیا ہے - اس ملک اور ایسہ میں بھائیوں کے مقرب کر سنے کا دستور
 اس غرض سے کہ ان سے ایک ستونی یا نامزد یا نیز غیر حاضر شہر
 کی زوجہ سے اولاد پیدا ہو - ابھی تک جاری ہے - جو اس طرح سے

لڑکا پیدا ہو۔ اُسے کشتینترج یعنی عورت کا بیٹا کہتے ہیں۔

ضمیمہ متعلقہ شرع اسلام

اصول شرع محمدی مؤلفہ میگنٹاٹن صاحب مترجمہ اردو لالہ
نکند لعل صاحب مطبوعہ مطبع قانونی ہند لاہور ۱۳۶۱ھ کے صفحہ
۵ پر تین دفعہ طلاق دینے کے بعد دوسرے شخص کے نکاح
میں عورت کا جانا اور پھر طلاق پاکر چوتھی مرتبہ شوہر سابق پر
جائز تصور ہونا تحریر ہے۔ دفعہ ۲۵۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ
دفعہ ۳ میں لکھا ہے۔ جو طفل نکاح کے چھ مہینے بعد پیدا ہو
وہ بھیجے الوجہ شوہر کی صلب سے متصور ہوگا۔ غلط انداز قیاس جو طفل
وراثت شوہر یا طلاق زوجہ کے بعد دو برس کے اندر پیدا ہو۔
وہ بھی صحیح النسب ہے۔

جواب نہایت جلد آنا چاہئے۔ از حد تاکید ہے :
ماسٹر نشی رام شرما۔ پتہ کشیم پورہ
کنگنہ۔ ضلع سہارنپور۔

ضمیمہ نمبر ۳۰ - ویدوں میں نیوگ شبد صاف الفاظ میں

वत मुचामिरशना विधातोवानयनम ॥ ३६ ॥

चममयेधने ॥

کائنات سوکت ۷۸ منتر اول -

یہ دیو کترتم ہشنام دیخام دی
 تیرے لئے دیش نیت کی ہوئی ارشنا کو دیش کر کے چھوٹا ہوں دیش
 نیو جتم گئے ایسے آؤ قوم ابرم سے دہی
 نیوگ کیلئے پہنچے پتی میاں ہی دو بہت پتی کہ گھری تو نیرنتر سمر دھی کر
 ایسے نیوگ شبد غان ہو چو ہے جو کہ تیج دھا تو کے متش تیرے سے دور بہت پتی سے سنتان ایتھی کی
 ابارت و اختیار کا بدھ کا کہو کہ تیج دھا تو کے متی علم ہمت ایسے صاحب کی
 سنکت و گنتری ڈکٹری میں نامہ ۷۸ (۷۸ سیٹ) اپنی جگہ نائب مقرر کرنا یا بھیجا
 ۷۸ (۷۸ سیٹ) اختیار دینا چونکہ انہی تیسرے پتی کو جو نیت ہوتا ہے کہتے
 ہیں - (دیکھو رنگ دید - ۱۰ - ۵ - ۸ - ۱۱) اس لئے اس منتر میں لفظ وی یعنی دیش (مزید)
 بار بار استعمال ہوا ہے جبکہ مطلب یہ ہے کہ اگر دیش سمیت بعد یعنی وواہ کے بعد جو دوسرا
 قطب نیوگ ہوتا ہے اور جس پتی کو گنہ و گنہ گویہ کے متذکرہ بالا منتر میں بتایا گیا ہے - اگر اس سے
 بھی ویوگ بڑھے تو اس منتر کی ہدایت کے بموجب اس دیش بھندہ کو چھوڑ کر بھی دیش نیوگ کی
 اجازت ہے - لیکن اس تیسرے نیوگ کرتے واسطے پتی کو بھی کہ دور بہت پتی کے گھر میں ہی سندان پیدا
 کرنے - اس پتی کو نہ لے جاوے ۔

نوٹ - ہر قسم فیہم جات متذکرہ بالا میں کتب و کشتی مولہ سرکاری
 عدالتوں میں رائج ہیں - پہلی دو کتب اصول امتحان تحصیل اسی کے لئے
 پنجاب میں پچھ عرصہ ہوا کہ مقررہ کتبیں

ہندی انگریزی اردو پشتو کی مکمل فہرست طلبہ کے لیے

قابل دید اردو کتب

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۱	میلہ چاند اپور	۱	ستیا رتھ پر کاش ..
۱	دیو بار بھانو	۱۰	رنگ دید کی بھومکا ..
۲	بچوں کی تربیت	۱	منو سمرتی بھوشاک ..
۳	عورت کی بزرگی	۲	بغیر شلوک ..
۵	اوپیش نیجری	۲	کلیات آریہ مسافر ..
۶	صبح اُمید	۱	معیار صداقت ..
۶	آریہ بہدھانت	۱۲	منہ و تہذیب حصہ اول
۱۰	مکتی کا ستیہ گیان	۸	قانون کرم
۱۰	سورگ کی سیڑھی	۱۰	آریہ بھونے مفلوم ..
۱۲	ایشور ملاپ	۱۰	پچھے موتیوں کی مالا ..
۱۲	آریہ جیون	۱	مسافرانہ زندگی ..

از یہ سماج کے ٹیپس

- (۱) سچے علم اور علم سے جو کچھ معلوم حاصل ہو تم میں اُن سب کا اصل مہول ہو۔
- (۲) ان سچے دانشور و پُرکار - رٹریکٹیاں دینا کاری دیالو - ہتھا - انہر -
- راوی - انویم - سروا - دار - سروا - لیٹور - سرو - ویلیک - سروا - انتریا - می - اجہ - امر -
- نت - پوترا اور سرستی کرتا ہے - اسی کی اُپاسنا کرنی ہوگی ہے۔
- (۳) وید سچے علوم کی پستک ہے - ویدکا پڑھنا پڑانا سنا سنانا آریوں کا پرہم دھرم -
- (۴) سچ کے قبول کرنے میں اور بھڑکے کے چھوڑنے میں ہمیشہ مستند رہنا چاہیے۔
- (۵) سب کام دھرم کے مطابق یعنی سچ اور جھوٹ کو سوچ کرنے چاہئیں۔
- (۶) سنسار کا اُپکار کرنا اس سماج کا خاص ہنسا ہے یعنی جہانی روفانی اور فادہ
- خلایق کی ترس کرنا۔
- (۷) سچے راستہ تمام دھرم کے مطابق جس سے جیسا مناسب ہو - برتنا چاہئے۔
- (۸) جہالت کا تاش اور علم کی ترقی کرنی چاہئے۔
- (۹) ہر ایک کو اپنی ہی بہبودی میں خود تنہا چاہئے بلکہ سب کی بہبودی میں اپنی بہبودی سمجھتی ہو۔
- (۱۰) سب آدمیوں کو اُن اصولوں کی تعمیل میں کہ جو فادہ عام سے متعلق ہوں - پسینا
- چاہئے اور اُن اصولوں کی تعمیل میں جو اپنی ذات سے متعلق ہوں - سب خود مختار



Handwritten text in Devanagari script is visible along the right edge of the page, likely from the adjacent page. The text is partially obscured by the binding and includes words such as "वादा", "हैं", "पा", "सि", and "तना".



Entered in Database

A handwritten signature in dark ink, appearing to be a stylized 'A' or similar character.

Signature with Date

